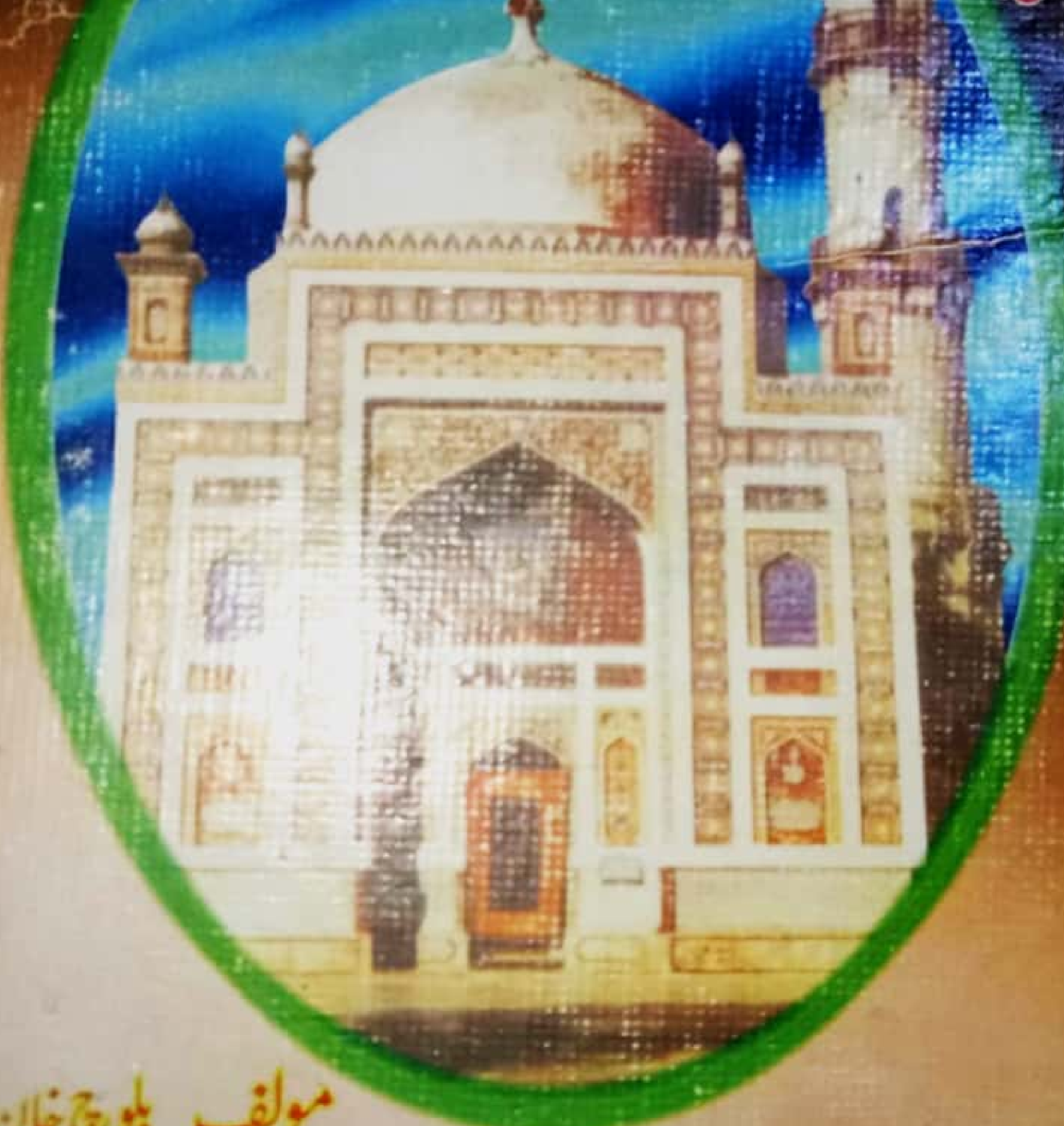
فردوس العارفین

قطب الاقطاب فرد یزدانی — شہ محمد زماں حبیب خدا

نقش بند است نقش نورانی — مرشد است و محمد ثانی



مولف بلوچ خان

مترجم محمد یونس باڈ

ناشر:۔ مینجنگ کمیٹی جماعت لواری شریف

فِردوسُ العارفین

تَجلّیاتِ سِیرَت

سلطان الاولیا امام الاصفیا

حضرت خواجہ محمد زمان قدس سرّہٗ السبحانی نقشبندی مجددی

تصنیف فارسی:۔ میر بلوچ خان نقشبندی

ترجمہ اردو:۔ شیخ محمد یونس باڑی نقشبندی

شائع کردہ

مینیجنگ کمیٹی جماعت لواری شریف

نام	فردوس العارفین
مصنف	میر بلوچ خان نقشبندیؒ
مترجم	شیخ محمد یونس باڑی نقشبندی
نگراں	حاجی سلیمان موتی والا
ناشر	مینیجنگ کمیٹی جماعت لواری شریف
اشاعت	اول
تعداد	ایک ہزار
تاریخ	۲۷ رذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ مطابق 11 رفروری 2002ء (حضرت پیر بادشاہ خواجہ گل حسن صدیقی قدس سرہٗ (ساتویں سجادہ نشین درگاہ عالیہ لواری شریف) کے بیسویں (۲۰) عرس کے موقع پر)

ملنے کا پتہ

☆ درگاہ عالیہ لواری شریف ضلع بدین

☆ درگاہ حضرت قاضی احمدؒ ضلع نواب شاہ

☆ اسلام قلب، ۶۷ گارڈن ایسٹ کراچی

انتساب

فردوس العارفین کے اس ترجمے کی خدمت کو
آقائے دوجہاں حضور انور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے
حضور پیش کرتا ہوں ۔

احقر
محمد یونس باڑی

فہرست

تمت بالخیر

بسم الله الرحمن الرحيم

سخن ہائے گفتنی

پہلی نظر جب اس آثار قدیمہ پر پڑی تو بے ساختہ زبان سے نکلا"یہ تو نوادرات میں سے معلوم ہوتی ہے" متجسس نگاہیں دور سے جائزہ لے رہی تھیں۔اتنے میں محترم پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ نے یہ کتاب احقر کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا"یہ قلمی نسخہ حضرت شاہ محمد زماں قدس سرہ کے بارے میں ہے یہ فارسی میں ہے اس کا آپ ترجمہ کریں"۔ کبھی سوچا نہ تھا کہ اس ناکارہ کو اس طرح نوازا جائے گا۔الحمدللہ علیٰ ذالک! شوق سے ہاتھ آگے بڑھے۔ ادب سے کتاب لی۔سوچ رہا تھا قطب الارشاد حضرت خواجہ محمد زماں قدس سرہ کے مناقب ہوں گے۔ کہاں ان کی ہستی کہاں میری پستی کوئی بے ادبی نہ ہوجائے۔اشتیاق بھی بڑھ رہا تھا کتاب کھولی۔ یہ کیا ؟ یہ تو خود داستان ہے۔ کاغذ خستہ۔جابجا کرم خوردہ کہیں کہیں روشنائی اڑ چکی تھی پھر دل میں خطرات آنے لگے تیس سال سے تجارت میں مشغول ہوں۔علمی کاموں سے خاص تعلق نہ رہا اس دوران فارسی کی ایک سطر بھی نہ پڑھی نہ لکھی ہوگی۔کیا یہ کام قبول کرلوں؟حضرت ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب نے خطرات قلب محسوس کرلئے فرمایا۔"ہاں آپ یہ کام کرلیں گے"اس مسیحا نفس کے ان الفاظ نے میری ہمت مردہ میں جان ڈال دی۔ یہ اس مسیحائی کا اعجاز ہے جو یہ ترجمہ پیش ہے۔

مجھے صدق دل سے اپنی کم علمی کا اعتراف ہے۔لیکن یہ دیکھا کہ اللہ تعالٰی کے محبوبوں کا ذکر تھا کام شروع ہوتے ہی برکتیں محسوس ہونے

لگیں۔ذہن کے دریچے کھلے،سوچ میں نکھار آنے لگا۔جو بھول گیا تھا یاد آنے لگا۔قلب پر بھی عجیب وارداتیں گزرنے لگیں۔ایک بار یوں لگا جیسے کوئی سرگوشی کررہا ہے "سنو یہ جس کا کام ہے وہ بے خبر نہیں۔تم قلم ہاتھ میں لئے رہو۔دیکھتے دیکھتے کام ہوجائے گا۔یوں ہی ہوا بھی۔

کتاب کے آخری حصہ میں ایک قطعہ کے ۲شعروں نے متوجہ کیا معاً خیال آیا کہ سرورق (Title page) کے لئے مناسب ہوں گے پھر آرزو ہوئی کہ سرورق حسین ہو۔اورحسن کی دنیامیں کھوگیا۔ مملکت حسن پر ذکر یوسفؑ چھایا ہوا ہے۔ذہن میں وہ حسین داستان دہرانے لگا۔ہاں وہ حسین تھے تو قصہ احسن ہوگیا جس کو سنایا وہ بہت ہی حسین تھے (ﷺ) اور سنانے والا خود حسن تھا۔فرمایا۔

نحن نقص علیک احسن القصص ۝

(پ۱۲۔سورہ یوسف۔آیت۳)

(ہم آپ کو بہت اچھا قصہ سناتے ہیں)

خوب! کیوں نہ ہوتا۔ ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا

تصور میں کچھ مناسبتیں اور مماثلتیں ابھرنے لگیں۔ تانے بانے جڑنے لگے کاغذی پیراہن اترا کتاب بنی پھر مجسمہ بن گیا۔آنکھ کے تارے یوسفؑ کو حضرت یعقوبؑ نے کس شفقت سے پالا ہوگا ان کی جدائی پل بھر کو گوارہ نہ تھی

قال انی لیحزننی ان تذھبو بہ و اخاف ان یاکلہ الذئب و انتم عنہ غافلون

(پ۱۲۔سورہ یوسف۔آیت۱۳)

آپ نے فرمایا بے شک مجھے یہ بات غمزدہ کرتی ہے کہ تم اُس کو لے جاؤ

اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں بھیڑیا اسے نہ کھالے

شبستان ہجر میں محبت کے چراغ جلائے مرشد کی محبوب یادوں سے محفل سجائے بلوچ خاں علیہ الرحمتہ فردوس العارفین لکھ رہے ہوں گے اپنے یوسف کو بڑے پیار سے پروان چڑھا رہے ہوں گے۔

ناقدرے بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈال دیا

ان یجعلوہ فی غیبت الجب

(پ۱۲۔سورہ یوسف)

اور کسی کنویں میں ڈالدیں

۲۰۰ سال فردوس العارفین بھی گوشہ گمنامی میں پڑی رہی اور ناقدرے ہاتھوں نے کباڑ میں ڈال دی۔یوسفؑ کنوئیں سے نکالے گئے تو دیکھنے والا پھڑک گیا (یابشریٰ ھذا غلام)۔ فردوس العارفین کو جس نے دیکھا بے اختیار کہہ اٹھا واہ کیا خوب ! بڑی نادر شے ہے۔

یوسفؑ کو چند کھوٹے (معمولی قیمت) سکوں میں بیچا گیا تھا۔(وشروہ بثمن بخ س در اھم معدودہ) اورفردوس العارفین کا یہ قلمی نسخہ بھی کباڑ کے ایک ٹھیلہ پر صرف پچاس پیسے میں بک گیا۔

عزیز مصر نے یوسفؑ کو سربازار بکتے دیکھا۔قدردان تھا منہ مانگی قیمت پر خریدلیا۔گھر لاکر بیوی (زلیخا) سے کہا اس کی قدردانی کرنا۔محقق دوران علامہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد نے بھی سربازار ایک پرانی کتابیں بیچنے والے کے پاس یہ انمول کتاب دیکھی جوہر شناس نے اس گوہر عرفانی کو خریدلیا۔ گھرلا کر پڑھا جلد بنوائی اور لائبریری کی زینت بنالیا۔عزیز مصر نے نیت کی تھی عسیٰ ان ینفعنا شاید یہ ہم کو نفع پہنچائے اقلیم علم کے شاہ نے نیت کی تھی

اہل عرفاں کو نفع ہو۔انہوں نے ترجمہ کراکر مقصد کو پالیا کہ نیک لوگوں کے ذکر سے سب ہی فیض یاب ہوجائیں۔

ذکر نیکوں رفتگاں دارد ثواب عامیاں راے رہاند از عذاب

ذکر کا فیض خوش فہمی نہیں کھلی حقیقت ہے۔جس کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

ترجمہ کرنے میں بڑی رکاوٹ وہ مقام تھے جہاں اصل کتاب میں روشنائی اڑ چکی تھی۔ طویل حدیثوں کے متن لکھنے میں غلطیاں تھیں۔اشعار میں بھی بعض جگہ یہی صورت رہی۔طباعت واشاعت کے معاملات میں بالکل واقفیت نہ تھی۔اچانک اسباب بننے لگے اور ایک روز مجھے بارگاہ عالیہ لواری اور بارگاہ عالیہ قاضی احمد کے علم دوست سجادہ نشین الحاج پیر فیض محمد صاحب نقشبندی مجددی قدس سرہ العزیز کے دربار عالی وقار میں باریابی میسر ہوگئی۔حضرت موصوف نے فردوس العارفین کا دوسرا نسخہ تلاش کرا کر احقر کو عطا فرمایا طباعت واشاعت کی تمام ذمہ داری خود قبول فرمالی اوراخراجات کے معاملہ میں بے فکر کردیا۔آپ نے کئی بار احقر کو حاضری کا موقع عنایت فرمایا۔ہر بار ایسی شفقت فرمائی کہ زندگی بھر وہ یادیں مسرور کرتی رہیں گی۔ ایک بار احقر نے لواری شریف حاضری کی خواہش ظاہر کی آپ نے انتظام فرمادیا۔حضرت علیہ الرحمۃ نے فردوس العارفین کے ترجمہ ہونے پر کچھ تحریر فرمانے کا وعدہ بھی کیا۔مگر افسوس کہ اس دن کے آنے سے پہلے وہ خالق حقیقی سے جاملے اللہ کریم ہر ہر لمحے ان کے درجات بلند فرمائے۔آمین۔

الحمد للہ حضرت قدس سرہ کے فرزند ارجمند موجودہ سجادہ نشین جناب محترم ومکرم پیر محمد صادق صاحب مدظلہ اپنے والد ماجد کے ارادوں کی تکمیل میں کوشاں رہتے ہیں اس کتاب کی اشاعت میں دلچسپی لے رہے ہیں۔آپ

نے اس کتاب کے لئے تقدیم بھی عنایت فرمادی اور آپ کے حضرت والد ماجد قدس سرہ نے احقر کو قاضی احمد لے جانے کی منظوری دی تھی موجودہ صاحب سجادہ نے بڑے اہتمام سے قاضی احمد بھجوایا اور پرتکلف مہمان نوازی سے سرفراز فرمایا گیا۔ بر کریماں کارہا دشوار نیست

احقر العباد

شیخ محمد یونس باڑی غفرلہٗ

تعارف کتاب

فردوس العارفین کا شمار "تصوف یا تذکرہ" کے تحت ہوسکتا ہے اس عنوان کے تحت اس کی بے شمار خوبیوں کا احاطہ اس مختصر تعارف کی بساط سے باہر ہے اس کے لئے تو اصل کتاب کا مطالعہ ہی مفید ہے۔البتہ اس کی ادبی اور تاریخی حیثیت پر مختصراً کچھ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا۔

تصوف میں جن کیفیات اور واردات کا ذکر ہے اس کے سبب سے اس کا تصوف میں اعلیٰ مقام تو مسلم ہے لیکن فارسی ادب میں بھی اس کی ممتاز حیثیت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا یہ ادب کے اکثر بنیادی تقاضوں کو پورا کرتی ہے۔اس میں "ادب برائے زندگی" کا پہلو زیادہ نمایاں ہے۔ فردوس العارفین میں حقیقت پسندی کا رنگ غالب ہے اور اس دور کے معاشرہ کی چھاپ صاف نظر آتی ہے۔اس میں کوئی اعتقادی یا سیاسی پروپیگنڈہ یا مادی نفع مطلوب نہیں۔

اس کی عبارت سلیس فارسی زبان ہے جو اس وقت رائج تھی اور آج بھی متروک نہیں ہے البتہ موجودہ ایرانی لہجے بدل چکے اس لحاظ سے اس کو قدیم فارسی یا دری بھی کہہ سکتے ہیں۔بے تکلف اور سادہ طرز تحریر موضوع کے عین مطابق ہے کہیں کہیں تعقید ملتی ہے جہاں ذاتی یادداشت کا رنگ غالب ہو اگرچہ انشاء پردازی کا کمال دکھانا مقصود نہ تھا لیکن بعض جگہ غیر ارادی طور پر بڑے خوبصورت جملے قلم سے نکل گئے۔ استعارہ ،کنایہ اور تشبیہات کا خوشگوار استعمال بتاتا ہے کہ مصنف یہاں اپنی طبیعت پر قابو نہ رکھ سکا۔

میر بلوچ خان علیہ الرحمتہ کو علمی اور ادبی ذوق تھا وسیع مطالعہ اور

بہترین یاد داشت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ انہوں نے موضوع کی مناسبت سے اعلیٰ درجہ کے فارسی ،عربی اور سندھی اشعار سے فردوس العارفین کو سجایا ہے۔فارسی کے سو سے زائد اشعار میں اکثر مولانا روم،حافظ سعدی اور خاقانی جیسے مشاہیر کا کلام ہے۔مثنوی شریف کے اشعار زیادہ ہیں علاوہ اشعار کے اس میں قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ کے بعض اقتباسات کی شمولیت سے اس کتاب کو پاکیزہ ادب میں شمار کرسکتے ہیں۔یوں بھی اس کی دینی حیثیت تو مستند ہے۔

اس کتاب کا امتیاز وہ چند مکتوبات شریفہ ہیں جو حضرت خواجہ محمد ٹھٹھوی نے مکہ معظمہ سے تحریر فرمائے تھے۔اس سے کتاب کے حسن اور ادبی اہمیت میں اضافہ ہوگیا۔اور تاریخی ادب کی طرف بھی پیشرفت ہوئی ہے۔

اس کتاب کا سب سے مفید حصہ وہ ہے جس میں حضرت شاہ محمد زماں علیہ الرحمۃ کے ملفوظات مبارکہ درج ہیں۔ترجمہ میں اس پر ایک باب قائم کیا ہے اصل کتاب میں اس کا اہتمام نہیں کیا گیا تھا بعض ملفوظات مکرر آگئے ہیں مگر بے مزہ معلوم نہیں ہوتے اس حصہ کو زیادہ مفید اس لئے سمجھا جاتا ہے کہ ملفوظات کسی کی زندگی بھر کے شاہدات اور تجربات کا نچوڑ ہوتے ہیں۔اخلاقی اور روحانی تعلیمات کا ایک نادر خزانہ اور ایک بہترین کورس ہے جو ہر درجہ کے طالب کے لئے مشعل راہ ہیں اس میں طریقت کے معاملات پر سیر حاصل روشنی پڑتی ہے مثلاً مقامات سلوک کی منزلیں۔مقام فنا وبقا۔مقام رضا مقام ولایت۔ترک اسباب۔قناعت۔ذکر اسم ذات۔نفی واثبات۔ مراقبہ۔رابطہ۔حضوری وغیرہ۔

ظاہری ندرتیں اپنی جگہ معنوی اعتبار سے بھی یہ کتاب گوں ناگوں

خوبیوں کی حامل ہے۔ان میں سے بعض محاسن کی طرف اشارہ قارئین کے لئے دلچسپ اور مفید بھی ہے مثلاً۔

کسی تخلیق کا جائزہ لینے کے لئے یہ دیکھا جاتا ہے کہ جس مقصد کے لئے اس کو تخلیق کیا گیا ہے اس میں کس قدر کامیابی ہوئی ہے؟ یہ کتاب بنیادی طور پر ایک ذاتی یادداشت ہے۔ایک وفا کیش مرید نے اپنے عظیم مرشد کی یادیں یکجا کی ہیں۔اس خاص مقصد میں وہ سو فیصد کامیاب نظر آتے ہیں۔

دوسری بات:۔ مقصد کس قدر دقیع ہے؟ طریقت میں عظمت شیخ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے اس زاویہ سے دیکھیں۔ایک ایک لفظ سے مرشد گرامی قدر کی عظمت اور محبت ٹپک رہی ہے گویا اس مقصد میں بھی صاحب فردوس العارفین پوری طرح کامیاب نظر آتے ہیں لیکن ان کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے عقائد اور جذبات کو بے کم وکاست بیان کردیا ہے کسی نظریہ یا عقیدہ کی تبلیغ یا تردید کا شائبہ بھی ان کی کاوش میں نظر نہیں آتا۔نہ اپنی محبت کا اشتہار مقصود ہے، نہ عقیدت کا پرچار مطلوب ہے۔ ان کو کہیں لوگوں سے،حکومت سے یا حالات سے کوئی شکایت نہیں ہے نہ ان کی کسی بات سے کسی فرد یا گروہ کے جذبات کو ٹھیس لگتی ہے۔اس لئے جو کچھ انہوں نے لکھا ان کا حق تھا اور اسے کسی طرح چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔سچ یہ ہے کہ ان کی روش درویشانہ ہے۔کہیں تصنع ،جھوٹ یا مادی اعتبار سے کسی مقصدیت کا ایما نہیں ملتا۔

بایں ہمہ اس کا یہ مقصد نہیں کہ مصنف صرف خانقاہ تک محدود ہے۔بلکہ وہ معاشرہ کا ایک پڑھا لکھا اور معزز فرد ہے جو اپنے گردو پیش

سے پوری طرح باخبر ہے وہ خود ایک جیتا جاگتا انسان ہے اور اس کی تخلیق بھی ایک زندہ کارنامہ ہے۔غیر ارادی طور پر ہی سہی اس کتاب میں زندگی کے بھرپور آثار ہیں۔اس کے کردار چلتے پھرتے، کھاتے، پیتے ،سوتے جاگتے نظر آتے ہیں۔معاشرہ کی جھلکیاں بھی نظر آرہی ہیں۔

غلام شاہ سندھ کا حکمراں ہے اس کی سلطنت کی حدود لاہور، پشاور سے دریائے شور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ملک میں امن اور خوشحالی ہے، رعایا کا ہر طبقہ مطمئن ہے ٹھٹھہ سے سرہند شریف تک بے خوف پیدل سفر کیا جارہا ہے۔پھر جنگ وجدل، تباہی، غارتگری کا نقشہ نظر آتا ہے عبدالنبی اور تالپوروں کی مخالفت......افغان فوج کا آنا۔مدد خان کے حملوں میں حضرت شاہ عبدالرحیم گرھوڑی کی تصانیف بھی تلف ہوجاتی ہیں۔

لاہور اور سورت کی بندرگاہوں سے کشتی میں حرمین شریفین جانا، سمندری طوفان وغیرہ۔امراء وسلاطین دہلی علم دوست ہیں۔ اسی لئے علماء دہلی کا رخ کرتے ہیں۔تحصیل علم کے لئے بھی لوگ دور دراز سے دہلی جاتے ہیں۔ سندھ کے لئے ٹھٹھہ علم کا مرکز ہے سندھ کے لوگ یہاں حصول علم کے لئے آتے ہیں۔بادشاہ اہل اللہ کے قدردان ہیں مکہ میں شاہ روم حضرت خواجہ محمد قدس سرہ کی اور سندھ میں غلام شاہ حضرت شاہ خواجہ محمد زماں قدس سرہ کی خدمت کے لئے رقم پیش کرنے کی کوشش کرتے تھے۔دہلی میں بادشاہ وقت شاہ محمد زبیر قدس سرہ کی خدمت میں اجازت لے کر حاضر ہوتا تھا جس دور میں دوروپے مہینہ میں گھر چلتا ہو بادشاہ کی خاطر مدارات میں ۵۰۰ روپے خرچ کئے جاتے تھے۔

بعض سماجی برائیوں کے نشان بھی ملتے ہیں مثلاً نرخ میں اضافہ کے

لئے حاکم شہر اور قاضی شہر کی ملی بھگت سے اناج کی عارضی قلت پیدا کرنا۔نام نہاد صوفیوں کی بوالہوسی اور رقابت۔حضرت مخدوم علیہ الرحمہ کو ہلاک کرنے کی کوشش اورحضرت خواجہ زماں قدس سرہ کی اس قدر مخالفت کی کہ آپ نے ٹھٹھہ کو خیرباد کہہ دیا وغیرہ۔

مترجم

مولانا محمد یونس باڑی

''فردوس العارفین'' کے مصنف

میر بلوچ خان ٹالپور رحمتہ اللہ علیہ کی مختصر سوانح

از

جناب محمد آدم اسحاقانی صاحب سیکریٹری جنرل جماعت لواری شریف

میر بلوچ خان بن محمد مکرم خان بن دوستن بن میر بہار خان ٹالپور کی ولادت تقریباً ۱۱۵۰ھ مطابق ۱۷۳۶ء میں ریاست خیر پور کے علاقہ رانی پور کے قریب سوبھو دیرو میں ہوئی تھی میر صاحبؒ کے تعلیمی کوائف تو میسر نہ آ سکے البتہ فردوس العارفین ان کی علمی استعداد پر گواہ ہے۔

وہ اپنے دور کے رائج علوم سے باخبر تھے۔ فارسی جو اس دور میں سرکاری زبان تھی اس پر عبور حاصل تھا عربی زبان جو علمی قابلیت کی سند تھی اس میں بھی مہارت رکھتے تھے سندھی اور بلوچی زبان وادب پر بھی دسترس تھی سخن فہمی اور سخن سنجی کا ذوق تھا نثر بھی اچھی لکھتے تھے۔

میر بلوچ خان کے آباؤ اجداد کلہوڑوں کے مرید تھے اور ان کی ولاسی جاگیر کے نواب میر بخشو خان کی ریاست خیر پور کے میروں سے ان کی رشتہ داری بھی تھی۔ اسی لئے وہ ایک دوسرے کے ہاں آتے جاتے تھے میر بخشو خان جو نوجوان میر بلوچ خان کی حکمت ودانائی سے پہلے ہی متاثر تھے ایک دفعہ انہیں ساتھ لے کر میاں غلام شاہ کلہوڑو حاکم سندھ (۱۱۸۶ھ-۱۱۷۰ھ) کے دربار خدا آباد میں حاضر ہوئے اس وقت دربار میں ایک فارسی خط کا ذکر چھڑا ہوا تھا جس کی تحریر نہایت دقیق تھی اور دربار میں موجود علماء ومفکرین میں سے کوئی بھی اس خط کے مفہوم کو پوری طرح سمجھ نہیں پا رہا تھا میر بخشو خان نے میاں غلام شاہ کلہوڑہ کی اجازت سے وہ خط میر بلوچ خان کو پڑھنے کے لئے دیا اس پر دربار میں بیٹھے ہوئے کئی عالم اس سادہ لوح نوجوان پر اُچٹتی نظر ڈال کر طنزیہ ہنسنے لگے میر بلوچ خان نے وہ خط لفظ بہ لفظ بامعانی بلند آواز میں

حاضرین کو پڑھ کر سنایا جس پر تمام موجود لوگ حیران ششدر رہ گئے میاں غلام شاہ کلہوڑہ، میر بلوچ خان کے علم و دانش سے بے حد متاثر ہوئے اور انہیں انعام و اکرام سے نوازا۔ اس طرح میر بلوچ خان کا میاں غلام شاہ کے دربار میں آنا جانا شروع ہوا، اور وہ اپنی خداداد صلاحیت و دانائی کی بدولت روز بروز نہایت عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جانے لگے۔ نہایت ضروری امور میں انہیں مشورہ کے لئے دربار میں طلب کیا جاتا تھا۔

ایک مرتبہ میاں غلام شاہ کلہوڑہ نے انہیں مغل بادشاہ کے دربار دہلی میں مع قیمتی تحائف کے اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ میر بلوچ خان کے مخالفین و حاسدین دربار نے سازش کر کے تحائف کی صندوقوں میں سے ایک صندوق سے قیمتی تحائف نکال کر اس کی جگہ مٹی بھر دی۔ اس شرارت سے میر صاحب بے خبر تھے۔ جب وہ صندوق مغل بادشاہ کے دربار میں کھولا گیا تو مٹی دیکھ کر محمد شاہ بہت ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ یہ کیسا مذاق ہے۔ میر بلوچ خان نے حالات کی نزاکت دیکھ کر اپنے حواس قائم رکھتے ہوئے نہایت ہوشیاری اور اپنی ذہانت کو بروئے کار لا کر عرض گزار ہوا کہ جہاں پناہ! تمام تحائف ہمارے بادشاہ (میاں غلام شاہ کلہوڑو) کی طرف سے ہیں۔ سوائے اس مٹی بھرے صندوق کے جسے میں نے گستاخی کر کے جہاں پناہ کے حضور اپنی طرف سے پیش کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے سندھ کی سرزمین اولیاء اللہ سے بھری پڑی ہے۔ اور میں نے ہر ولی کے آستانے سے تھوڑی تھوڑی مٹی جمع کر کے یہ صندوق بھرا ہے اور خدمت ذی مرتبت میں پیش کرنے کی جسارت کی ہے تاکہ حضور کی حکومت شاد و آباد رہے۔ مغل بادشاہ محمد شاہ اس بصیرت افروز جواب سے نہایت خوش اور مطمئن ہوا اور خادموں کو حکم دیا کہ اس خاک کو پانی میں ملا کر دربار کے تمام حاضرین کو پلایا جائے اور باقی مٹی نہروں میں بہا دی جائے۔ اس طرح میر بلوچ خان نے نہ صرف اپنی جان بچائی۔ بلکہ والئی سندھ میاں غلام شاہ کلہوڑہ پر سے بھی آنے والی ایک مصیبت ٹال دی۔ میاں غلام شاہ بھی میر بلوچ خان کی اس حاضر دماغی اور تدبر سے بے حد مسرور ہوا۔ اور سازشی درباریوں کو تحقیقات کے بعد کڑی سزا دی اور دربار سے خارج کر دیا میاں غلام شاہ میر بلوچ کو ہمیشہ میاں کے لقب سے پکارتے تھے اور انہیں کنڈیارو اور ساکرو

کی جاگیر بھی بخشی ۔جس کی دیکھ بھال ان کے بھائی میر خیرو خان کرتے تھے۔

میاں غلام شاہ کلہوڑہ کے دربار میں میر بلوچ خان حضرت سلطان الاولیاء خواجہ محمد زمان صدیقی قریشی نقشبندی قدس سرہ کی اکثر تعریف سنتے رہتے تھے۔ نہ صرف میاں غلام شاہ کو حضرت سلطان الاولیاء قدس سرہ سے گہری عقیدت تھی۔ بلکہ ان کے بھائی میاں عطر خان اور عطر خان کے بیٹے میاں سرفراز خان تو اپنے آپ کو حضرت قدس سرہ کا مرید کہلواتے تھے۔ لہذا میر بلوچ خان کو بھی آپ کی نیاز مندی کا شوق ہوا اور رجب ۱۱۸۲ھ مطابق ۱۷۶۸ء میں لواری شریف آئے اور حضرت سلطان الاولیاء قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ اس واقعہ کو انہوں نے اپنے ایک فارسی شعر میں اس طرح بیان کیا ہے۔

یافتم الحمدللہ رہ بکوئے عشق دوست   آنچہ درالحمد می خواندم صراط المستقیم

یعنی اللہ تعالی کا شکر ہے کہ محبوب کے عشق کی گلی کا راستہ مل گیا۔ اور شکر ہے کہ سیدھا راستہ نصیب ہوا

حضرت سلطان الاولیاء قدس سرہ اور ان کی توجہ کی نسبت آپ اسطرح رقمطراز ہیں۔

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است   افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است

یعنی اپنی آنکھوں پر نازاں ہوں جنہوں نے آپ کے جمال کا مشاہدہ کیا ہے اپنے پیروں کو چومتا ہوں کہ جو آپ کی گلی میں پہنچے ہیں۔

باز آمد آب جان در جوئے ما   باز آمد شاہ ما درکوئے ما

یعنی آب حیات ہماری نہر میں آ گیا، ہمارا بادشاہ ہمارا گلی میں پھر آ گیا

میر بلوچ نے دو شادیاں کیں، ایک اپنے رشتہ داروں میں جس سے انہیں دو بیٹے ہوئے' ایک محمد علی اور دوسرے محبت علی۔ دوسری شادی انہوں نے اپنی پسند سے پھل پوتہ قوم میں کی۔ جس سے بھی انہیں دو بیٹے علی گوہر اور رستم علی ہوئے۔

میر بلوچ خان نیک سیرت' بزرگ صورت اور درویش صفت انسان تھے۔ نہایت کم گو تھے کہتے ہیں' کہ انہوں نے عمر بھر نہ اونٹنی کا دودھ پیا اور نہ ہی مچھلی کھائی۔ ان کا وصال خود ان کے

آباد کئے ہوئے گاؤں میں ۱۲۲۲ھ مطابق ۱۸۰۷ء میں ہوا۔

ان کی وصیت کے مطابق ان کا جسد خاکی لواری شریف لایا گیا۔ جہاں انہیں درگاہ عالیہ لواری شریف کے جنوب میں قلعہ کی دیوار کے باہر سپرد خاک کیا گیا۔

(سندھی تحریر سائیں بخش قبولائی سے ماخوذ)

تقدیم

والد ماجد پیر طریقت حضرت الحاج پیر فیض محمد نقشبندی مجددی قدس سرہ العزیز سجادہ نشین درگاہ عالیہ لواری شریف و درگاہ عالیہ قاضی احمد شریف اسم با مسمّیٰ تھے۔ ان کے فیوضات و برکات سے بے شمار مخلوق فیض یاب ہوتی تھی اور آج بھی ان کا فیض جاری ہے۔

دونوں درگاہوں (لواری شریف اور قاضی احمد شریف) کا شمار سندھ کی عظیم درگاہوں میں ہوتا ہے اور حضرت والد قدس سرہ ان کے عظیم سجادہ نشین تھے۔

حضرت والد پیر فیض محمد قدس سرہ کی رحلت فرمانے کے بعد پتہ چل رہا ہے کہ وہ کتنے عظیم انسان تھے، کتنی ذمہ داریاں انہوں نے اپنے سر لے رکھی تھیں۔

دو عظیم اور قدیم درگاہوں کے مریدین کی راہنمائی، معتقدین کی تربیت، درگاہوں کے اندرونی انتظامات، وسیع و عریض جائیداد، مخالفین کی زیادتیاں سہنا، صبر کرنا، قانونی چارہ جوئی، ملازمین کی نگرانی متوسلین کی حاجت روائی، ہر ایک کا دکھ درد سننا ہر ایک کی خیر خواہی کرنا، عمائدین حکومت بھی خدمت شریفہ میں حاضر ہوتے تھے۔ سیاسی راہنما بصیرت حاصل کرنے آتے تھے۔ علماء کرام سے علمی موضوعات پر گفتگو رہتی، غرض جو بھی آتا تھا وہی کچھ پاتا تھا۔

حضرت والد قدس سرہ کی شخصیت کا ایک امتیازی پہلو ان کی علم دوستی تھی۔ انہوں نے

نادر کتابوں اور خطوط کو سینہ سے لگائے رکھا تھا۔ جب آپ کے علم میں آیا کہ ایک شخص فردوس العارفین کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کر رہا ہے تو حضرت قدس سرہ نے مترجم صاحب کو بلوایا اور ہر قسم کے تعاون کی پیش کش فرمائی۔

سلطان الاولیاء حضرت خواجہ محمد زمان قدس سرہ کی یہ بین کرامت ہے کہ مترجم مولانا الحاج محمد یونس باڑی نقشبندی مجددی زید مجدہم فردوس العارفین کے جس قلمی نسخہ سے اردو میں ترجمہ کر رہے تھے اس میں بعض جگہ روشنائی اڑ چکی تھی اور کام رک گیا تھا۔

درگاہ عالیہ لواری شریف کے متوسلین میں سے علی نواز جونیجہ کی مولانا موصوف سے اچانک ملاقات ہوگئی یوں لگتا تھا جیسے اس کو کسی نے مترجم صاحب کے پاس بھیجا ہو۔ پھر اس شخص کی معرفت رسائی ہوئی۔

حضرت والد صاحب پیر فیض محمد قدس سرہ نے ترجمہ بہ نفس نفیس ملاحظہ فرمایا اور پسند فرمایا۔

آپ نے فردوس العارفین کا دوسرا نسخہ فراہم فرما کر کے مترجم صاحب کو دیا، بعض اہم مشوروں سے نوازا اور فرمایا کہ اس کی طباعت کی تمام ذمہ داری اور اخراجات ہمارے ذمہ رہیں گے۔

حضرت والد صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ "اس ترجمے کے بعد ہم اور نوادرات کے ترجمہ وغیرہ کے کام آپ ہی کے سپرد کریں گے" آپکو قاضی احمد بلائیں گے اور یہ ذخیرہ دکھائیں گے"۔

مولانا محمد یونس باڑی صاحب ضعیف العمر ہیں انہیں بیماریوں نے گھیر لیا ہے ان کی اہلیہ بھی بیمار رہیں اور انتقال کر گئیں ان حوادث کی بناء پر اس کام میں دیر ہوگئی۔ مگر اللہ تعالی نے اپنے محبوب حضرت پیر صاحب قدس سرہ کی آرزو پوری کرادی۔

اللہ تعالی کا شکر گذار ہوں کہ مجھے کئی سعادتیں نصیب ہوگئیں۔ حضرت والد ماجد قبلہ کی خواہش کے مطابق فردوس العارفین کی طباعت کا انتظام کر دیا ہے۔

الحاج مولانا محمد یونس باڑی صاحب کی دیرینہ آرزو قاضی احمد میں حاضری کا انتظام کیا جا چکا ہے اور انہیں حضرت والد ماجد اور دیگر اجداد کرام کے حضور سلام پیش کرنے کا خصوصی موقع فراہم کر دیا تھا۔

اگر مولانا موصوف کی ہمت اور صحت نے اجازت دی تو کچھ اور علمی کام بھی سپرد کیے جائیں گے۔

ترجمہ کرنا بظاہر جس قدر آسان معلوم ہوتا ہے یہ اسی قدر دشوار بھی ہے مجھے معلوم ہے کہ فردوس العارفین جو آج سے ۲۰۰ سال قبل بلکہ اس سے بھی زیادہ عرصہ پہلے لکھی گئی تھی اس وقت کی فارسی میں اور آج کی زبان (فارسی) میں بڑا فرق ہو چکا ہے زندہ زبانوں میں ارتقا کا عمل جاری رہتا ہے۔ فارسی زبان پر بھی یہ کلیہ صادق آتا ہے۔ قرآن کریم کے ابتدائی اردو تراجم اور موجودہ تراجم میں کسقدر فرق ہے۔

حضرت والد ماجد قدس سرہ اعلیٰ علمی ذوق رکھتے تھے۔ فارسی پر بھی عبور تھا اور ادب کی نزاکتوں اور لطافتوں سے مزاج بخوبی ہم آہنگ تھا وہ موجودہ ترجمہ کے بڑے قدر شناس تھے۔ مترجم فردوس العارفین نے فارسی کے الفاظ اور محاوروں کے لئے متوازی اردو الفاظ اور محاوروں کے انتخاب میں بڑی مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ انداز تحریر اس قدر دلکش ہے کہ کہیں ترجمہ کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ ماشاء اللہ یہ اردو سے فارسی ہندی اور انگریزی میں ترجمہ کرتے رہتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ اگر حاجی محمد یونس صاحب کی صحت نے اجازت دی تو یہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خدمت کرتے رہیں گے ہم سب ان کے لئے دعا گو ہیں۔ مولانا شیخ محمد یونس باڑی نقشبندی مجددی زیدہ مجدہ اہم شیخ السلام مفتی اعظم پاک و ہند حضرت علامہ مفتی محمد مظہر اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری چشتی سہروردی شاہی امام مسجد جامع فتح پوری دہلی (بھارت) کے لائق مریدا وران کے صاحبزادے حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ مولانا ممدوح نے پنجاب یونیورسٹی (بھارت) سے ادیب فاضل (آنرز ان اردو) درجہ اول میں پاس کیا تھا اور دہلی یونیورسٹی سے ایم۔ اے (فارسی ادبیات) درجہ اول معہ امتیاز پاس کیا۔

مولانا موصوف کو دنیا کی سیاحت کا شوق تھا وہ پورا نہ ہوسکا۔ انہوں نے اسی شوق میں کئی زبانیں سیکھیں مثلاً عربی، فارسی، ہندی، انگریزی، جرمن، اردو اگرچہ تاجر پیشہ ہیں لیکن علمی ذوق رکھتے ہیں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں سے خاصی محبت ہے سلسلہ کی خدمت کی آرزو ہے فردوس العارفین کے ترجمہ میں انہیں کوئی دنیاوی لالچ نہیں ہے۔ یہ اخلاص کا ہی نتیجہ ہے کہ حضرت والد صاحب پیر فیض محمد قدس سرہ نے اسکو بہت پسند فرمایا اور مولانا موصوف پر بڑی شفقت فرمائی انہیں لواری شریف حاضری کی خواہش تھی۔ وہ بھی پوری کرادی۔ حضرت قدس سرہ کی خاص نظر کرم دیکھی اور مولانا کی روحانی صلاحیتوں کا اندازہ ہوا تو قدرتی طور پر میرے دل میں بھی بڑی قدر ہوگئی اللھم زد فزد۔

میری دعا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ فردوس العارفین کے ترجمہ کی اشاعت میں تعاون کرنے والوں کی کوششوں کو بارآور فرمائے' اپنی رحمت سے منظور و مقبول فرمائے اور اجر عظیم عطا فرمائے قارئین کو عمل اور اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

پیر محمد صادق قریشی نقشبندی

سجادہ نشین' درگاہ عالیہ لواری شریف
و درگاہ عالیہ حضرت قاضی احمدؒ شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ
رسولہ سید المرسلین و رحمت للعالمین شفیع
المذنبین وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل
الصلوت واکمل التحیات ہ

اس کتاب میں حضرت ولایت مرتبت و ہدایت منقبت، قدوۃ الواصلین و سلطان السالکین وامام العارفین قطب زماں غوث جہاں مقرب جناب سبحاں شیر ولی حضرت خواجہ محمد زماں لواری نقشبندی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کی پاکیزہ زندگی کے حالات اور اوصاف حمیدہ کا تذکرہ اس آستان فیض نشان کے درویشوں میں سے سب سے ادنیٰ اس خاکسار بلوچ خاں نے ترتیب دیا ہے تاکہ احباب اور شائقین اس کے مطالعہ سے مسرور و محظوظ ہوسکیں مثنوی

واجب آمد چونکہ آمد نام او　　　شرح رمزے کردن از انعام او

جب انکا نام آجائے پھر تو یہ واجب ہو جاتا ہے کہ انکے احسانات و فیوضات کا ذکر بھی کیا جائے۔

این نفس جان دامنم برتافت است　　　بوئے پیراہن یوسف برتافت است

اس نفس نے میرے دامن روح کو ایسے روشن کر دیا جیسے یوسف علیہ السلام کی قمیض کی خوشبو نے یعقوبؑ علیہ السلام کی آنکھوں کو روشن کیا تھا۔

کز برائے حق صحبت سالہا　　　باز گو حالے ازاں خوشحالہا

سالوں کی صحبت کے فیض کا حق ادا کرنے کے لئے ان خوشحالوں میں سے کسی کی بات سنا۔

تا زمین و آسمان خنداں شود　　　عقل و روح و دیدہ صد چنداں شود

تاکہ زمین و آسمان مسرتوں سے بھر جائیں اور عقل و روح اور آنکھیں سوگنا روشن ہو جائیں۔

سچ تو یہ ہے کہ آنحضرت کی پاکیزہ باتوں کا سننا مردہ دلوں کے لئے آبِ حیات کی طرح زندگی بخشنے والا اور عارفوں کے لئے نسیم جنت کی طرح روح پرور ہے۔

انفاس روح بخش تو جاں را حیات بخش | اعجاز عیسوی زدمت گشت آشکار

آپ کے روح پرور ارشادات زندگی کو تازگی بخش دیتے ہیں آپ کے دم سے عیسیٰؑ کا معجزہ ظاہر ہوتا ہے۔

دستاں سرائے گلشن روحانیان شوق | پرواز نوائی دلخوش تو نغمہ ہزار

گلشن عشق حقیقی کے بلبل آپ کی دلنواز لحن سے ہزاروں نغمے سناتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اس برگزیدہ بندے کے اوصاف و کمالات خصائل و فضائل کا ذکر عشاق کے دلوں میں آتش عشق کو بھڑکاتا ہے اور اہل ذوق و وجدان میں کشش میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے قطعہ۔

آں مطرب از کجاست کہ برگفت نام دوست | تاجاں وجامہ بذل کنم برپیام دوست

وہ مطرب کہاں ہے کہ دوست کا ذکر سنائے تا کہ میں محبوب کے ذکر پر جان و مال قربان کردوں۔

دل زندہ می شود با میدوفائی یار | جاں رقص می کند بسماع کلام دوست

محبوب سے وفا کی امید پر دل زندہ ہو جاتا ہے | یار کی باتیں سن کر روح جھوم اٹھتی ہے

اس کتاب کے اکثر واقعات حقائق و معارف آگاہ حافظ ہدایت اللہؒ سے سنے تھے جو تقریباً چالیس سال حضرت ایشاں قدس سرہ کی خدمت سے مشرف رہے اور بعض واقعات ان معتبر دوستوں سے معلوم ہوئے جنہوں نے حضرت قدس سرہ سے سنے تھے جبکہ بعض باتیں خود اس خاکسار نے حضرت ایشان قدس سرہ کی زبان گوہر فشاں سے سنی تھیں ان سب کو جمع کر کے اس کا نام فردوس العارفین رکھا۔ اس کتاب میں جہاں کہیں لفظ ''حضرت ایشاں'' آئے تو اس سے مراد جناب ہدایت مآب قطب الاقطاب قبلتنا و امامنا آں حضرت خواجہ محمد زمان قدس اللہ سرہ العزیز

فیض صحبت

عزیزان گرامی! حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضرت ایشاں قدس سرہ کو عظیم بشارتوں سے نوازا اور وہ فیض جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محض صحبت مقدسہ میں رہنے سے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو بغیر سلوک وفنا کے لئے اوراد ومشاغل اختیار کئے ملتا تھا اسی انداز کا فیض خواجہ عالم وعالمیاں علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام کی کامل اتباع کے سبب حضرت ایشاں قدس سرہ کی صحبت میں سالکوں کو میسر آجاتا تھا اوران کے عروج کا انداز شاہراہ معراج محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر ہوتا ہے اور آپ کی توجہ گرامی کی تاثیر ہمیشہ باقی رہتی ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی اس حالت میں ترقی ہوتی رہتی ہے یہاں تک کہ مرتبہ کمال نصیب ہوجائے۔

خازن الرحمۃ

حق سبحانہ تعالیٰ نے جس طرح حضرت خواجہ محمد سعید قدس سرہ العزیز کو کلید خزائن رحمت الٰہی کا خطاب عطا فرمایا اسی طرح بطور ورثہ حضرت ایشاں قدس سرہ کو خازن الرحمۃ کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا۔

حضرت شیخ عبدالرحیم گرہوڑی علیہ الرحمۃ جو حضرت ایشاں کے چار خلفاء میں سے ایک تھے فرماتے تھے کہ جو شخص حضرت ایشاں قدس سرہ کی ایک توجہ گرامی سے بھی مشرف ہوگیا وہ اس دیار (سندھ) کے مشائخ سے بڑھ کر ہے۔

مشیخت پناہ حاجی محمد صالح علیہ الرحمۃ جو حضرت ایشاں قدس سرہ کے تربیت یافتہ تھے اور حضرت کے حکم سے ۳ سال تک ایک جگہ بیٹھے نفی واثبات کے ذکر میں مشغول رہے اور حضرت ایشاں قدس سرہ نے ان کو اعلیٰ روحانی مدارج بھی طے کرائے تھے فرماتے تھے کہ میں ۱۲ سال تلاش حق کے لئے دنیا بھر میں گھومتا رہا تمام ہندوستان، ترکی خراسان، روم اور عرب جہاں کہیں کسی

بزرگ کے بارے میں سنا وہاں ہی ان کی خدمت میں حاضر ہوگیا لیکن جو فیض حضرت ایشاں کی صحبت میں طالبوں کو ملتا ہے وہ کہیں نہ دیکھا۔

بایزید وقت بود چوں جنید اندر جہاں پیشوائے عارفاں و مظہر اسرار بود

وہ اپنے وقت کے بایزید تھے اور دنیا میں (حضرت) جنیدؒ کی طرح عارفوں کے راہنما اور اسرار (الہیہ) کے مظہر تھے۔

طالباں را زدمش حاصل حیات جاوداں از پئے احیائے دل نفسش مسیحا وار بود

طالبان حق کو ان کے دم سے حیات جاوداں نصیب ہو جاتی تھی وہ دلوں کو زندہ کرنے میں مسیحا نفس تھے۔

از نگاہ پاک اندر سینہ صاحب دلاں می سترد از دل ہر آں نقش کہ از اغیار بود

ان کی ایک پاکیزہ نظر سالکوں کے دل سے تمام باطل نقوش مٹا دیتی تھی

در طریق نیستی آں مقتدائے عارفاں ہمچو شاہ نقشبند و خواجہ احرار بود

راہ فنا میں وہ عارفوں کے امام حضرت شاہ نقشبند اور حضرت خواجہ احرار علیہ الرحمۃ کی طرح تھے۔

حضرت ایشاں قدس سرہ کے پیر طریقت حضرت قدوۃ الواصلین و امام العارفین سلطان السالکین برگزیدہ عارفان باللہ شاہباز فضائے الی اللہ شہسوار نارسان عرصہ بقاباللہ حاجی الحرمین الشریفین ابوالمساکین حضرت خواجہ شیخ محمد ٹھٹوی المکی قدس سرہ العزیز ہیں جو حضرت خواجہ محمد ذکی اللہ قدس سرہ کے مرید ہیں موصوف (حضرت خواجہ محمد ذکی اللہ قدس سرہ) اپنے والد حضرت شیخ محمد حنیف قدس سرہ سے بیعت ہیں جو اپنے والد حضرت شیخ عبدالاحد قدس سرہ سے بیعت ہیں اور یہ جناب اپنے والد خازن الرحمۃ حضرت خواجہ محمد سعید قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم و روح اللہ ارواحھم سے بیعت ہوئے اور یہ حضرت (خازن الرحمۃ) اپنے والد بزرگوار امام ربانی و محبوب صمدانی حضرت خواجہ مجدد الف ثانی شیخ احمد نقشبندی سرھندی رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے بیعت ہیں جن کو حق سبحانہ تعالیٰ نے بے شمار فضل اور لاتعداد انعامات سے نوازا ہے اور صحیح الہام کے ذریعہ یوں خطاب فرما کر بشارت دی۔

غفرت لک ولیمن توسل بک الیّ بواسطته او بغیر
واسطته الی یوم القیامته

میں نے تمہاری مغفرت فرمادی اور جو قیامت تک تمہارے وسیلہ سے بالواسطہ یا بلاواسطہ میری طرف رجوع ہوگا اس کی بھی (مغفرت ہوجائیگی)

نقشبنداں کہ در اقلیم وحدت سرورند　　از پئی احیائے دل ہر یک مسیحا افرند

نقشبندی سلطنت توحید میں ممتاز ہیں　　دلوں کو زندہ کرنے میں ہر ایک مسیحا وار ہیں

نقشبندان اند نقاشان اسم ذاتؔ　　ایں پیمبر خصلتاں اسماء حق را مظہر اند

نقشبندی اسم ذات (اللہ) کو دل پر نقش کر دیتے ہیں یہ پیغمبروں جیسی خصلت والے اسماء الٰہی کے مظہر ہوتے ہیں اور مولانا فخر الدین علی نے فرمایا۔ رباعی

گر دریں پردہ یار می خواہی　　روئے دل سوئے نقشبنداں آر

آں مقیمان بارگاہ است　　دآں ندیمان صدر صفحہ یار

اگر اس (دنیا) کے پردہ میں محبوب حقیقی کی آرزو ہے تو اپنے دل کو نقشبندیوں کی جانب رجوع کرلو یہ حضرات بارگاہ الٰہی میں حاضر باش ہوتے ہیں اور ان کے سینے جلووں سے منور ہیں۔

نخلستان ہدایت

اب حضرت فیض درجت، ثمرۂ شجر ولایت، گلبن حدیقۂ ہدایت، یگانہ سالکان سبیل صمدیت، برگزیدہ مقربان بساط احدیت، مقتدائے عارفان باللہ، راہنمائی طالبان طریق الی اللہ قبلتنا واما منا محبوب الصمد خواجہ گل محمد صاحب جی (بقاہ اللہ تعالٰی وافضہ اللہ علی المریدین فیضتہ وانوارہ سرمدا)۔

اللہ تعالٰی ان کو قائم رکھے اور مریدین پر ان کے فیوض وانوار کو جاری رکھے

اس ہادی جہان کی صفات کا احاطہ کرنے سے زبان قاصر ہے۔

زآب حیات مشک خطارا سرشتہ اند　　　گرد رخ تو آیت رحمت نوشتہ اند

مشک خطا کو آب حیات سے گوندھا ہے اور تیرے چہرے کے گرد آیت رحمت لکھ دی ہے، یعنی آپ کے چہرہ مبارک پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے۔

ہرگز بآب رنگ تو نشگفت غنچہ　　　در باغ دھر زیں ہمہ گلہا کہ کشتہ اند

باغ زمانہ میں جو پھول کھلے ہوئے ہیں وہ آپ ہی کے رنگ اور خوشبو کے طفیل ہیں۔

اس سو سالہ مجدد کے علم و عرفان کا حال تو صرف حق تعالیٰ کو ہی معلوم ہے کوئی اس کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا بہر حال بظاہر بھی حضرت والا اس دور میں یکتائے جہاں ہیں شاہانہ وجاہت اور بابرکت خصائل کے اعتبار سے دنیا میں کوئی اتنا مشہور نہیں ہے۔

ستارہ خط ترا خواندہ وثنا گفتہ　　　فرشتہ روئے ترادیدہ و دعا گفتہ

ستاروں نے ترا چہرہ دیکھا اور تعریف کی فرشتوں نے تیرا جمال دیکھا اور دعائیں دیں۔

جناب فیض مآب آنحضرت سلمہ اللہ تعالیٰ سے التماس ہے کہ آپ اس کتاب کو اپنی نظر کے اثر سے مشرف فرما کر اس درویش کی جانب توجہ فرمائیں کہ یہ سعادت جاودانی سے مشرف ہو اور دونوں جہاں کے مقصدوں میں کامیاب ہو جائے موجودہ احباب اور آنے والے کرمفرماؤں سے امید ہے کہ حضرت ایشاں قدس سرہ کے طفیل اس پر قلبی التفات فرماتے رہیں گے۔

باشد نظر جستہ فالی　　　افتد بچنیں شکستہ حالی

کاش ایسا ہو جائے کہ نیک فال والی برکت والی نظریں ایسے شکستہ حال پر پڑ جائیں۔

مناجات

یاالٰہی اس درویش کو اس جہان فانی سے اس جہان جاودانی لیجانے سے پہلے رشد ہدایت اور اپنی معرفت کی سعادت سے بہرہ ور فرما دینا۔ اور ان بزرگوں کے ابر عرفاں سے ایک قطرہ اس مسکین کے حلق میں بھی ٹپکا دینا۔

یارب از ابرہدایت برساں بارانی پیشترزانکہ چوں گردی زمیاں برخیزم
اے خدا ہدایت کی بارش برسادے قبل اس کے کہ میری خاک یہاں سے اڑے

خدایا اپنے فضل سے اس درویش کو زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی ان بزرگوں کے ارادتمندوں اوران سے محبت کرنے والوں کی جماعت میں ثابت قدم رکھنا۔

نام من زیں ستودہ کیشان باد حشرمن درمیاں ایشان باد
میرانام ان نیک لوگوں کے ہی ساتھ رہے اور میرا حشران ہی میں ہو۔
(برحمتک یاارحم الرّحمین آمین)

حضرت مخدوم آدم علیہ الرحمتہ اوران کے خلفاء

حضرت خواجہ محمد ٹھٹھوی (ابوالمساکین) علیہ الرحمتہ کے دادامخدوم آدم ٹھٹوی المعروف بہ مخدوم آدو حضرت عروۃ الوثقیٰ امام محمد معصوم قدس سرہ کے خلفائے رشید میں سے ہیں ان ہی کی اجازت سے حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ نے شہر ٹھٹہ میں خانقاہ کی بنیاد ڈالی اور مدت تک طالبان حق کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیم دیتے رہے۔ سندھ میں مشائخ نقشبندیہ کے امام آپ ہی ہیں۔ حضرت مخدوم آدم علیہ الرحمتہ سے پہلے سندھ میں طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے کسی شیخ نے ارشادوتلقین نہ کی۔

قطب الاقطاب عروۃ الوثقیٰ حضرت امام محمد معصوم قدس سرہ کی بارگاہ میں حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ کی رسائی کا وسیلہ اس طرح ہوا کہ حضرت مخدوم نے جو ٹھٹہ میں پیدا ہوئے اور وہیں ان کی رہائش تھی علوم ظاہری میں عالم فاضل ہوگئے تھے فارغ التحصیل ہونے کے بعد روزی کی تلاش میں دوسرے طالب علموں (علماء) کے ساتھ دہلی کے سفر کا ارادہ کیا۔ کیونکہ اس زمانہ میں دہلی کے بادشاہ وغیرہ اور اہل ہندوستان (اہل دہلی) علماء کی بڑی عزت کرتے تھے۔ لہٰذا حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ جب اسی ارادے سے ملتان اور لاہور ہوتے ہوئے سرہند شریف پہنچے تو وہاں حضرت امام محمد معصوم قدس سرہ کی خدمت اکسیر صفت میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ حضرت موصوف قدس

سرہ نے نور فراست سے حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ کی حسن استعداد کا پتہ چلالیا اوران کی حسب منشا مشاہرہ مقرر فرما کران کو ملازم رکھ لیا چونکہ مولویانہ مزاج کے آدمی تھے اس لئے مخدوم آدم علیہ الرحمتہ کو ان کی طبعیت کے رجحان کے مطابق درس وتدریس کی خدمت سپرد فرمادی اور مدرسہ ان کو سونپ دیا۔ جہاں وہ کافی عرصہ تک اس میں مشغول رہے۔

جیسا کہ علماء ظاہر میں رواج ہے کہ وہ فقراء سے عقیدت کم رکھتے ہیں۔ایک بار حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ کی زبان سے فقراء کے خلاف کوئی بات نکل گئی کسی نے وہ بات حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کی خدمت میں عرض کردی۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا" جو پہلے مخالفت کرتا ہے جب وہ ارادتمندوں میں شامل ہوجاتا ہے تو وہی زیادہ پکا اور سچا نکلتا ہے" اس بات کو کچھ ہی دن گذرے تھے کہ اچانک حضرت مخدوم آدم علیہ الرحمتہ کے دل میں طریقت کا شوق پیدا ہوگیا۔اور انھوں نے اپنے اندر قوی جذبہ محسوس کیا تو حضرت امام محمد معصوم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت ہونے کی درخواست کی۔آنحضرت قدس سرہ نے ازراہ شفقت حضرت مخدوم آدم علیہ الرحمتہ پر توجہ فرمائی اور (سلوک میں) حضرت مخدوم آدم علیہ الرحمتہ کو بارگاہ الٰہی میں کامل رجوعیت حاصل ہوگئی اور انہوں نے ماسوئی اللہ سے رخ پھیر لیا۔درس وتدریس کو بھی چھوڑا سب ہی سے دل کا رشتہ توڑا مسلسل مراقبہ اور حضوری سے ناطہ جوڑا کہتے ہیں کہ سات سال تک ایسا گہرا استغراق رہا کہ اگر اس عرصہ میں ان کے رشتہ داروں کی طرف سے کوئی خط آجاتا تو اس کو بھی نہ پڑھتے یوں ہی ڈالدیتے کہ اس میں کہیں کوئی ایسی خبر نہ ہو جو قلب کی جمعیت میں خلل کا باعث ہوجائے۔

عروۃ الوثقیٰ حضرت امام محمد معصوم قدس سرہ کی حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ کی جانب بھرپور توجہ تھی چنانچہ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کے مکتوب نمبر ۶۷ کی عبارت سے ان (حضرت مخدوم آدم علیہ الرحمتہ) کی اعلیٰ شان کا پتہ چلتا ہے حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ نے تحریر فرمایا تھا" میں مراقبہ میں بیٹھا تھا۔یہ بات ظاہر ہوئی کہ تجلی ذاتی کا مقصد یہ ہے کہ جس پر تجلی پڑتی ہے اس کو بے چونی میں سے ایک حصہ دیدیتے ہیں مخدوما! جو کچھ ظہور ہوا وہ بہت ہی اعلیٰ ہے تمہیں اپنے وقت

میں بلندی نصیب ہوگی۔تمہارے لئے خوشخبری ہے پرامید رہنا" والسلام

اگرچہ ایں لحظہ ممکن کا رشب نیست از بخت مقبلاں این ہم عجب نیست

اگرچہ یہ کام اتنی جلدی (رات بھر میں) ممکن نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے لئے کوئی بڑی بات بھی نہیں ہے

اس خط کے علاوہ اور بھی خطوط حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کے نام تحریر فرماتے تھے جن میں مطالعہ کرنے والے اہل دانش کیلئے بہت کچھ موجود ہے بہرحال اس جگہ بات کو مختصر کیا جاتا ہے اور جب حضرت ممدوح (عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ) کی توجہ کی برکت سے حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے اپنی مراد کو پالیا اور ولایت میں کمالات کے مدارج طے کر لئے تو حضرت عروۃ الوثقیٰ امام محمد معصوم قدس سرہ نے حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کو خلافت عطا فرما کر ٹھٹھہ جانے اور وہاں خانقاہ بنانے کی ہدایت فرما کر رخصت کیا۔

حضرت ایشاں قدس سرہ سے سنا ہے کہ اس وقت حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ نے عرض کیا تھا حضور! ملک سندھ پہلے ہی مشائخ سے بھرا ہوا ہے۔ ہماری طرف کوئی رجوع کریگا بھی یا نہیں؟ حضرت قدس سرہ نے فرمایا اطمینان رکھیں اس طریقہ عالیہ میں کوئی آپکی برابری نہ کر سکے گا۔ چنانچہ جب حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ ٹھٹھہ پہنچے اور طالبان حق کو رشد و ہدایت سے نوازنے لگے جس سے طالبان حق کو ایسا عجیب فیض اور ایسی انوکھی کیفیتیں وارد ہوئیں کہ سندھ کے مشائخ میں (فیض رسانی کے اعتبار سے) کوئی اس مقام تک نہ پہنچا تھا۔ ارادتمندوں کا ہجوم آپ کے گرد جمع ہوگیا۔ بڑے بڑے علما اور فضلا آپ کے عقیدت مندوں اور مریدین میں شامل ہوگئے۔ جب کبھی حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کہیں تشریف لے جاتے مخلصین راستے میں کھڑے رہتے اور زریں، لنگیاں اور دوشالے آپ کے قدموں میں بچھاتے تھے۔

سنا ہے ان دنوں شہر میں سادات کے ایک بزرگ برکت کشف اور قبولیت دعا کیلئے مشہور تھے۔ بہت لوگ ان کے گرویدہ اور مطیع تھے۔ جب حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ ٹھٹھہ پہنچے تو ان سید صاحب کا معاملہ درہم برہم ہوگیا۔ اور ان کی شان پھیکی پڑ گئی۔ اب تو سید صاحب مارے حسد

کے حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ کی مخاصمت اور مخالفت پر اتر آئے اور پھر حسد کی آگ اتنی بھڑکی کہ سید صاحب تو حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ کو ہلاک کرنے کے درپے ہوگئے ایک بار ایک کوچہ میں حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ کی گزرگاہ میں کھڑے ہوگئے تاکہ جیسے ہی حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ کا گذر ہو تو انھیں ہلاک یا زخمی کردیں لیکن جونہی حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ کو تشریف لاتے دیکھا تو ان کے قدموں میں گر گئے اور عذر و معذرت کرنے لگے۔لوگوں نے ان (سید) سے پوچھا کہ پہلے تو تمہارا ارادہ یہ نہ تھا پھر یہ کیا پتا پڑی کہ حضرت والا کے قدموں میں گر پڑے؟ تو سید موصوف نے بتایا کہ جیسے ہی میری نگاہ حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ پر پڑی میں نے دیکھا کہ رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ کا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لئے آگے آگے تشریف لا رہے ہیں مجھے دیکھا اور ملامت فرمائی تو پھر مجھے حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ سے شرم آئی اور میں اپنے ناپاک ارادہ پر نادم ہوگیا اور توبہ کرلی۔

قاضی وقت اور نواب ٹھٹھہ

ایک اور واقعہ منقول ہے ایک بار ٹھٹھہ کے نواب نے قاضی (شہر) کو اپنے ساتھ ملا کر غلہ ذخیرہ کرلیا اور قیمت بڑھادی اور غلہ کے گوداموں کو بند کردیا۔شہر کے لوگ اس ستم سے تنگ آکر نواب کی خدمت میں فریاد لے کر حاضر ہوئے لیکن کوئی شنوائی نہ ہوئی تو حضرت مخدوم آدم علیہ الرحمتہ کی بارگاہ میں جمع ہوکر سب نے فریاد پیش کی حضرت موصوف علیہ الرحمتہ نے نواب مذکور کو پیغام بھیجا جس پر اس نے توجہ نہ دی تو حضرت علیہ الرحمتہ نے لوگوں سے فرمایا آج کی رات اور صبر کرلو گوداموں کے دروازے خود بخود کھل جائیں گے۔اسی رات نواب اور قاضی کا پیشاب پاخانہ بند ہوگیا۔ہر چند طبیبوں نے تدبیریں کیں فائدہ نہ ہوا۔آخر کار مایوس ہوکر حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ کی جناب میں التجا کی تو حضرت علیہ الرحمتہ نے فرمایا تم نے لوگوں پر رزق کے دروازے بند کردیئے ہیں ان کو کھول دو تاکہ حق تعالیٰ تم کو بھی شفاء بخش دے اسی وقت دروازے کھول دیئے

گئے اور قاضی اور نواب کو بھی نجات مل گئی۔

طالبان حق کی تربیت

حضرت ایشان قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ حالت (مقام) فنا میں مرتبہ کمال پر تھے ان کی صحبت میں وہی حالت فنا و نیستی سالکوں پر بھی طاری رہتی تھی۔ جب کوئی نیا آنیوالا طلب حق کیلئے حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اس کی تربیت مبتدیوں میں سے کسی ایک کے سپرد فرما دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ وہ ہماری توجہ سے کوئی ذوق حاصل نہ کر سکے گا۔ کیونکہ ہماری توجہ اس کو فنا کی طرف کھینچتی ہے جبکہ اکثر لوگ طالب ذوق و لذت ہوتے ہیں۔ راہ فنا میں تو نیستی اور نامرادی ہے جو کم ہی کوئی قبول کرتا ہے۔ اس لئے اس نئے طالب کی تربیت مبتدیوں کے سپرد کر دیتا ہوں تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نو وارد راہ طلب کو چھوڑ بیٹھے۔

حضرت مخدومؒ کے خلفاء

اکثر مشائخ طریقہ عالیہ نقشبندیہ جو اس خطے میں تھے آپ ہی کے مرید تھے۔ حضرت شیخ ابوالقاسم قدس سرہ جو شہر ٹھٹھہ کے مشائخ کبار میں سے تھے۔ اور اپنے وقت میں اپنی نظیر آپ تھے ان کا شمار بھی حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کے اصحاب میں ہوتا ہے۔ نیز شیخ ابراہیم سید فتح محمد اور میاں شیخ انس یہ سب حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کے خلفاء تھے۔ کہتے ہیں میاں صابر ولہاری بھی حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ کے منظور نظر اور زیر شفقت اصحاب میں سے تھے۔ چنانچہ خواجہ سیف الدین حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مکتوبات میں سے یہ دو فقرے حضرت مخدوم علیہ الرحمۃ اور ان کے خادموں کی استقامت پر ۲ عادل گواہ ہیں فقرہ اول "مخدومی اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ مجددیہ) میں آپ کی استقامت اور سرگرمی کی خبروں نے بے حد مسرور کیا اللہ سبحانہ تعالیٰ

ترقی واستقامت عطا فرمائے آپ کے بعض ہدایت یافتہ احباب (مریدین کاملین) سے ملاقات ہوئی ان کی کیفیات (قلبی) کے ملاحظہ سے ہمیں بڑی مسرت ہوئی۔علی الخصوص شیخ انس، سید فتح محمد اور ابوالحسن اور حال ہی میں توفیق آثار شیخ عنایت اللہ نے ملاقات کی ان کے پسندیدہ احوال سے بڑی خوشی ہوئی اور یقین ہے آئندہ بھی ان کی جانب زیادہ سے زیادہ توجہ رہے گی۔

دیگر یہ کہ آپ یہاں آنے کے اشتیاق کے بارے میں اکثر لکھتے رہتے ہیں ہم بھی آپ کی ملاقات کے مشتاق ہیں لیکن اس جگہ (ٹھٹھہ) کو چھوڑنا اور مریدین کے معاملہ میں خلل ڈالنا مناسب معلوم نہیں ہوتا فقیر کے خیال میں اس خانقاہ کو آپ کے وجود شریف سے رونق حاصل ہے بہر حال ظاہری ملاقات جب بھی مقدر میں ہوگا میسر آجائیگی اللہ سبحانہ کی مشیت کاموں کو بہتر ربط دیتی ہے۔والسلام۔"

فقرہ ثانی:۔" برادر صالح، سالک طریق اہل اللہ شیخ انس (خدا کرے) ہماری ملاقاتیں قائم و دائم رہیں عظیم ترقیاں حاصل ہوں اور کامیابیوں میں خوب حصے ملے برکتیں و بشارتیں ہوں۔والسلام"

خانقاہ مخدوم علیہ الرحمتہ

آپ کا مقبرہ مبارک مزارات متبرکہ مکلی میں عیدگاہ کے شمال کی جانب حویلی کے وسط میں واقع مشہور زیارت گاہ ہے (حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ نے اپنی زندگی میں خود فرمایا تھا کہ ہماری قبر جنت کے طبقات میں سے ہوگی) حضرت ایشاں قدس سرہ فرماتے تھے کہ پورے مکلی میں مخدوم علیہ الرحمتہ کے مکان (مزار) سے زیادہ برکت اور نجات والی جگہ اور کوئی نہیں ہے ایک روز احباب نے کہا کہ مکلی میں بہت سے اولیاء اللہ ہیں ان میں شیخ جی مکلی کے چراغ ہیں حضرت ایشاں قدس سرہ نے فرمایا کہ برکت اور نجات کے اعتبار سے اس سے بہتر مقام مکلی میں اور کوئی نہیں ہے یہ حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ کا مقام ہے شیخ جیسے جیسے بہت ہیں حضرت ایشاں قدس سرہ نے

فرمایا جب حضرت خواجہ قدس سرہ (مرشد گرامی خواجہ محمد ٹھٹوی) نے زیارت حرمین شریفین کا ارادہ کیا تو ہم کو وصیت فرمائی تھی کہ جب تمہیں کسی ظاہری یا باطنی کام میں کوئی مشکل پیش آ جائے تو مزار فائض الانوار حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ پر مراقب ہو جانا اور ہمت کے لئے مدد طلب کرنا اس جگہ تمہاری مشکلات کا حل آسانی سے میسر آ جائیگا اور حرمین شریفین سے بھی حضرت ایشاں قدس سرہ کو ایک خط لکھا تھا جس میں حضرت مخدوم اور شیخ ابوالقاسم قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہما کے مزارات کی زیارت کرنے کی تاکید فرمائی تھی چنانچہ جب تک حضرت ایشاں قدس سرہ ٹھٹھہ میں تشریف فرما رہے۔ دونوں مزارات پر انوار کی زیارت کے لئے برابر ملکی تشریف لے جاتے تھے اور اپنی روحانی استعداد کے مطابق وہاں سے فیوض حاصل فرماتے تھے طریقت کے معاملات میں درپیش مشکلات کے حل میں راہنمائی اور مدارج سلوک میں ترقی کے لئے امداد حاصل کرتے تھے۔

حضرت کی خانقاہ بہت ہی مبارک مقام اور فیض کی جگہ ہے اگر کوئی طالب صاف دل سے اس جگہ مراقبہ کر لیتا ہے تو اسکو بھی جمعیت خاطر نصیب ہو جاتی ہے اور اس کو بسط اور ترقی کی کیفیت محسوس ہوتی ہے عمارت کے درمیان ایک حجرہ ہے حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ اکثر اوقات وہاں تشریف فرماتے تھے وہ بہت فرحت بخش ہے اور بربرکت والی جگہ ہے اس طریقہ عالیہ (نقشبندیہ) کے اکثر مشائخ جو اس ملک سندھ میں رہتے تھے انہوں نے اسی مقدس خانقاہ میں تربیت حاصل کی تھی حضرت ایشاں فرماتے تھے اس خانقاہ مقدس کی خاک پاک پر انوار الٰہی کی بارش ہوتی رہتی ہے۔

آسماں سجدہ بردپیش زمین کہ درو   یک دو کس یک دو نفس بہر خدا نشیند

آسمان اس زمین پر سجدہ کرتا ہے جہاں ایک دو بندے اللہ کی رضا کے لئے بیٹھ جاتے ہیں۔

منقول ہے کہ ایک روز حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ نے ارشاد فرمایا کہ اے دوستو! تم دیکھنا کہ کچھ عرصہ بعد اولیاء اللہ میں سے ایک دیہاتی نوجوان اس خانقاہ میں تربیت پائیگا اور اس طریقہ عالیہ کے کمالات اس پر ختم ہو جائیں گے اس میں اشارہ وجود مسعود فائض الجود حضرت ایشاں قدس سرہ کی ذات بابرکت کی طرف تھا۔

ایک درویش صاحب حال جن کو جمعیت خاطر میسر تھی حضرت ایشاں قدس سرہ نے ان کو خانقاہ شریف کی مجاوری سپرد کر دی تھی ایک روز وہ حضرت ایشاں قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ نے مجھ سے کئی بار فرمایا کہ تو ہمارا ہے حضرت ایشاں قدس سرہ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ تجھے اپنا کہنے کا سبب کیا ہے؟ ان کے اپنا کہنے میں راز یہ ہے کہ جس کو ہم قبول کرلیں اس کو وہ اپنا کہتے ہیں۔

حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ کے وصال کے بعد شیخ ابوالقاسم قدس سرہ سرہند تشریف لے گئے وہاں حضرت شیخ صبغتہ اللہ قدس سرہ کی صحبت اکسیر صفت سے مشرف ہوئے جبکہ بعض لوگ بھی کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ سیف الدین علیہ الرحمتہ کی صحبت کا فیض حاصل کیا اور کافی عرصہ تک ان کی خدمت میں مشغول رہ کر ان کی توجہات گرامی سے عرفان حق کے اعلیٰ مقامات تک پہنچ گئے اور خلافت سے نوازے گئے شیخ ابوالقاسم علیہ الرحمتہ پھر شہر ٹھٹھہ تشریف لائے اور علیحدہ خانقاہ بنالی یہاں طالبان حق کی راہنمائی کرتے تھے حضرت علیہ الرحمتہ عرفان میں صاحب کمال اور یکتائے زمانہ تھے آپ ہی حضرت خواجہ علیہ الرحمتہ کے اول پیر طریقت تھے۔

تحفتہ الطاہرین میں لکھا ہے کہ نواب سیف اللہ خان کے مقربین میں سے ایک شخص مخدوم محمد معینؒ کو ان کی عزت کے منافی بدنام کیا کرتا تھا وہ مخدوم کو نقصان پہنچانے کے در پے ہو گیا۔ اس نے بہت تدبیریں کیں کہ نواب کے اعتقاد کو ان مخدوم جامع العلوم کی طرف سے منحرف کر دے لیکن بات نہ بنی اس کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی تو اس نے نواب کی خدمت میں (مخدوم کے خلاف) کچھ جھوٹی باتیں گھڑیں اور محکمہ فوجداری جاچکان سے کچھ ایسے اختیارات اپنے نام میں حاصل کر لئے جن کی رو سے مخدوم علیہ الرحمتہ کی جاگیر کو (جس میں سرکار کا تعلق تھا) ایسا اجاڑ دے کہ پھر کبھی آباد نہ ہو سکے۔ اس پریشانی کے عالم میں مخدوم (محمد معین علیہ الرحمتہ) نے یہ بات اس وقت عرض کی جبکہ آپ (حضرت ابوالقاسم قدس سرہ) وضو فرما رہے تھے حضرت موصوف علیہ الرحمتہ کا قلب یہ سن کر بہت مضطرب ہو گیا مٹی کا برتن جس سے آپ وضو فرما رہے تھے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا اور ٹوٹ گیا اس وقت حضرت موصوف علیہ الرحمتہ نے مخدوم (محمد معین

علیہ الرحمتہ) کی جانب رخ فرمایا اور ارشاد فرمایا اپنا دل مطمئن رکھو کہ ان برا چاہنے والوں کا انجام بھی یہ ہی ہوگا کہتے ہیں جوں ہی وہ (مقرب نواب) نواب کی خدمت سے فوجداری محکمہ سے کامیاب ہوکر روانہ ہوا اسکا گھوڑا بگڑ گیا اور اس کو زمین پر گرادیا۔ سوار (مقرب نواب) کا ایک پاؤں رکاب میں پھنس گیا گھوڑا دوڑنے لگا اور زین کھینچتا رہا اس (مقرب) کی ہڈیاں مٹی کے برتن کی طرح ٹوٹ گئیں (عیاذاً باللہ من غضبہ وغضب اولیائہ الکرام) (ترجمہ) اللہ تعالیٰ اپنے غضب سے اور اپنے اولیائے کرام کے غصہ سے پناہ میں رکھے۔

آپ کا مزار شریف بھی ملکی میں ہے یہ حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ کے مقبرہ کے پائیں جانب مغرب اور جنوب کے درمیان علیحدہ حویلی میں واقع ہے۔

حضرت مخدوم آدم علیہ الرحمتہ کی اولاد کا ذکر

حضرت مخدوم آدم علیہ الرحمتہ کے چار فرزند تھے جن میں سے دو شیخ فیض اللہ اور شیخ محمد اشرف کم عمر تھے ان دونوں کی تعلیم وتربیت میں شیخ ابوالقاسم قدس سرہ نے بھرپور کوشش فرمائی یہ دونوں صاحبزادگان ان کو اپنی تمام اولاد اور عزیز واقارب سے زیادہ عزیز تھے ان دونوں صاحبزادگان کا اسی طرح ادب فرماتے تھے جس طرح حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ کا ادب فرماتے تھے اور ہمیشہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے نیکی اور ہدایت کی دعا کرتے تھے خود ہی ان دونوں صاحبزادگان کو لے کر سرہند شریف گئے اور وہاں اپنے شیخ (حضرت شیخ صبغۃ اللہ قدس سرہ) کی خدمت میں پیش کیا اور ان دونوں کی ترقی درجات کے لئے درخواست کی چنانچہ یہ دونوں مخدوم زادے حضرت شیخ قدس سرہ کی نظر کیمیا اثر میں مقبول ہوگئے اور ایک مدت تک حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر رہ کر طلب حق میں مشغول رہے چند بار ٹھٹھہ سے سرہند تک پیدل سفر بھی کیا یہاں تک کہ حضرت شیخ قدس سرہ کی توجہ گرامی سے تکمیل کے مراحل طے کر کے خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے اور اپنے والد کی خانقاہ میں مسند ارشاد پر رونق افروز ہوگئے اور مریدین کی

تربیت اور رہنمائی فرمانے لگے۔

کہتے ہیں جب تک شیخ فیض اللہ قدس سرہ زندہ رہے حضرت شیخ ابوالقاسم قدس سرہ نے ادب کے خاطر اپنی شخیت کی شہرت نہ ہونے دی بلکہ اگر کوئی طالب حق آپ کی خدمت میں آتا تو اس کو پہلے حضرت شیخ فیض اللہؒ کی خدمت میں بھیج دیتے تاکہ وہ اس پر توجہ فرمائیں اور پھر خود اس کی تربیت فرماتے تھے۔

حضرت شیخ فیض اللہ علیہ الرحمۃ کی توجہ سے طالبوں پر عظیم کیفیتیں وارد ہوتی تھیں اور سلوک میں ترقی کی راہیں کھل جاتی تھیں بہت سے ان سے ہدایت یافتہ صاحب کمال مرشد ہو گئے تھے حافظ ہدایت اللہ کہتے تھے کہ حضرت ایشاں قدس سرہ کے والد ماجد شیخ عبداللطیف علیہ الرحمۃ بھی حضرت شیخ فیض اللہ قدس سرہ سے فیض یافتہ لوگوں میں تھے۔

سنا ہے کہ حضرت شیخ فیض اللہ قدس سرہ کی نظر میں ایسی تاثیر تھی کہ جب وہ طالبان حق پر ڈال دیتے تو ان پر عجیب کیفیتیں وارد ہو جاتی تھیں اور انہیں بارگاہ حق تعالیٰ میں قبولیت نصیب ہو جاتی تھی اگر آں موصوف قدس سرہ کسی پر توجہ ڈالدیتے تھے تو اس کے قلب سے اللہ تعالیٰ کے سوا تمام نقش دھل جاتے تھے اور عرصہ تک کسی غیر کی صورت اس میں نہ سماتی تھی یہاں تک کہ اگر کسی اور کو دل میں بسانے کی کوشش کی جاتی تو دل نقش غیر کو قبول نہ کرتا تھا اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا کسی اور کی دل میں گنجائش ہی نہ رہتی تھی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ کے مخلصین میں سے ایک صاحب جن کا شمار مخصوص اصحاب میں ہوتا تھا (رمضان المبارک کی راتوں میں جب تک وہ نہ آجاتے حضرت شیخ علیہ الرحمۃ عشاء کی نماز کے لئے ان کا انتظار فرماتے تھے) ایک روز ان صاحب کو دیر ہوگئی اس وقت حضرت شیخ فیض اللہ علیہ الرحمۃ حجرہ میں تنہا تشریف فرما تھے ان صاحب کی آمد کے بارے میں حضرت علیہ الرحمۃ نے دریافت بھی فرمایا مگر وہ صاحب کچھ دیر بعد پہنچے تو ساتھیوں نے ان کو بتایا کہ حضرت علیہ الرحمۃ آپ کے بارے میں دریافت فرمارہے تھے وہ آگے بڑھے جیسے ہی حجرہ کے قریب پہنچے وہاں دو آدمیوں کی آہستہ آہستہ باتیں کرنے کی آواز آرہی تھی وہ صاحب پاس ادب

سے حجرہ کے باہر ہی بیٹھ گئے جب کچھ دیر بعد حضرت شیخ رحمتہ اللہ باہر تشریف لائے اس عزیز کو دیکھا اور از راہ عنایت فرمایا تم نے اپنے آنے کی اطلاع پہلے سے کیوں نہ دی کہ آج تمہارا ہاتھ رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دست مبارک میں دیتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور تمہاری سفارش کرتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی یہاں رونق افروز تھے۔

کہتے ہیں ایک بار حضرت شیخ فیض اللہ قدس سرہ نے حاضرین مجلس میں سے ایک شخص کی طرف دیکھا جو حضرت موصوف علیہ الرحمتہ کی طرف سے منہ پھیرے دوسری جانب دیکھ رہا تھا بس اس کی گردن اسی طرف مڑی رہ گئی۔

کچھ عرصہ بعد حضرت شیخ فیض اللہ قدس سرہ نے زیارت حرمین شریفین کا ارادہ فرمایا اور میاں محمد اشرف علیہ الرحمتہ کو اپنا نائب و خلیفہ نامزد فرما کر روانہ ہو گئے راستہ میں ان کا وصال ہو گیا۔ آپ کے وصال کے بعد میاں شیخ محمد اشرف علیہ الرحمتہ طالبان حق اور سالکان راہ کی تربیت فرماتے رہے۔

منقول ہے کہ ایک بار ایک درویش نے جو میاں محمد اشرف علیہ الرحمتہ کے مخلصین میں تھے ایک رات کو خواب میں دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خانقاہ کی جانب تشریف فرما ہیں اس درویش نے تشریف آوری کا سبب دریافت کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیخ محمد اشرف علیہ الرحمتہ کی عیادت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں صبح وہی درویش حضرت میاں صاحب علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ رات کی کیفیت سنائیں دیکھا کہ میاں صاحب علیہ رحمتہ کی آنکھوں میں رمد کی وجہ سے شدید درد ہو گیا تھا جب رات کا واقعہ سنا تو میاں صاحب علیہ الرحمتہ مسکرائے اور فرمایا آج درد میں بہت کمی ہے۔

یہ بھی منقول ہے کہ ایک بار میاں محمد اشرف علیہ الرحمتہ اپنے مخلصین میں سے کسی کے ہاں دعوت پر تشریف لے گئے اس روز اتفاقاً بہت بارش آ گئی گلی اور کوچے سب پانی اور کیچڑ سے بھر گئے حضرت علیہ الرحمتہ اٹھے اور اپنے گھر کی جانب روانہ ہو گئے اور اپنے خادم سے جو آپ کے ساتھ تھا فرمایا میرے پیچھے قدم بقدم آ جاؤ اور حضرت علیہ الرحمتہ خود آگے چلنے لگے۔

جب گھر کے دروازہ پر پہنچے تو خادم کو رخصت فرمایا اور خود اندر تشریف لے گئے (خادم جب چلا) تو فوراً گھٹنے تک پانی اور کیچڑ میں دھنس گیا پھر تو اس کو یقین ہو گیا کہ وہ حضرت علیہ الرحمۃ کا تصرف تھا کہ پانی پر چلتے رہے اور جوتی کا تلوا بھی گیلا نہ ہوا۔

مقبرہ شریفہ حضرت خواجہ فیض آلہ اور شیخ محمد اشرف اللہ رحمہا السلام مغرب کی جانب آپ کے والد بزرگوار کی لحد مبارک کے ساتھ واقع مشہور ہے۔

حضرت خواجہ ابوالمساکین شیخ محمد ٹھٹوی قدس سرہ کی ولادت اور حضرت شیخ ابوالقاسم قدس سرہ کی صحبت میں ان کی تربیت اور حضرت خواجہ کو امانت سپرد کرنے کا بیان

حضرت شیخ محمد اشرف علیہ الرحمۃ کے دو فرزند تھے شیخ احمد علیہ الرحمۃ اور شیخ محمد علیہ الرحمۃ اپنے والد بزرگوار کے وصال کے وقت یہ دونوں صاحبزادے کم عمر تھے جب یہ جوان ہوئے تو شیخ احمد علیہ الرحمۃ علم حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے اور پھر دہلی تشریف لے گئے جبکہ ابوالمساکین خواجہ شیخ محمد علیہ الرحمۃ پر فقیری کا رنگ غالب تھا بچپن سے ہی آپ کی پیشانی مبارک پر رشد و ہدایت کے انوار چمک رہے تھے اور خوارق و کرامات ظاہر ہونے لگے تھے۔

حضرت شیخ محمد اشرف قدس سرہ سے منقول ہے کہ جب شیخ محمد علیہ الرحمۃ ابھی شکم مادر میں تھے تو مجھ کو (شیخ محمد اشرف علیہ الرحمۃ) کو سرہند شریف جانے کا اتفاق ہوا وہاں میں اپنے حضرت قدس سرہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ میرے دل میں خیال آیا دیکھئے گھر میں کیسا بچہ پیدا ہوتا ہے؟ اسی لمحہ حضرت خواجہ (مرشد گرامی) علیہ الرحمۃ نے میری جانب دیکھا اور مسکراتے ہوئے فرمایا مبارک ہو تیرے گھر میں بیٹا پیدا ہوا ہے جو کاملین اولیاء اللہ میں سے ہو گا۔

سنا ہے کہ بچپن ہی سے یہ حال تھا کہ جس نے آپ سے بغض رکھا یا جھگڑا کیا وہ مغلوب اور مقہور ہوا آپ جس کمزور اور ضعیف کی طرف التفات فرماتے وہ اپنے دشمن پر حاوی اور غالب

ہو جاتا تھا آپ کے بچپن ہی کا ایک واقعہ ہے کہ ایک بار ایک سید صاحب جو آپ کے بزرگوں کے مخلصین میں سے تھے ان کی کچھ زمین نواب نے غصب کر لی تھی سید صاحب آپ کو سفارش کرنے کے لئے نواب کے پاس لے گئے نواب تند خو تو تھا ہی حضرت (خواجہ محمد قدس سرہ) کی موجودگی میں بھی سید صاحب موصوف کو سخت سست کہہ دیا حضرت علیہ الرحمتہ کو نواب کا یہ رویہ گراں گزرا اور آپ وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے راستہ میں ایک لمحہ کے لئے ایک جگہ سر جھکا کر کھڑے ہو گئے اور پھر مسکراتے ہوئے سید صاحب کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اب تو خوش ہو جایئے اب معاملہ دوسری جگہ سپرد کر دیا گیا ہے۔

جب اپنے گھر پہنچے تو سید صاحب نے مایوس ہو کر رخصت چاہی حضرت علیہ الرحمتہ نے فرمایا آپ دور دراز سے تشریف لائے ہیں کچھ روز ہمارے ساتھ آرام سے گزاریں سید صاحب راضی ہو گئے حضرت علیہ الرحمتہ نے ان کی بڑی خاطر مدارات فرمائیں سید صاحب خوش ہو گئے اور چند روز وہیں تک گئے۔ اچانک خبر پہنچی کہ نواب کو برطرف کر دیا گیا اور دوسرے شخص کو اسکی جگہ متعین کر دیا گیا ہے دوسرے نواب نے حضرت خواجہ علیہ الرحمتہ کی مرضی کے مطابق سید صاحب کا مسئلہ حل کر دیا۔

حضرت شیخ ابوالقاسم قدس سرہ اپنی صحبت مبارکہ میں حضرت خواجہ محمد علیہ الرحمتہ کی مسلسل تربیت فرماتے رہے اور ان کی رشد و ہدایت پر بھرپور التفات فرماتے تھے ان کے نزدیک حضرت خواجہ محمد علیہ الرحمتہ تمام اہل و عیال اور احباب سے زیادہ عزیز تھے چنانچہ حضرت شیخ قدس سرہ نے اپنی صاحبزادی کو (جو اپنے والد گرامی کی توجہات سے مرتبہ ولایت پر فائز تھیں اور جن کو عورتوں کی تربیت اور ہدایت پر مامور کر دیا گیا تھا) حضرت خواجہ علیہ الرحمتہ کے نکاح میں دیدیا۔ حضرت خواجہ نے شیخ ابوالقاسم قدس سرہ کے سایہ مبارک میں ولایت کے اعلیٰ مدارج طے کئے۔

حضرت شیخ نے اپنے وصال کے وقت حضرت خواجہ محمد کو خلافت بھی عطا فرمائی۔

منقول ہے کہ جب حضرت شیخ ابوالقاسم قدس سرہ کے وصال کا وقت قریب ہوا اس وقت آپ کی سب اولاد اور احباب آپ کے گرد جمع ہو گئے لیکن خواجہ محمد اس وقت وہاں موجود نہ تھے

حضرت شیخ نے ان کو ایک دو بار یاد فرمایا ہر دفعہ حاضرین نے جواب دیا کہ آپ کے صاحبزادے شیخ ابراہیم موجود ہیں میاں محمد حاضر نہیں (یہ سن کر) آپ خاموش ہو جاتے تیسری بار فرمایا کہ خلق خدا کو ضائع کرنا نہیں ہے شیخ ابراہیم کو اجازت نہیں دیں گے جب بھی شیخ محمد آئیں ان سے کہہ دینا کہ ہماری قبر پر آ جائیں (ہمیں کسی اور سے غرض نہیں) آپ کے وصال کے بعد جب حضرت شیخ محمد وہاں پہنچے (انہیں خبر ملی) تو وہ مکلی میں حضرت شیخ کے مزار اقدس پر پہنچے اور روحانی استعداد کے مطابق حضرت قدس سرہ کے تمام علوم و معارف حضرت خواجہ محمد قدس سرہ پر وارد ہو گئے۔

حضرت شاہ ذکی اللہ اور حضرت شیخ محمد زبیر قدس اللہ اسرارہما سے استفادہ

حضرت خواجہ کا شاہ ذکی اللہ قدس سرہ کی خدمت میں پہنچنا اور خلافت سے نوازا جانا اور حضرت شاہ صاحب کی اجازت سے حضرت خواجہ محمد علیہ الرحمۃ کا دہلی تشریف لے جانا اور وہاں حضرت شیخ محمد زبیر قدس اللہ اسرارہم کی صحبت سے مستفیض ہونا۔

حضرت شیخ ابوالقاسم قدس سرہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ محمد قدس اللہ اسرارہ قطب الاقطاب تخلو باخلاق اللہ حضرت شاہ ذکی اللہ قدس سرہ کی صحبت سے مشرف ہوئے شاہ ذکی اللہ قدس سرہ اللہ تعالیٰ کے اولیائے کاملین میں سے تھے۔ ان دنوں سرہند شریف میں کوئی ان کا ہم پلہ نہ تھا۔ آپ ظاہر و باطن میں آداب شریعت اور طریقت کو ملحوظ رکھتے تھے اور سنت سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ صلوٰۃ والسلام کی پیروی اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی متابعت میں بڑی احتیاط رکھتے تھے۔

آپ (حضرت شاہ ذکی اللہ قدس سرہ) کا دستور تھا کہ سفر کے دوران سامان سفر اپنے ساتھ نہ رکھتے تھے جہاں قیام فرماتے جس چیز کی ضرورت ہوتی کسی دکان سے منگوا لیتے تھے روانگی کے وقت خادم کو حکم فرماتے کہ جا کر حساب کردے اور اپنی جیب سے رقم ادا کر دیتے تھے لوگوں کو اس معاملے میں بڑا تعجب ہوتا تھا۔

حضرت شاہ ذکی اللہ قدس سرہ نے دوسری بار اپنے خاندان کے ساتھ حرمین شریفین کی زیارت کا قصد فرمایا۔ جب ٹھٹھہ پہنچے تو حضرت خواجہ محمد قدس سرہ آپ کے استقبال کے لئے آگئے اور آپ کو اپنی خانقاہ میں لے کر آئے یہاں آپ شایان شان دعوت اور کمال عاجزی نیازمندی اور احترام سے پیش آئے جس کی مثال کہیں کہیں ملتی ہے حضرت نے بھی اس خدمت گزاری کی بڑی قدر فرمائی اور حضرت خواجہ پر خصوصی التفات فرمایا یہ التفات روز بروز بڑھتا گیا حضرت خواجہ قدس سرہ کو برابر اپنی توجہ وصحبت میں مشغول رکھتے تھے یہ آپ کی توجہات کی ہی برکت تھی کہ

حضرت خواجہ کی اعلیٰ مدارج مقامات ولایت میں کمال ترقی ہوگئی۔

جب حضرت شاہ ذکی اللہ قدس سرہ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے روانہ ہوزہے تھے تو آپ نے حضرت خواجہ سے فرمایا ہمیں تم سے کچھ کام ہے جب ہم حرمین شریفین سے واپس آئیں گے تو تم سرہند شریف پہنچ جانا تاکہ ہم وہاں تمہاری باقی ماندہ تعلیم و تربیت اچھی طرح پوری کردیں گے یہ فرما کر آپ روانہ ہوگئے ایک مدت کے بعد آپ حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیماً و تکریماً کی زیارت کرکے واپس تشریف لائے اتفاقاً آپ کی کشتی سورت کی بندرگاہ پر پہنچ گئی آپ نے وہاں سے حضرت خواجہ کو خط ارسال فرمایا جس میں لکھا تھا کہ ہم یہاں (سورت) سے سرہند شریف جارہے ہیں آپ بھی وہاں پہنچ کر ہم سے ملیں حضرت خواجہ محمد قدس سرہ خط ملتے ہی سرہند شریف کے لئے روانہ ہوگئے۔ ادھر شاہ ذکی اللہ قدس سرہ جب سورت پہنچے تو سورت اور بڑودہ کے باشندے اور وہاں کے علماء و فضلا آپ کی صحبت سے مشرف ہوئے اور مریدین و مخلصین میں شامل ہوگئے اور ان کی درخواست پر حضرت شاہ صاحب ایک سال تک گجرات میں قیام فرمارہے۔

جب حضرت خواجہ محمد قدس سرہ سرہند شریف پہنچے تو دیکھا کہ حضرت شاہ صاحب ابھی تک اپنے دولت کدہ پر تشریف نہیں لائے تو آپ نے ان کے صاحبزادگان کی ہر قسم کی خدمت کے لئے خود کو وقف کردیا اور حضرت شاہ صاحب کا انتظار فرماتے رہے جب حضرت شاہ محمد ذکی اللہ قدس سرہ سرہند شریف پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ حضرت خواجہ محمد قدس سرہ ان کے صاحبزادگان کی خدمت میں مشغول ہیں تو آپ کے دل پر حضرت خواجہ کی سچی ارادتمندی اور خلوص نیت کا بہت گہرا اثر ہوا اور یہ مزید توجہات عالیہ کا باعث بنا اور حضرت شاہ نے حضرت خواجہ کی تعلیم و تربیت میں کامل التفات فرمایا حضرت خواجہ جو طلب حق میں بڑی ہمت رکھتے تھے پوری جدو جہد سے حصول فیض میں مشغول رہے کچھ عرصہ مسلسل مراقبہ کرتے رہے پھر آپ پر عدم، فنا اور بیخودی کی عظیم کیفیتیں وارد ہوگئیں راہ سلوک میں مطلوب و مقصود تک رسائی ہوگئی اور عرفان حق اعلیٰ مدارج طے کرلئے تو حضرت شاہ محمد ذکی اللہ قدس سرہ نے حضرت خواجہ کو ارشاد و تلقین حق کی اجازت سے نوازا اور راہ حق پر چلنے والوں کی راہنمائی پر مامور فرما کر آپ کو وطن جانے کی رخصت دی۔

جب حضرت خواجہ نے وطن جانے کا ارادہ کرلیا تو سوچا کہ پہلے اپنے بھائی میاں احمد سے ملاقات کے لئے دہلی جائیں۔ حضرت شاہ ذکی اللہ قدس سرہ سے اجازت چاہی حضرت نے فرمایا جایئے جب دہلی پہنچیں تو حضرت خواجہ محمد زبیر سے ملنا اوران کی صحبت میں رہنا۔

کہتے ہیں حضرت خواجہ حجت اللہ قدس سرہ العزیز کے پوتے حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ جوان العمر تھے عظیم کیفیتوں کے حامل تھے دہلی میں اپنے زمانہ کے اولیاء میں بے نظیر تھے ان کو قبلہ عالسیان کہتے تھے کبھی کبھی ان پر ایسی کیفیت طاری ہوتی تھی کہ اگر انہوں نے دل میں کسی کی طرف توجہ فرمائی تو اس کی ظاہری شکل وصورت اور عمر بدل کر حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ جیسی ہوگئی اگر بوڑھا تھا تو جوان ہوجاتا (نظر آتا) آپ بہت ہی سخیا ور کریم الطبع تھے آپ کا دستور تھا کہ اپنی خانقاہ کے مجاوروں کو اپنے باورچی خانہ سے خاص کھانے کھلاتے تھے اوراس کے علاوہ ان کو دوروپے ماہانہ نقد بھی دیتے تھے تاکہ اگر انہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو خریدلیں پریشان نہ ہوں اوردلجمعی سے اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہیں۔

دہلی کے بادشاہ کو بھی شاہ محمد زبیر قدس سرہ سے بڑی عقیدت تھی جب کبھی وہ حاضر ہونا چاہتا تو پہلے اجازت لیتا پھر حاضر خدمت ہوتا ایک بار بادشاہ کے نمائندہ نے بادشاہ کے لئے حاضری کی اجازت چاہی۔ (حضرت زبیر کے) خادم خاص نے اجازت نہ دی۔ حضرت نے پوچھا بادشاہ کو آنے سے کیوں منع کردیا؟ خادم نے عرض کیا جب بھی بادشاہ تشریف لاتے ہیں تو مجلس کے دستور کے مطابق ان کی تواضع پر پانچ سو روپے خرچ ہوجاتے ہیں بادشاہ کے آنے سے ہمیں کیا فائدہ؟ آپ نے فرمایا اتنے تھوڑے سے خرچ میں کیا حرج تھا۔

اکثر باشندگان دہلی آپ کے معتقد تھے ہمیشہ (بعد نماز) عصر کے حلقہ میں دو تین ہزار آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے جب حضرت خواجہ محمد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے حضرت خواجہ پر کمال لطف وکرم فرمایا اور ہر روز خاص نوازشوں اور طرح طرح کی عنایات اور شفقتوں سے نوازا کرتے تھے۔

ایک روز حضرت خواجہ محمد دہلی میں حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ کی مجلس میں بیٹھے

ہوئے تھے کہ ادھر سے بادشاہ کی سواری نکلی بہت سے لوگ تماشا دیکھنے کے لئے بالا خانوں پر چڑھ گئے یا سڑکوں کی طرف دوڑ گئے یہاں تک کہ حاضرین مجلس بھی اس نظارہ کی طرف متوجہ ہو گئے لیکن حضرت خواجہ سر جھکائے باادب حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ کے حضور بیٹھے رہے دائیں یا بائیں جانب نظر تک نہ کی اس پر حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا ''آپ سندھ والوں نے شاہانہ شان وشوکت کا نظارہ نہیں دیکھا ہوگا اگر آپ کا دل چاہے تو دیکھ سکتے ہیں'' حضرت خواجہ نے جواب میں عرض کیا جس بادشاہ کے پاس آئے ہیں اس کے سامنے بیٹھے ہیں (اب ہمیں اس) بادشاہ کی شوکت دیکھنے کی آرزو نہیں ہے ایسے موقع پر ادب کا یہ انداز حضرت کو بہت پسند آیا اور دل سے حضرت خواجہ پر کمال التفات فرمایا۔

حضرت ایشاں قدس سرہ سے منقول ہے کہ حضرت خواجہ (محمد ٹھٹوی) قدس سرہ نے فرمایا تھا کہ جو کچھ حضرت (خواجہ محمد زبیر قدس سرہ) کے کرم سے اس ایک گھڑی میں ہمیں ملا اگر ہم بارہ سال بھی عبادت میں مشغول رہتے تو اس قدر میسر نہ آتا اسی وقت حضرت نے اپنا جبہ خاص حضرت خواجہ کو مرحمت فرمایا اور اجازت ارشاد (خلافت) عطا فرمادی۔

سنا ہے اس سفر سے واپسی پر حضرت خواجہ جب ملتان پہنچے تو ملتان کے بزرگوں نے اپنی خانقاہ میں آپکو مہمان رکھا خوب ضیافتیں کیں اور بڑے اکرام واحترام سے اور خلوص وارادتمندی کا مظاہرہ کیا برابر آپ کی صحبت میں حاضر رہتے اور کہتے تھے کہ ہمیں آپ کی صحبت میں بہت فیض ملتا ہے جب بھی حضرت خواجہ روانگی کا ارادہ ظاہر فرماتے تو یہ لوگ بڑی عاجزی اور ارادتمندی سے حضرت خواجہ کو روک لیتے یہاں تک کہ حضرت وہاں دو مہینے تک ٹھہرے رہے اس کے بعد آپ ٹھٹھہ تشریف لائے اور اپنے جد بزرگوار کی خانقاہ میں مسند ارشاد پر رونق افروز ہو کر طالبان حق کی ہدایت اور سالکان راہ حقیقت کی تربیت فرمانے لگے۔

حضرت خواجہ شیخ محمد قدس سرہ کی خلافت اور آپ کے اوصاف حمیدہ کا بیان

حضرت خواجہ نہایت خوبصورت جوان تھے باوقار، خوش مزاج اور مہربان طبیعت کے مالک تھے ہمیشہ مخصوص لباس زیب تن فرماتے اور مختلف اقسام کے دوشالے استعمال فرماتے اور جمال دلکش ولباس دیدہ زیب کے ساتھ شاہانہ مسند پر رونق افروز ہوتے تھے۔

آپ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ ہزاروں روپے کی لاگت سے بنوایا ہوا خاص اقسام کا پرتکلف لباس اپنے مخلصین کو عطا فرمادیتے تھے بلکہ کبھی درویشوں اور فقیروں کو بھی بخش دیتے تھے مخلصین کی دعوت برابر کرتے رہتے تھے خاص قسم کے پلاؤ (بریانی) اور خوشبودار مشروبات مہیا کیئے جاتے کئی کئی من مٹھائی (مصری نبات وشیرینی) آتی اور مجلس میں تقسیم کردی جاتی تھی سائل، مسافر، حاجتمند اور بال بچہ دار کو آپ کے ہاں سے توشہ وسفر خرچ بھرپور مہیا ہوتا تھا غریب طالب علموں کو وظیفہ اور کتابیں وغیرہ عنایت ہوتی تھیں اور مفلسوں کو خرچ ملتا تھا اگر کوئی مشکل آن پڑے جس سے چھٹکارانہ مل رہا ہو تو اپنے پاس سے ادائیگی کر کے جان چھڑوا دیتے تھے۔

اگر کسی چیز پر دو آدمی دعویدار ہوں اور وہ آپ کے سامنے آجائیں تو ان میں سے ایک کو اپنے پاس سے دے کر راضی کر دیتے تھے۔

لوگ آپ میں فقر و درویشی اور دولت وسخاوت کے یکجا ہونے پر حیران تھے ایک روز مخدوم محمد ہاشم نے کہا کہ (آمدنی کے) ظاہری اسباب کے اعتبار سے خواجہ صاحب کسی چیز سے تعلق نہیں رکھتے پھر بھی اتنے ہزاروں خرچ کرتے ہیں کہاں سے لاتے ہیں (اگر بازار والوں سے لیتے ہیں تو کہاں تک دیتے رہیں گے) کسی نے یہ بات حضرت خواجہ کی خدمت میں کہہ دی آپ نے فرمایا "میں نے خزانہ پالیا ہے اور خزانہ کی کنجی ہمارے ہاتھ میں دیدی گئی ہے اگر ہم ہر روز ایک لاکھ بھی اس میں سے نکال لیں تو ہم مختار ہیں"

یہ فرمانے کے بعد مزید فرمایا ایک دن یہ خزانہ ہم اپنے دوستوں میں سے ایک کو دے

دیں گے اور اس خزانہ کی کنجی اس کے حوالے کر دیں گے اور یہ اشارہ حضرت ایشاں (خواجہ محمد زماں) قدس سرہ کی طرف تھا۔

حضرت خواجہ قدس سرہ باطنی اشغال کے علاوہ ظاہری عبادات میں بھی بہت معروف رہتے تھے حافظ قرآن کریم تھے نہایت خوش الحان دلکش لہجہ میں مخارج کی عمدہ ادائیگی کے ساتھ پڑھتے تھے آپ کو تلاوت قرآن کریم کا بڑا شوق تھا۔ رات ہو یا دن، سفر ہو یا حضر یا نماز آپ بکثرت قرآن مجید پڑھتے رہتے تھے لوگوں نے بتایا کہ جب آپ مکہ میں تھے تو رات کے وقت بیت اللہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر قرآن مجید کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اہل عرب آپ کی قرأت سننے کے لئے جمع ہو جاتے تھے اور آپ کے پڑھنے اور مخارج کی ادائیگی پر حیران رہ جاتے تھے کلام پاک کی تلاوت کے علاوہ ہر روز ۷۰ ہزار بار کلمہ طیبہ کا ورد لسانی بھی کرتے تھے ختم شریف حضرات خواجگان قدس اللہ اسرارھم بھی معمولات میں شامل تھا۔

ابتدائی دور میں کبھی کبھی آپ پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی تھی اس وقت آپ قرآن کریم کی تلاوت اور نوافل کی ادائیگی میں مشغول ہو جاتے تھے اگر کہیں راستہ میں ہوتے تو اپنا دوشالہ بچھا کر نماز پڑھنے لگتے تھے کبھی اندھیری راتوں میں مکلی کے مزارات کے قریب یا ہیبت ناک اور ڈراؤنی جگہوں پر اکیلے عبادت کرتے تھے۔

ایک اور بات یہ ہے کہ حضرت خواجہ کی صحبت میں طالبان حق کا دل ماسوا اللہ سے منقطع ہو جاتا تھا اور حالت فنا طاری ہو جاتی تھی کہتے ہیں آپ کی محفل حاضرین میں سے کسی کے دل میں کوئی فاسد خیال گزرتا تو آپ اس کو ڈانٹ دیتے اور فرماتے دل پر نگاہ رکھ کیا تو نہیں جانتا کہ میں کہاں بیٹھا ہوا ہوں۔ حضور حق میں تو باطل خطرات کو دل میں جگہ دے رہا ہے ہمیشہ اپنے مریدین کو رعب میں رکھتے تھے نیز حضرت ایشاں قدس سرہ کو بھی حکم دیا کہ اپنے مریدین کو ادب کی تربیت دیں تاکہ نسبت کی حفاظت میں غفلت نہ برتیں اور آداب شریعت میں استقامت کو برقرار رکھیں تاکہ طریقت کے فیض سے محروم نہ رہیں۔

ایک روز صبح (بعد نماز فجر) کے حلقہ میں حضرت نے مریدین میں سے ایک شخص کو فنا

قلبی تک پہنچنے کی بشارت دی۔ وہ مرید اس پر مسرور ہو گئے پھر جب وہ عصر (کی نماز کے بعد) کے حلقہ میں آئے تو حضرت خواجہ نے غصہ سے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا "ہم نے تجھے فناء قلبی کی بشارت دی تھی تو اس وقت اس حالت (فنا قلبی کی کیفیت) کو ضائع کر کے آیا ہے افسوس ہے تیری ہمت" پر اس مرید نے بہت افسوس کیا۔ جب حضرت مجلس سے تشریف لے گئے تو ساتھیوں نے اس مرید سے صورت حال معلوم کی تو اس نے کہا مجھ سے کوئی خلاف شریعت عمل سرزد نہیں ہوا۔ سوا اسکے کہ اس معاملہ پر چند بار گفتگو ہوئی تھی شاید نسبت کی حفاظت میں مجھ سے غفلت واقع ہو گئی ہو۔

ایک بار حضرت خواجہ نے فرمایا اے دوستو! ہم تمہیں راہ حق کی آشنائی دیتے ہیں اور تم اس عظیم نعمت کی قدر نہیں کرتے اور غفلت برتتے ہو تو بس جان لو کل (قیامت میں) ہر ایک کی اس کے اعمال کے اعتبار سے باز پرس ہو گی جس مرید کو اپنے مرشد کا تعاون میسر ہو اور وہ ذکر حق میں غفلت برتے ایسا آدمی ناکارہ ہے طریقہ نجات یہی ہے جو ہم نے تم کو بتا دیا ہے"۔

دراں روز کز فعل پرسند و قول　　الوالعزم راتن بلرزد بہ ہول

جس روز قول و فعل کے بارے میں پوچھا جائیگا　　بڑے بڑے بہادر خوف سے لرزتے ہوں گے۔

حضرت ایشاں قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد قدس سرہ ایک روز فرما رہے تھے کہ اس ملک کے اکثر مشائخ خود کو کامل سمجھ کر مریدوں کی ہدایت اور تربیت کرنے لگتے ہیں یہ سب سزا کے مستحق ہیں" حضرت ایشان قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت اپنے دل میں ڈرا کہ کہیں میں اس جماعت میں نہ ہو جاؤں اسی وقت آپ (حضرت خواجہ محمد قدس سرہ) نے میری جانب دیکھا اور فرمایا تو اس جماعت میں سے نہیں ہے وہ دوسرے ہیں۔

شیخ حاجی ابوطالب مرحوم (جو چار خلفاء میں سے ایک تھے) سے سنا تھا کہ میں کم عمر تھا اور اپنے بڑوں کے ساتھ حج کرنے گیا تھا حج کی ادائیگی کے بعد واپسی پر سندھ کے سب لوگ حضرت خواجہ محمد ٹھٹوی سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے میں بھی ان میں شامل تھا ملاقات کے بعد وہ لوگ بیٹھ گئے میں چھوٹا تھا ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا میں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ محمد قدس سرہ نے چہرہ مبارک میری طرف کیا اور مجھے غور سے دیکھنے لگے مجھے تعجب ہوا کہ اس طرح میری طرف

دیکھنے کا مطلب کیا ہے اب جبکہ ۴۰ سال حضرت کی خدمت میں رہنے کا شرف حاصل ہو چکا ہے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ حضرت کا میری جانب دیکھنے کا مطلب کیا تھا یعنی مجھ کو پہچان لیا تھا کہ میں ان کے درویشوں کے زمرے میں ہو جاؤں گا اپنی نسبت میرے چہرے پر دیکھ لی تھی۔

حضرت ایشاں قدس سرہ فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے حضرت خواجہ محمد قدس سرہ کو اس قدر علم و عرفان بخشا تھا کہ اس کی انتہا سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں تھی کمال علم و عرفان و عقل و فصاحت، حسن و جمال، خوش خوئی، سخاوت جوانمردی یہ تمام اوصاف حمیدہ ہمارے خواجہ میں موجود تھے جو کسی اور میں عنقا تھے متقدمین میں سے مشائخ کے مقامات ان کی کیفیتیں اور ان کی ولایت کے درجات ایک ایک بات حضرت خواجہ پر عیاں تھی ایک روز فرمایا کہ مقامات ولایت میں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کو وہ مقام حاصل تھا جہاں علوم کی انتہا معلوم ہو جاتی ہے علم میں اس سے بلند تر کوئی مقام نہیں جہاں سے سارے علم نظر آتے ہیں۔

حضرت خواجہ محمد قدس سرہ کے اوصاف حمیدہ خوارق و کرامات کا ذکر

حضرت ایشاں قدس سرہ فرماتے ہیں کہ میں آج تک حضرت کے علم و عرفان کے بارے میں حیران ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو کس چیز سے پیدا کیا تھا۔

الوالعزم راتن بلرزد بہ ہول سردے چو تو بعرصہ عالم نکشتہ اند

وہ شخص کہ جس کے خمیر کو غیبی لطافتوں کی آمیزش سے گوندھا گیا ہو ایسا انوکھا سرو جس کے دنیا میں مثل کوئی اور بویا ہی نہ گیا ہو۔

جان سودہ اندو پختہ درچشمہ حیات تازان خمیر مایہ طینت سرشتہ اند

اس روح کو چشمہ حیات خمیر کر کے سنوارا گیا ہو تا کہ اس خمیر سے مزاج کا کام گوندھا جائے۔

علوم ظاہری و باطنی میں حضرت خواجہ کی بڑی شان تھی شہر کے اکثر بڑے بڑے لوگ

آپ کے اجداد کرام کے ارادتمندوں میں سے تھے ان میں سے ہر ایک حضرت خواجہ محمد قدس سرہ کی خدمت میں ادب اور عقیدت کے ساتھ حاضر ہوتا تھا اس زمانے کے درویش علماء بادشاہ امراء سب ہی آپ کے مطیع، فرمانبردار اور نیاز مند تھے اس دور کے مشائخ بھی آپ کی صحبت کے مشتاق تھے۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی علیہ الرحمۃ بھی حضرت خواجہ محمد قدس سرہ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے کبھی کبھی حضرت خواجہ کی صحبت سے مشرف ہونے کے لئے خانقاہ میں تشریف لاتے تھے۔

مخدوم ضیاء الدین قدس سرہ جو شہر ٹھٹھہ کے بڑے علماء میں سے تھے (بلکہ اس وقت کے اکثر علماء وفضلا ان کے شاگرد تھے) وہ بھی حضرت خواجہ محمد قدس سرہ کے سچے عقیدت مندوں میں سے تھے خواجہ صاحب کی خدمت میں بڑی نیازمندی سے حاضر ہوتے تھے۔

حق تعالی نے اپنے فضل سے حضرت خواجہ کو بے شمار بخششوں اور بے انتہا انعامات سے نوازا تھا اور خلعت ارشاد سے ممتاز فرمایا تھا۔ حضرت خواجہؒ سے بے شمار خوارق، کرامات ظہور پذیر ہوئی تھیں۔ ان کا تذکرہ طوالت کا باعث ہوگا۔ حضرت موصوف کا مرتبہ اس سے کہیں بلند ہے کہ خوارق وکرامات سے ان کی توصیف کی جائے۔

سفر حرمین شریفین

حضرت خواجہ کا حرمین شریفین کی زیارت کیلئے جانا الہام حق تعالی کے مطابق دو سال بعد حضرت ایشان قدس سرہ کی تربیت کیلئے واپس آنا پھر واپس حرمین شریفین جانا۔ اس کو وطن بنانا اور وصال فرمانا۔

جب حضرت خواجہ محمد قدس سرہ نے خلافت کی ذمہ داری حضرت ایشاں کے سپرد فرمادی تو گویا آپ ایک طرح سے آزاد ہوگئے خانقاہ میں بھی کم تشریف لاتے تھے۔ اگر طالبان حق میں سے کوئی آجاتا تو اسے حضرت ایشاں قدس سرہ کے سپرد فرمادیتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے حرمین شریفین کی زیارت کا پختہ ارادہ کرلیا۔ سب مخلصین اور اہل خاندان کو آپ کی جدائی شاق

گذر رہی تھی۔ انھوں نے اس ارادہ سے باز رکھنے کیلئے عذر پیش کئے لیکن بے اثر رہے کہتے ہیں کہ آپ نے کسی خاص مخلص سے فرمادیا تھا کہ حضور سرور عالمیان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم کو مدعو فرمایا ہے اب ہمارا اس جگہ رہنا مناسب نہیں روانگی کے وقت حضرت مخدوم اور والد بزرگوار محمد اشرف قدس سرہما کی الوداعی زیارت کے لئے مکلی تشریف لے گئے روحانی طور پر ان کی جانب سے سفر کی اجازت نہ پائی[1] فرمایا کہ امسال یہیں رہو تم اس بار حج میں شریک نہ ہوسکو گے اس بار کشتی کو دریا میں خطرہ بھی ہے حضرت خواجہ نے فرمایا میں عزم کر چکا ہوں اب رکنے میں لطف نہ رہے گا اس پر مخدوم نے فرمایا نہیں رکتے تو پھر یہ سات ہزار روپے ہیں جو میں نے اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے مانگے تھے یہ تم لے لو آگے اللہ مالک ہے۔

کہتے ہیں کہ روانگی کے وقت تک سمندری سفر کیلئے موسم سازگار تھا[2] حضرت خواجہ" لاہور[3] کی بندرگاہ سے کشتی میں سوار ہو گئے۔ دریا میں چند ہی دن ہوئے تھے کہ مخالف ہوائیں چلنے لگیں کشتی کو سورت کی بندرگاہ پر لے گئے۔

آپ کی تشریف آوری کی خبر شہر میں پہنچی تو مخلصین آپ کے استقبال کیلئے آگئے آپ کو عالیشان گھروں میں ٹھہرایا بڑی عقیدت مندی سے پیش آئے خوب دعوتیں کیں وہ آپکی صحبت کو غنیمت تصور کر رہے تھے سورت اور بڑودہ کے اکثر بڑے بڑے لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔ نواب بھی مرید صادق ہو گیا اور ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہنے لگا۔ کہتے ہیں کہ وہاں کے بعض مخلصین نے حضرت خواجہ سے پوچھا کہ آپ تے اپنی خانقاہ میں کس قسم کے آدمی کو متعین کیا ہے اور سلوک میں انکا کیا مقام ہے؟ آپ نے فرمایا ''میں نے اپنی جگہ ایک صاحب کمال ہدایت یافتہ جوان کو اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے جن کے کمالات کے ذکر خیر کا سارے عالم میں شہرہ ہو جائیگا۔ ان کے اوصاف حمیدہ کے بارے میں آپ یہاں ہی خود سن لیں گے۔ اس

---

(۱) ایک نسخہ کی عبارت سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم اور والد بزرگوار دو قبور شریف کی زیارت کی رقم حضرت مخدوم نے عطا فرمائی۔ جبکہ دوسرے نسخہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ والد بزرگوار شیخ محمد اشرف قدس سرہ کیلئے ہی مخدوم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ ایک تحریر اختیار کر لی نفس مضمون میں اختلاف نہیں ہوا۔

(۲) ایک نسخہ کی عبارت سے یہ مفہوم بھی نکلتا ہے کہ حج کے سیزن میں آخری ایام میں سفر اختیار کیا۔ لیکن جو مفہوم دوسرے نسخے میں تھا اس کو ترجیح دی گئی یہ بات زیادہ جچتی ہے۔

(۳) ایک نسخہ میں بندر لاہوری اور دوسرے میں بندر لاھری کو اختیار کیا گیا ہے۔

سلسلہ میں حضرت ایشاں قدس سرہ کے بہت سے اوصاف بیان فرمائے کہتے ہیں کہ حضرت نے وہاں ایک سال قیام فرمایا۔

پھر جب حج کے دن آئے تو آپ حرمین شریفین کے لئے روانہ ہو گئے چند روز ہی گذرے تھے کہ دریا میں مخالف ہوائیں چلنے لگیں اور کشتی کو شدید خطرہ لاحق ہو گیا۔ ہوا اس جگہ لے گئی جہاں پانی کا بہاؤ بہت زیادہ تھا۔ کشتی اوپر سے نیچے کی طرف تیز تیز چلنے لگی ظاہر ہے کہ جب کشتی ایسے مقام پر پہنچ جائے تو پھر بچنے کا امکان نہیں رہتا اہل کشتی زندگی سے مایوس ہو گئے مضطرب ہو کر گریہ وزاری میں لگ گئے مگر حضرت خواجہ قدس سرہ بغیر کسی ہیجان کے اطمینان سے بیٹھے رہے تمام اہل کشتی اور ناخدا آہ وزاری کرتے ہوئے حضرت خواجہ قدس سرہ کے قدموں میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ سے مدد کرنے کیلئے دعا کی درخواست کی۔ حضرت نے ان کو تسلی دی اور ایک لمحے کے لئے سربگریباں ہو گئے اچانک دریا نے کشتی کے آگے جوش مارا پانی پہاڑ کی طرح اونچا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ کشتی جس طرح جنوب کی طرف تیز تیز چل رہی تھی اسی رفتار سے شمال کی طرف لوٹنے لگی اور ہوا بھی موافق ہو گئی اہل کشتی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے انھیں اب بچنے کی امید ہو گئی تھی سب ہی حضرت خواجہ کی برکت اور تصرف پر حیران رہ گئے اور دل وجان سے ان کے احسان مند اور عقیدت مند ہو گئے اس کے بعد تمام راستے کشتی میں کوئی پریشانی نہ ہوئی صحیح سلامت جدّہ کی بندرگاہ پر پہنچ گئے۔

حضرت خواجہ وہاں سے مکہ معظمہ پہنچے حج اور عمرہ ادا کئے۔ جتنے دن وہاں رہے حرم شریف میں بیٹھے رہتے تھے۔ اکثر دن رات طواف کرتے رہتے تھے ان پر حق تعالیٰ شانہ کے انوار کی بارش ہوتی اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضل وکرم سے بہرہ ور ہوتے رہتے تھے۔

اس کے بعد مدینہ منورہ روانگی ہوئی بہت سے غریب مسکین آپ کے ہمراہ ہو گئے ان لوگوں کو جو اونٹ کرایہ پر لے کر دیئے تھے۔ ان کا کرایہ دو سو پچاس ریال تھا کھانا بھی آپ اپنی طرف سے کھلاتے رہے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو راستہ ہی میں سے حضرت خواجہ حرم شریف کی طرف چلے گئے اور متعلقین کو ہدایت فرمائی کہ فلاں سرائے میں جا کر سامان رکھیں۔ حرم مقدس میں

آپ نے زیارت کی اور مراقب ہو گئے اتنے میں آپ کے متعلقین میں سے ایک شخص دوڑا ہوا آیا اور کہا "ساربان کرایہ طلب کر رہا ہے" آپ خاموش رہے ایک لمحہ بعد شیخ الحرم نے آواز لگائی "میاں محمد ہندی کہاں ہے"؟ اس نام کے بہت سے لوگ تھے وہ اٹھے شیخ نے کہا "یہ نہیں ہیں وہ تو کوئی اور شخص ہے" لوگوں نے حضرت خواجہ محمد قدس سرہ کی طرف اشارہ کیا۔ جب ان کو دیکھا تو شیخ نے پہچان لیا اور کہا "رسول علیہ السلام نے تم کو دو سو پچاس ریال دلوانے ہیں" آپ نے وہ ریال لے لئے اور کرایہ ادا کر دیا۔

حضرت خواجہ قدس سرہ اکثر اوقات حرم مقدس میں گذارتے تھے۔ اور حضور پُر نور سرور عالیان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بے شمار عنایتوں اور بے انتہا نوازشوں سے مشرف ہوتے تھے۔ اسی طرح خلفائے کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور جناب فیض مآب ثمرہ شجر نبوت حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے انوار و تحائف علیحدہ علیحدہ ملتے رہتے تھے۔ جب جنت البقیع اور شہدائے احد کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو ائمہ عظام صحابہ کرام اور شہدا سے علیحدہ علیحدہ نورانی فیض حاصل ہوا۔ جتنے روز مدینہ منورہ میں قیام رہا آپ اکثر حرم مقدس میں بیٹھے رہتے تھے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اس طرح میسر آتی جیسے زندگی میں میسر ہو۔ ہر روز نئے نئے الطاف و اعزازات سے سرفراز کیا جاتا تھا۔

کچھ روز بعد مکہ معظمہ لوٹ آئے اور وہاں سکونت اختیار کر لی شریف مکہ اور شہر کے اکابرین و معززین آپ کے ارادتمند اور مخلص ہو گئے۔ جب آپ کے بارے میں بادشاہ روم کو خبر ملی تو بادشاہ خود آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور گذارش کی کہ معاشی ضروریات کے لئے کچھ قبول فرمالیں آپ نے جواب دیا "گذارہ کے لئے جو کچھ اپنے ساتھ لایا تھا وہ میرے پاس ہے۔ جب ختم ہو جائے گا تو بادشاہ سے لے لیں گے"۔

حضرت خواجہ قدس سرہ بیت اللہ کے حرم مقدسہ میں رہتے تھے وہیں نمازیں ادا فرماتے تھے۔ اندھیری اور برسات کی راتوں میں خوب طواف کرتے تھے۔ اٹھتے بیٹھتے قرآن مجید کی خوب

تلاوت فرماتے تھے۔ ماہ رمضان میں افطار کے وقت پلاؤ سے بھرے خوان منگواتے اور روزہ داروں، مسافروں اور مسکینوں کو کھلاتے تھے۔ سخاوت اور کرم میں آپ شہرہ آفاق تھے۔ اہل عرب آپ کو ابوالمساکین کہتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد قدس سرہ مکہ معظمہ سے حضرت ایشاں قدس سرہ اور شاہ محمد ذکی اللہ قدس سرہ کی اولاد کے لئے تحائف و ہدایہ بھیجتے رہتے تھے حضرت ایشاں قدس سرہ کو خط لکھتے تھے اس میں مخلصین اور دوستوں کو سلام ارسال فرماتے تھے۔

دو سال بعد حضرت خواجہ پھر وطن لوٹے عزیزوں اور مخلصوں سے ملاقاتیں کیں۔ اپنے اسلاف کرام کی زیارتیں کیں پندرہ روز ٹھٹھہ میں قیام فرمایا پھر حرمین شریف چلے گئے اہل خاندان اور والدہ محترمہ کو بھی ہمراہ لے گئے حضرت ایشاں قدس سرہ نے بتایا کہ حضرت خواجہ نے ان سے فرمایا تھا کہ "میں محض تمہاری تعلیم و تربیت کے لئے آیا ہوں رشتہ داروں کو تو میں وہاں سے بلاتا تو بھی پہنچ جاتے"۔

جب دوبارہ مکہ معظمہ پہنچے تو چند سال وہاں گذارے پھر وطن کا ارادہ فرمایا حضرت ایشاں قدس سرہ کو خط لکھا کہ فلاں مہینے میں خانقاہ پہنچونگا روانگی کا پختہ ارادہ کرلیا پھر ایک روز فرمانے لگے اب عمر کا آخری حصہ ہے اگر ہم یہاں سے روانہ ہو گئے اور اجداد کرام کے مزارات تک نہ پہنچ پائے تو پھر تو میں یہاں کا بھی نہ رہوں گا۔ اس لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ہی رک جائیں ارادہ ترک کردیا اس کے چند روز بعد ہی واصل بحق ہو گئے۔ آپ کی قبر مبارک جنت المعلیٰ میں روضہ شریفہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے متصل ہے کہتے ہیں کہ آستانہ مقدسہ (حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ) اور آپ کے سرہانے ایک ہاتھ کا بھی فاصلہ نہیں ہے۔

حضرت ایشاں قدس سرہ کے والد بزرگوار کے حالات اور حضرت ایشاں قدس سرہ کی دنیا میں تشریف آوری سے قبل کی بشارتوں کا ذکر

حضرت ایشاں (خواجہ محمد زماں) قدس سرہ کے والد بزرگوار کا نام شیخ عبداللطیف علیہ الرحمتہ تھا وہ لواری گاؤں (جو قصبہ بہاء الدین کے مضافات میں ہے) کے قدیم باشندوں میں

سے تھے ان کے آباؤ اجداد اہل علم، پرہیزگار اور متقی تھے آپ کے جد بزرگوار شیخ ابراہیم قدس سرہ صاحب کرامت و معرفت اور بابرکت بزرگ تھے شیخ عبداللطیف علیہ الرحمۃ اوائل عمر میں تحصیل علم کے لئے شہر ٹھٹھہ گئے علم حاصل کرنے کے بعد شیخ فیض اللہ قدس سرہ کی صحبت سے مشرف ہوئے ایک عرصہ تک ان کی خدمت میں رہ کر ریاضت میں مشغول رہے اور حضرت کے مقبولان بارگاہ میں سے ہوگئے کچھ عرصہ بعد شیخ فیض اللہ قدس سرہ نے شیخ عبداللطیف علیہ الرحمۃ کو دعوت حق دینے کی اجازت عطا فرمادی تھی حافظ کہتے ہیں کہ طالبان حق کو شیخ عبداللطیف علیہ الرحمۃ کی توجہ سے بہت فیض حاصل ہوتا تھا اکثر طالبوں کو سید عالم علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور محبت حاصل ہو جاتی تھی شیخ فیض اللہ قدس سرہ کے بعد شیخ عبداللطیف علیہ الرحمۃ نے حضرت شیخ ابوالقاسم قدس سرہ کی خدمت میں باریابی حاصل کرلی اور ان کے بعد حضرت خواجہ محمد ٹھٹوی قدس سرہ کی صحبت سے مشرف ہوئے اور ان کی توجہات سے فیض یاب ہوئے۔

ظاہری عبادات میں تلاوت قرآن مجید۔ درود شریف اور رات کو نوافل میں مشغول رہتے تھے فقراء سے حسن ارادت رکھتے تھے مسافروں کی خدمت کرتے تھے اور مہمان نواز تھے حافظ کہتے ہیں کہ انہوں نے شیخ عبداللطیف سے سنا تھا کہ ایک بار شیخ فیض اللہ قدس سرہ نے اپنے مرشد کی خدمت میں حاضری کے لئے سرہند شریف کے سفر کا ارادہ کیا بہت سے احباب بھی بڑے شوق سے ان کی خدمت میں حاضری کے لئے ہمراہ روانہ ہوگئے خانقاہ میں کوئی باقی نہ رہا جب شہر سے باہر نکلے تو شیخ فیض اللہ قدس سرہ نے فرمایا اے دوستو خانقاہ کو خالی چھوڑ کر آگئے ہو چونکہ سب کو جانے کا اشتیاق تھا اس لئے سب خاموش رہے آپ نے چہرہ مبارک میری طرف کرکے فرمایا "میاں عبداللطیف اگر تم واپس چلے جاؤ اور خانقاہ میں بیٹھ جاؤ تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ حضرت خواجہ قدس سرہ (مرشد گرامی) کی خدمت میں تمہاری سفارش کرونگا اور حضرت سے عرض کرونگا کہ سلوک میں تمہاری ترقی کے لئے توجہ فرمائیں" اگرچہ مجھے بھی جانے کا شوق تھا لیکن حضرت کے فرمانے کے مطابق واپس آکر خانقاہ شریف میں بیٹھ گیا اور حضرت کی واپسی کا انتظار کرتا رہا کچھ عرصہ بعد حضرت تشریف لے آئے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا قدم بوسی کی حضرت نے فرمایا

تجھے مبارک ہو میں نے تیرے لئے توجہ فرمانے کی گزارش کی تھی حضرت خواجہ قدس سرہ ازراہ شفقت تیری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا راہ سلوک میں جو حاصل کرلیا ہے وہ اطمینان بخش ہے اور اس وقت ہم نے اسی قدر اور ترقی بخش دی ہے اس طریقہ عالیہ کے باقی کمالات ولایت اس کے بیٹے کے وجود مسعود کے سپرد ہوں گے جو بعد میں اس کے صلب سے پیدا ہوگا۔

شیخ عبداللطیف علیہ الرحمتہ سے منقول ہے کہ ایک روز وہ حضرت ابوالقاسم قدس سرہ کی خدمت میں ایک بڑے درخت کے نیچے بیٹھے تھے اس درخت کے نیچے پتے وغیرہ اتنی کثرت سے گرے ہوئے تھے کہ زمین نظر نہیں آتی تھی اس درخت پر ہر قسم کے پرندے جمع ہوگئے اور چہچہانے لگے شور مچ گیا ہر ایک شخص پرندوں کے اس ہجوم پر تعجب کررہا تھا حضرت ابوالقاسم نے میری طرف دیکھا اور فرمایا "میاں عبداللطیف تمہارے فرزند کے گرد طالبان حق کا اسی طرح ہجوم رہیگا"۔

اس بشارت کی تفصیل مرشدنا محبوب الصمد خواجہ گل محمد قدس سرہ نے کتاب ورد محمدی شرح فتح الفضل میں بیان کرتے ہوئے حافظ ہدایت اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ قاضی عبدالسلام کے والد مرحوم میاں زکریا ساکن قصبہ بدین نے حضرت ابوالقاسم قدس سرہ کی زبان مبارک سے سنا تھا کہ شیخ عبداللطیف علیہ الرحمتہ کی پشت سے ایک ایسے مرد کامل ولی اللہ کا ظہور ہوگا جس سے ہدایت کا چراغ قیامت تک روشن رہے گا اسی بناء پر میاں زکریا نے اپنی اولاد کو ہمیشہ حضرت ایشاں قدس سرہ کی خدمت میں رہنے کی وصیت کی تھی قاضی عبدالسلام کی وابستگی کا سبب ان کے والد کی یہی وصیت تو تھی۔

حضرت مخدوم آدم قدس اللہ سرہ العزیز کی ایک بشارت کا ذکر پہلے ہی کیا جاچکا ہے حضرت ایشاں قدس سرہ کے ظہور کے بارے میں حضرت امام ربانی محبوب سبحانی مجدد الف ثانی قدس اللہ اسرارہم کی طرف سے رازدارانہ ایک اشارہ اور بشارت بھی ہے لیکن اس کی تفصیل اس فقیر پر واضح نہ ہوسکی۔

حضرت ایشاں قدس سرہ کی ولادت حصول علم ظاہری کے لئے ٹھٹھہ جانا اور حضرت خواجہ محمد قدس سرہ کی خدمت میں حاضری براہ سلوک میں مشغول ہونا

آپ کی ولادت ۲۱ رمضان المبارک ۱۱۲۵ھ کو ہوئی بچپن میں ہی اپنے والد بزرگوار سے قرآن پاک ختم کیا اس کے بعد تحصیل علم کے لئے شہر ٹھٹھہ تشریف لے گئے وہاں مولوی محمد صادق عفی عنہ کے مدرسے میں عربی پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ ایک مدت تک بڑی محنت سے حصول علم میں کوشاں رہے راتیں بھی مطالعہ میں صرف ہوتی تھیں۔ اپنی طبعی ذہانت اور تیز فہمی کی بدولت سب ہم سبقوں پر سبقت لے گئے۔ ابھی بحث تلویح (نصاب) کا کچھ حصہ باقی تھا کہ آپ طریقت میں دلچسپی لینے لگے۔

کہتے ہیں کہ جب آپ مدرسہ تشریف لے جاتے تھے تو آپ کا گزر ایسی جگہ سے ہوتا تھا جہاں حضرت خواجہ محمد قدس سرہ کی خانقاہ واقع تھی اور جہاں حضرت خواجہ مریدین کا حلقہ صحبت ہوتا تھا۔ جب حضرت خواجہ محمد قدس سرہ نے حضرت ایشاں (خواجہ محمد زمان) کو دیکھا تو نور فراست سے پہچان گئے۔ خود بلا کر اپنے سامنے بٹھایا آپ پر شفقت کی نظر فرمائی اس کے بعد جب بھی حضرت خواجہ حضرت ایشاں قدس سرہ کو دیکھتے تو اپنے پاس بلا لیتے اور ذکر حق کی ترغیب دلاتے چونکہ تحصیل علم کا شوق حضرت ایشاں قدس سرہ پر غالب تھا اسلئے آپ عذر پیش کر دیا کرتے تھے لیکن کچھ عرصہ بعد ہی طلب حق کا ذوق پوری قوت سے آپ کے دل میں ابھرا حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہونے کی درخواست کی حضرت خواجہ قدس سرہ نے کمال شفقت کے ساتھ آپ کے قلب پر توجہ ڈالی اسی وقت ذاتی جذبہ کی بدولت حضرت ایشاں پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی تمام مشاغل اور تعلقات سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہر وقت مراقبہ کی کوشش فرماتے رہتے حضرت ایشاں نے خود بیان فرمایا کہ مشغولیت حق کی اس کیفیت کے بعد میرا دل کتاب کے مطالعہ سے اچاٹ ہو گیا لیکن اس حال کو پوشیدہ رکھنے کے لئے کتاب ہاتھ میں لے لیتا

مدرسہ جاتا سبق پڑھتا جب اپنے گھر آجاتا تو کتاب سے صرف نظر کر کے مراقبہ میں مشغول ہوجاتا تھا اپنے حالات کو پوشیدہ رکھنے کی پوری پوری کوشش کرتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت مجھے ارشاد پر مامور فرمادیں کوئی میرے حال سے واقف نہ تھا لیکن جب میں مامور ہوگیا تو اس کے بعد خانقاہ سے مدرسہ نہیں گیا۔ جب یہ خبر میرے استاد اور ہم جماعتوں کو پہنچی تو انہیں میرے حال پر افسوس ہوا کہ کیوں اس نیک کام (تحصیل علم) کو خیر باد کہہ دیا اور حضرت خواجہ قدس سرہ نے کیوں ایک جوان صاحب کمال کو راستہ سے ہٹا دیا مجھے خود بھی کتاب کے مطالعہ سے کراہت بلکہ نفرت ہوگئی تھی کبھی نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھتا تھا۔ مراقبہ سے سر نہ اٹھاتا جو کچھ پڑھا تھا سب بھول گیا تھا ادھر حضرت خواجہ قدس سرہ کا التفات اپنے حال پر روز بروز زیادہ دیکھ رہا تھا ایک روز دل میں سوچ رہا تھا کہ حضرت خواجہ سلوک میں ترقی کے لئے تمام مریدوں سے زیادہ مجھ پر التفات فرماتے ہیں۔ اسی وقت حضرت خواجہ قدس سرہ نے میری جانب دیکھا اور فرمایا سب دوستوں (مریدوں) کی تربیت میں ہماری کوشش تو یکساں ہے لیکن اور لوگ فضول کاموں میں مشغول ہو کر اس حالت کو ضائع کردیتے ہیں (لیکن) تم نے ایک جگہ بیٹھ کر مداومت اختیار کی اس لئے تمہارا معاملہ ترقی پر ہے حضرت ایشاں نے فرمایا کہ مجھ پر حضرت خواجہ قدس سرہ کی شفقت اور مجھ سے رعایت اتنی زیادہ تھی کہ میں نے خیال کیا کہ شاید میرے بزرگ اس خاندان عالی شان کے ارادتمندوں میں سے ہیں اس بنا پر میرے ساتھ رعایت برتی جاتی ہے بہر حال مجھے خود بھی اس کا سبب معلوم نہ ہوسکا۔ یہاں تک کہ مجھے خلافت پر فائز کرنے کا امر صادر کردیا گیا۔

حضرت ایشاں قدس سرہ نے فرمایا ایک روز حضرت خواجہ قدس سرہ حضرت مخدوم علیہ الرحمتہ کے مزار فائض الانوار کی مرمت کے لئے مکلی تشریف لے گئے آپ ڈولی میں سوار تھے اور ہم مریدین کی جماعت رکاب میں چل رہی تھی راستہ میں ڈولی روک لی اور مجھ سے فرمایا آؤ اوپر (میری ڈولی) میں بیٹھ جاؤ میں نے از راہ ادب ہاتھ جوڑے آپ نے خود میرا ہاتھ پکڑ کر ڈولی میں بٹھا دیا جب مکلی پہنچے تو آپ تشریف فرما ہوگئے اور مریدوں سے کہا مٹی اٹھا اٹھا کر لاؤ اور مجھ سے فرمایا تم میرے سامنے بیٹھ جاؤ میں ادب سے دست بستہ دور بیٹھ گیا ساتھی جب مٹی اٹھا کر

لاتے تو ہر بار مجھے آواز دیتے حضرت خواجہ نے فرمایا تم اس کو کیوں بلاتے ہو حضرت مخدوم قدس سرہ کی مرضی یہ ہے کہ وہ بیٹھا رہے اس کے لئے اس طرح کے کاموں کو نہیں کہا گیا بلکہ اس کے لئے اور ہی کام تفویض کیا گیا ہے۔

حضرت ایشاں قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک روز شدت قبض[(۱)] کے سبب مجھ پر بڑا خوف طاری ہو گیا میں سر بگریباں ہو کر اپنی حالت پر افسوس کر رہا تھا کہ اتفاقاً حضرت خواجہ میرے پیچھے نمودار ہوئے اپنا ہاتھ میرے کاندھے پر رکھ کر فرمایا مبارک ہو (راہ سلوک میں) تمہاری تکمیل ہو گئی ہے۔ حضرت ایشاں قدس سرہ نے حضرت خواجہ قدس سرہ کی کامل توجہ اور حضوری دوام سے جو انہیں میسر ہو چکی تھی بہت مختصر مدت میں مرتبہ کمال حاصل کر لیا تھا اور مقامات ولایت میں اپنے سب ساتھیوں سے بلند درجہ پر فائض ہو گئے تھے مزید چھ ماہ کے مجاہدہ کے بعد حضرت ایشاں قدس سرہ کو ارشاد کی اجازت عطا فرما دی گئی تھی یہ حضرت ایشاں قدس سرہ کے عنفوان شباب کا زمانہ تھا۔

حضرت خواجہ محمد قدس سرہ کا حضرت ایشاں قدس سرہ کو خلافت عطا فرمانا اور اپنی مسند پر بٹھانا

ایک روز حضرت ایشاں قدس سرہ نے از راہ شفقت مجھے مخاطب فرمایا اور اپنی مسند نشینی کا واقعہ یوں بیان فرمایا کہ "حضرت خواجہ قدس سرہ نے نہ صرف زبانی طور پر ارشاد کی اجازت دی بلکہ یوں ہوا کہ ایک روز ہم مریدین کی ایک جماعت حضرت خواجہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھی حضرت نے ان میں سے فقیر کو بلایا اور اپنے سامنے مسند پر بٹھا دیا اپنے سر مبارک پر سے دستار اتار کر اس درویش کے سر پر رکھ دی۔ حاضرین مجلس کو حکم دیا کہ "اس کی قدم بوسی کریں اور اس سے بیعت کر لیں میرے بعد تمہارا مرشد یہی ہے جو شخص ہمارے سامنے جس طرح پیش آتا ہے اسی طرح ان کے سامنے پیش آئے جو ان سے منحرف ہوا وہ ہم میں سے نہیں" پس تمام حضرات اٹھے اور میرے قدموں میں گر گئے اور مجھ سے بیعت ہو گئے اہل خاندان اور تمام مخلصین کو یہ بات بہت ناگوار لگی ہر شخص نے اپنے طور پر حضرت کی

---

(۱) قبض و بسط روحانیت میں دو کیفیتیں ہوتی ہیں۔

خدمت میں پیغام بھجوائے کہ یہ معاملہ تو خاندان میں سے ہی کسی کے سپرد کرنا چاہئے تا کہ خانقاہ آباد رہے اور اس درویش دہقانی کو اپنا قائم مقام بنا دینا مناسب نہیں حضرت خواجہ نے جواب میں فرمایا "یہ امر خداوندی ہے حق تعالیٰ کی مرضی اسی میں ہے اس میں ہمارا اختیار نہیں ہے" حضرت خواجہ قدس سرہ نے مجھ سے فرمایا کہ "تو مختار ہے جہاں تیرا جی چاہے وہاں رہ میں تجھ پر پابندی نہیں لگاؤنگا کہ تو خواہ مخواہ خانقاہ ہی میں رہے" حضرت خواجہ قدس سرہ مریدوں کی تربیت میرے سپرد فرما کر گویا آزاد اور فارغ البال رہنے لگے خانقاہ میں بھی کم تشریف لاتے تھے۔

ان ہی دنوں کی بات ہے کہ شیخ عبدالرشید نامی ایک بزرگ جو کہ حضرات سرہند کے خلفاء میں سے تھے حرمین شریفین کی زیارت کے لئے جاتے ہوئے ٹھٹھہ پہنچے حضرت خواجہ قدس سرہ نے مہمانداری کے طور پر ان کو عمدہ کھانے بریانی مرغ مرغن وغیرہ میرے ہاتھ بھجوائے جب میں وہاں پہنچا اور ان کو حضرت خواجہ قدس سرہ کا سلام پہنچایا اور کھانے ان کی خدمت میں پیش کئے تو میں نے دیکھا انہوں نے سر بگریباں کر کے میرے قلب کی طرف توجہ فرمائی میں نے اپنے دل میں کہا کہ بغیر حضرت خواجہ قدس سرہ کے ان سے توجہ کیسے لوں؟ میں نے ان بزرگ سے عرض کیا یا حضرت میں تو آپ سے دعا کا خواستگار ہوں مسکراتے ہوئے انہوں نے گریباں سے سر اٹھایا اور فرمایا "ہاں تو تو خود ہی شیخ ہے" جب وہ حضرت شہر پہنچے تو حضرت خواجہ محمد قدس سرہ نے انہیں اپنے گھر پر مہمان ٹھہرایا اور ان کی بڑی تواضع اور دلجوئی فرمائی۔ اس موقعہ پر اہل خاندان اور تمام مخلصین نے ان بزرگ کو (حضرت خواجہ قدس سرہ سے اپنے خاندان والوں میں سے کسی کو خلافت دینے کے مسئلہ میں) اپنا سفارشی بنایا ان بزرگ نے حضرت خواجہ سے اس بارے میں سفارش کی تو حضرت خواجہ نے ان بزرگ سے فرمایا آپ اس معاملہ میں استخارہ کریں میں بھی استخارہ کرتا ہوں حضرت ایشاں قدس سرہ فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد قدس سرہ تو خود صاحب الہام حقیقی ہیں انہیں استخارہ کی ضرورت نہ تھی لیکن انہوں نے در پردہ اس طرح ان مہمان بزرگ کو ایک طرح (سفارش کا) جواب دیدیا جب ان بزرگ (عبدالرشید علیہ رحمتہ) نے خود استخارہ فرمایا تو حضرت خواجہ قدس سرہ سے کہا آپ کو جو الہام ہوا وہ برحق تھا۔

جس وقت حضرت خواجہ قدس سرہ اور یہ بزرگ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے شہر

ٹھٹھہ سے نکل کر لاہری بندرگاہ پر پہنچے تو فقیر کو لکھ بھیجا کہ بعض امور پر آپ سے روبرو گفتگو کرنی ہے لہٰذا ہمارے پاس جلد پہنچیں میں فوراً روانہ ہوا اور بہت جلد حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا جو راز کی باتیں بتانی تھیں بتا دیں اور از راہ شفقت مجھے ان بزرگ کی خدمت میں لے گئے اور میرے لئے دعا و استقامت کی درخواست کی اور سفارش کی کہ اس جوان کو کسی لقب سے ملقب فرمائیں موصوف نے فرمایا اس جوان کا لقب خلیل الرحمٰن ہے جب (ان سے ملاقات کے بعد) حضرت خواجہ قدس سرہ باہر تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا اسم محمد زماں سب سے اعلیٰ ہے اس کے بعد مجھے رخصت فرمایا اور حرمین شریفین کے لئے روانہ ہو گئے۔

حضرت ایشاں قدس سرہ نے فرمایا کہ جس وقت حضرت خواجہ قدس سرہ نے میرے سر پر دستار مبارک رکھی اور اپنی خلافت عطا فرمائی اس وقت میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ سے دعا کرنے کے لئے کہا اور فرمایا اپنے گناہوں کے صدقے میرے لئے دعائے خیر فرمائیں نیز حضرت ایشاں قدس سرہ سے منقول ہے کہ جب مجھے اجازت (خلافت) عطا فرمائی اس وقت میں نے عرض کیا یہ بہت بڑا اور نہایت اعلیٰ کام ہے میں اپنے اندر اس قدر قوت نہیں پاتا کہ اس بار کو اٹھا سکوں یہ بھی نہیں معلوم کہ میری توجہ دوسروں پر کس قدر موثر ہو گی حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا یہ امر الٰہی ہے میرے یا تیرے اختیار کی بات نہیں ہے اور یہ جو کہتے ہو کہ میری توجہ دوسروں پر اثر کرے گی یا نہیں؟ تو جان لو تمھارا دل اس مقام پر پہنچ چکا ہے کہ اگر پتھر پر توجہ کرو تو وہ پانی ہو جائے ہمت سے کام لیں کوئی کوتاہی نہ کریں اور میں ہر حال میں (ہر موقعہ پر) تمہارے ساتھ ہوں۔

منقول ہے کہ جس وقت حضرت خواجہ قدس سرہ نے حضرت ایشاں قدس سرہ کو مسند خلافت پر بٹھایا تو فرمایا" یہ جوان قطب مدار اور قطب ارشاد ہیں اس زمانے کے اولیاء میں ان جیسا کوئی نہیں ہے" کہتے ہیں کہ مخدوم محمد ہاشم اور اس زمانے کے متعصب مولویوں نے اس پر بڑے اعتراض کئے کہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے ایک نوجوان کو جس نے اتنی زیادہ ریاضت اور عبادت نہ کی ہو قطب مدار اور قطب ارشاد کہہ دیا ہے آپ نے فرمایا یہ معاملہ اللہ کے فضل سے تعلق رکھتا ہے اس میں کسب (ریاضت) کا کوئی دخل نہیں۔

اگر پادشہ بردر پیرزن بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

اگر بادشاہ بڑھیا کے دروازہ پر (جھونپڑی میں) آ جائے تو اے خواجہ تو حیرت نہ کر

کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا کہ میرے اجداد کی امانت جب تک میرے پاس رہی میں اس کا امین تھا اب ایسی جگہ رکھ دی کہ ہمیشہ قائم رہے گی۔

حضرت ایشاں قدس سرہ نے بتایا کہ حضرت خواجہ قدس سرہ حرمین شریفین سے دو سال بعد وطن لوٹ آئے ظہر کے وقت مسجد میں تشریف لائے تمام مخلصین ملاقات کے لئے حاضر ہو گئے ہر شخص کا خیال تھا کہ نماز کے بعد حضرت اپنے اصحاب کے حلقہ میں تشریف فرما ہوں گے لیکن نماز سے فارغ ہو کر حضرت گھر کی طرف تشریف لے گئے آپ کی نعلین مبارک میرے ہاتھ میں تھیں پائے مبارک میں پہناتے ہوئے میں نے عرض کیا "حضرت حلقہ احباب میں تشریف فرمائیے" آپ نے میری جانب دیکھا اور جواب دیا ہم نے اس کام کے لئے تمہیں اس جگہ مقرر کر دیا ہے اگر تم اس طرح سمجھ رہے ہو تو ہم یہاں نہیں رہیں گے میں پاس ادب سے خاموش رہا۔

اسی دوران بعض اہل خاندان نے مجھ سے کہا کہ ہمارے لئے حضرت کی خدمت میں سفارش کر دیں کہ حضرت خود ہمیں توجہ دیں جب میں نے عرض کیا تو فرمایا کہ تم ان کو توجہ دو میں نے عرض کیا کہ وہ آپ سے توجہ کے خواہشمند ہیں فرمایا "میری خواہش ہے کہ تم ان کو توجہ دو" حضرت ایشاں فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس سرہ نے لوگوں سے فرمایا کہ رشتہ داروں کے لئے واپس آیا ہوں اور مجھ سے فرمایا کہ محض تمہاری تعلیم و تربیت کے لئے آیا ہوں اگر رشتہ داروں کو وہاں طلب کرتا تو پہنچ جاتے ایک روز حرم کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا اچانک تمہاری طرف متوجہ ہوا دیکھا کہ طریقت میں تمہیں کوئی سخت مشکل درپیش ہے مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں اس میں عاجز نہ ہو جائیں وہاں تمہاری جانب پھر توجہ کی یہاں تک کہ حق تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا" دوبارہ وہاں جاؤ روبرو تعلیم دے کر آؤ"، تو ہمیں محض تمہاری تربیت کے لئے بھیجا گیا ہے جتنے دن حضرت خواجہ ٹھٹھہ میں رہے برابر حضرت ایشاں پر توجہ فرماتے رہے اور خصوصی التفات مبذول فرماتے رہے تاکہ تسلی و تشفی حاصل کر لیں حضرت ایشاں قدس سرہ کے اطمینان خاطر کے بعد ان کو بشارتیں دیں اور تمام احوال

ظاہری و باطنی کی جوان پر وارد ہوں گے حرف بحرف نشان دہی کر دی اور فرمایا کہ تمام علوم کی جڑیں (اصول) تمہارے دل میں لگادی ہیں ان کی شاخیں (فروع)) چند روز بعد آپ پر خود بخود ظاہر ہو جائیں گی۔ اگر میں یہاں رہتا تو معاملات میں سہولت میسر آجاتی اب بھی کچھ عرصہ بعد تم پر ظاہر ہو جائیگا سخت مشکلات اور بڑی بڑی بلائیں تم پر آئیں گی مگر تم ہمت نہ ہارنا اور میری طرف متوجہ رہنا میں ہر حال میں تمہارے ساتھ ہوں تمہیں کسی معاملہ میں مایوس نہ ہونے دونگا اگر میں یہاں ہوتا تو تمہاری مشکلیں اپنے سر لے لیتا اور تمہیں کوئی دشواری پیش نہ آتی لیکن ہمیں اس طرف بلا لیا گیا ہے اور فرمایا کہ اب تمہارا قلب اس مقام پر پہنچ گیا ہے جہاں الہام اور کشف میں خطا کی گنجائش نہیں رہتی تم پر جو الہام ہوتا ہے وہ امر حق ہے مثل وحی اور جو کشف ہوتا ہے وہ بمنزلۃ معائنہ یا مشاہدہ کے ہے پھر آپ نے توجہ ڈالنے کے بعد فرمایا "مبارک ہو اس وقت تم پر وہ حالت شریف وارد ہوگئی ہے جو اس سے قبل بہت عرصہ ہوا اولیاء اللہ میں سے دو ہستیوں پر وارد ہوئی تھی ان میں سے ایک حضرت جنید قدس سرہ تھے جو اس حالت کے فیض سے سید الطائفہ مشہور ہو گئے تھے دوسرے حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ جو اس حالت شریفہ کی برکت سے سلطان العارفین کے لقب سے مشہور ہوئے تیسرے تم ہو جو اس حالت شریفہ کے نزول سے مشرف ہوئے ہو وہ دونوں بزرگ اس حالت کو کمال تک پہنچانے سے پہلے رخصت ہو گئے امید ہے تم اس حالت کو کمال کے درجہ پر پہنچاؤ گے" اور یہ بھی فرمایا کہ فقر ایک مسافر کی مانند ہے جو ایک جگہ ٹھہرتا نہیں پہلی بار اس کا نزول حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہوا اس کے بعد حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ اس دولت سے مشرف ہوئے اس کے بعد بخارا اور سرہند شریف میں اس نے ظہرانہ کیا اور اب یہ حالت عزیز تم تک پہنچی ہے اور امید ہے کہ یہ رات بھر تمہارے پاس رہیگی الحمدللہ بہت زیادہ تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

حضرت ایشاں قدس سرہ سے یہ بھی فرمایا کہ ملک کے تمام مشائخ کی مسندیں تمہارے زیر قدم کر دی گئی ہیں اور تمام خاندانوں کی سرداری تم کو بخش دی گئی ہے تم تمام مشائخ کے سرتاج ہو کچھ دنوں کے بعد طالبان حق کا جم غفیر تمہارے گرد جمع ہو جائیگا پس جو تمہارے پاس آئے اس کو

اسم حق (ذات) کی تعلیم دینا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے پاس اسی کو بھیجے گا جو ازل سے نیک بخت اور نجات پانے والوں میں سے ہوگا وہ کسی بدبخت کو تمہارے پاس نہیں بھیجے گا۔

تم کو چاہئے کہ دل کو آباد رکھو اور اس کی تعمیر میں کوشاں رہو اور حق تعالیٰ کی طرف رجوع رکھو اپنی تمام حاجتوں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردو ہر معاملہ میں اپنی تدبیر ترک کردو اپنی روزی کے معاملہ کو بھی بے اسبابی پر موقوف کردو میں نے حق تعالیٰ سے تمہارے لئے رزق مانگ لیا ہے جو خواہش کروگے وہ بغیر حیلہ وسبب کے تم کو ملتا رہے گا تم پر اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت اور اس کا فضل ہے تمہارے بعد تمہاری (خانقاہ) جگہ آباد رہے گی تمہارے فرزند ارجمند حضرت گل محمد صاحب خانقاہ تمہاری مسند پر رونق افروز ہونگے اور تمہارا مکان فیض فقر سے ہمیشہ معمور رہے گا اگر تمہیں ظاہری یا باطنی کام میں کوئی مشکل درپیش آجائے تو مجھ سے ہمت طلب کرنا میں ہر حال میں تمہارا معاون ہوں یہ چند وصیتیں فرمائیں اور حرمین شریفین کے لئے روانہ ہوگئے اپنے اہل خاندان کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے اور ہاں قیام پذیر ہوگئے اور وہاں سے حضرت ایشاں قدس سرہ کی خلافت کے بارے میں اپنے دستخط مبارک سے مکتوب تحریر فرمایا جس کا مضمون یہ تھا۔

یقول شیخ محمد لما کان الاخ فی اللہ محمد
زمان سلک فی سلک الارادۃ وصحب المسکین
صحبته کثیرۃ اخبرته تعلیم الطریقه وشرط الاجارۃ
الاستقامته علی الشریعته والطریقه

شیخ محمد کہتا ہے کہ (میرے) دینی بھائی محمد زماں سلسلہ طریقت میں منسلک ہوئے اور اس مسکین کی صحبت میں بکثرت رہے میں نے طریقت کی تعلیم دی اور شریعت وطریقت پر استقامت کی شرط پر اجازت دی۔

حضرت خواجہ قدس سرہ نے (مکہ مکرمہ سے) حضرت ایشاں کو اکثر خطوط لکھے لیکن حضرت ایشاں قدس سرہ کے مکان میں آگ لگ جانے کی وجہ سے اکثر جل گئے جو بچے ان کے مضامین درج ذیل ہیں۔

مکتوب اول[1]

بسم اللہ الرحمن الرحیم:۔فضیلت پناہ کمالات دستگاہ اخوی محمد زماں سلمہ ربہ

کوچہ وحدت کا یہ فدائی سلام کہتا ہے سلوک کے بارے میں کسی کو کچھ بتانے کی فقیر میں واقعتاً قابلیت نہیں ہے میں نے تو صرف انعامات الٰہیہ کا امیدوار ہو کر تم کو اپنا نائب بنایا تھا اکثر اوقات دل میں تمہاری ترقیوں کا طالب رہا مگر جب کوئی نسبت کی حفاظت اور استقامت چھوڑ دے تو فقیر کیا کرے ابھی کچھ نہیں بگڑا حجرہ کی تعظیم نہ چھوڑیں دروازہ کے روبرو بیٹھیں اگر قبض میں شدت ہو تو کبھی کبھی خلوت کے وقت حجرہ میں اندر بیٹھ کر مراقبہ کریں اور کیفیت اور حالات لکھ دیا کریں والسلام مکرر آں کہ اوقات کی (تعمیر) ترتیب میں بڑی کوشش کریں اور رمضان المبارک تک گاؤں جانا ملتوی کر دیں۔

مکتوب دوم

اخوی صاحب کمال میاں محمد زماں! خدا کی یاد میں مستغرق رہو فقرا کو اپنے احوال کی جانب متوجہ سمجھو والسلام

مکتوب سوئم

برخوردار کامگار فضیلت و کمالات دستگاہ میاں غلام حسین اور فضیلت مآب میاں محمد زماں (جمعیت) سکون اور عافیت سے رہیں فدائے کوچہ وحدت کی جانب سے سلام عافیت انجام قبول ہو سلام کے بعد چند کلمے نصیحت کے لکھے جاتے ہیں توجہ سے سنیں۔

ا۔ خانقاہ کی تعظیم کو اہم فرائض میں شمار کریں ایسا نہ ہو کہ کوئی کام خلاف طریقہ واقع ہو جائے فقیر نے ایک روز خانقاہ میں مولود سنا تھا اس کا اثر آج تک زائل نہیں ہوا۔

ا۔ مختلف نسخوں میں خطوط کی ترتیب جدا جدا ہے ایک نسخہ کی ترتیب کو اختیار کیا گیا ہے۔

۲۔جوتیاں دروازہ کے باہر اتاری جائیں۔

۳۔گھاس اگی ہو تو ہر شخص گھاس کی بھی تعظیم کرے۔(جوتیاں) اس سے (باہر) پرے اتار دے۔

۴۔خانقاہ کی تعظیم یہ ہے کہ اگر گھاس نہ ہو تب بھی اس جگہ کا لحاظ کرے۔

۵۔سبق گھر میں پڑھیں خانقاہ میں نہیں۔ذکر وفکر کے سوا وہاں اور کوئی کام نہ ہو۔

مکتوب چہارم

برادر طریق و رفیق راہ انیق اخوی صاحب کمال میاں محمد زماں وفقہ اللہ بمرضاتہ

اس فقیر سراپا تقصیر کی جانب سے سلام قبول فرمائیں اپنے دعاگوؤں میں شامل فرمائیں۔

مدت بیتی زمانہ گزر گیا اس نیک شعار دوست کی طرف سے کوئی خبر نہ ملی ظاہر ہے بے اعتنائی برتی کنارہ کرلیا۔

ہر کہ عاشق شد اگرچہ نازنین عالم است　　　نازکی کے راست آید باری باید کشید

جو بھی عاشق ہو جائے چاہے وہ کتنا ہی نازک ہو اسکو پھر نازکی راس نہیں آتی بلکہ بوجھ اٹھانے ہی پڑ جاتے ہیں۔

یہ درویش آپ کے بارے میں خیال کر رہا تھا کہ بعض معاملات جو ازراہ بندہ نوازی اس گناہگار بدکرار سے متعلق کر دیئے گئے تھے آپ پر واضح کرتا۔آپ کا کنارہ کشی کرنا بہت نازیبا تھا ایسا کر کے تم نے کچھ اچھا نہیں کیا خیر ہر شخص اپنی مصلحت کو بہتر جانتا ہے تھوڑا سا دل کا غم تمہارے سامنے کہہ دیا ڈرتا ہوں تمہارے دل کو رنج نہ ہو ورنہ کہنے کو تو بہت کچھ تھا۔

مکتوب پنجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ و السلام علی
عبادہ الذین اصطفی فضیلت پناہ کمالات دستگاہ برادر
دینی میاں محمد زماں سلمہ ربہ

اس خاکسار روسیاہ کی طرف سے سلام کے بعد عرض ہے کہ تمہاری طرف سے دو بار خط ملے جواب لکھنے میں اس فقیر سے قصور ہوا (امید ہے معاف فرمائیں گے) اور یہ کہ وہ بھائی جو اس آواز پہ توجہ دے رہے ہیں جو بدن سے آتی ہے تو یہ بڑی معیوب بات ہے اپنے کام میں مشغول رہیں اور جو ظاہر ہو خواہ بشارتیں یا احوال وہ لکھیں یا کریں (یہ خط) لکھنے کے دوران آپ کی طرف توجہ کی تو معاملات میں بہتری نظر آئی اطمینان رکھیں حضرت مخدوم اور حضرت پیر دستگیر کی زیارت کی بہت بہت تاکید ہے میرا اسلام بھی پہنچادیں۔۔ مکتوبات ختم ہوئے۔

حضرت ایشاں قدس سرہ کو حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے جو بشارتیں ملتی تھیں ان کی کیفیت اور احباب کے احوال برابر حضرت خواجہ قدس سرہ کی خدمت میں لکھ کر بھیجتے رہتے تھے جب بھی حضرت ایشاں قدس سرہ کا خط پہنچتا حضرت خواجہ قدس سرہ اسے چومتے اور سر اور آنکھوں پر لگاتے اور بہت خوش ہوتے تھے منقول ہے کہ جس وقت حضرت خواجہ قدس سرہ حرمین شریفین کے لئے روانہ ہو رہے تھے تو آپ نے مخلصین سے فرمایا تھا کہ میاں محمد زماں کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے دل و جان سے کوشش کرنا جب تک یہ شہر میں ہیں شہر ٹھٹھہ آباد رہے گا اور اس پر کوئی آفت نہیں آئے گی خبردار! ان کی دلجوئی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھنا اگر ان کو رنج پہنچایا تو سمجھ لو کہ شہر کا امن چین بحال نہ رہ سکے گا اور آفتیں نازل ہوں گی۔

اس وقت سے جب تک حضرت ایشاں قدس سرہ اس شہر میں رہے خیریت رہی اس کے بعد بعض حاسدوں کی مخاصمت کی وجہ سے حضرت نے شہر چھوڑ دیا اور اپنے آبائی گاؤں تشریف لے گئے تھوڑے ہی دنوں کے بعد نادر شاہ کا حملہ ہوا حکام نے اہل شہر پر طرح طرح سے مظالم

ڈھائے ان کو ذلیل و خوار کیا جان و مال ضائع ہونے سے لوگوں کو نقصان ہوا اور رفتہ رفتہ یہ نقصانات تباہی پر ختم ہوئے۔

حضرت خواجہ محمد قدس سرہ کے بعد حضرت ایشاں قدس سرہ نے ٹھٹھہ میں چند ہی سال گزارے آپ مریدین کی تربیت فرماتے رہے اور طالبین کی تعلیم میں مشغول رہے آپ کی صحبت مبارکہ میں مخلصین کو بڑا عجیب فیض نصیب ہوتا تھا اور ان کی کیفیت عجیب ہو جاتی تھی بہت لوگ حضرت کے ارادتمندوں میں شامل ہو گئے تھے مخدوم ضیاء الدین علیہ الرحمۃ جو شہر کے بڑے دانشمند اور ممتاز شخصیتوں میں سے تھے حضرت سے حسن عقیدت رکھتے تھے اور بڑی نیازمندی سے پیش آتے تھے جب کہ بعض بڑے بڑے حضرات ہمیشہ آپ کے فضائل و کمالات پر شک کرتے بلکہ انکار کرتے تھے (ان میں مخدوم ہاشم پیش پیش تھے) حافظ (ہدایت اللہ) کہتے ہیں کہ حضرت ایشاں قدس سرہ کے شہر ٹھٹھہ چھوڑنے کا سبب ہی مخدوم ہاشم کی مخاصمت تھی۔

ایک روز حضرت ایشاں قدس سرہ نے فرمایا کہ ''مخدوم ہاشم ہمیشہ خانقاہ کے مجاوروں اور ہمارے مخلصین کو اذیت پہنچاتا ہے اور ہمارے طالبوں کو ہماری صحبت سے روکتا ہے وہ اپنی جانب بلاتا ہے لیکن کوئی اس کی طرف رجوع نہیں ہوتا حضرت ایشاں قدس سرہ نے مخدوم موصوف کی مخالفت حسد اور دشمنی کے بہت سے واقعات سنائے اور مسکراتے رہے ایک بار فرمایا کہ مخدوم موصوف لوگوں سے کہا کرتے ہیں کہ میں طریقت میں مشغولیت کے ۲۴ طریقہ جانتا ہوں اور فلاں شخص (مراد حضرت ایشاں قدس سرہ) ایک ہی طریقہ جانتا ہے پھر بھی لوگ اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں ہماری طرف نہیں آتے پھر فرمایا کہ مخدوم اتنے سلسلوں کے باوجود لوگوں کے محتاج ہیں جو ایک شغل میں صاحب کمال ہے وہ کسی کا بھی محتاج نہیں۔ مشیخت کا معاملہ حق تعالیٰ کی عنایت پر منحصر ہے سارا جہان اسی کا محتاج ہے اور سب اسی تعالیٰ جل مجدہ کے در سے فیض پاتے ہیں وہ خود کیسے کسی کا محتاج ہو سکتا ہے۔

حضرت ایشاں قدس سرہ کا شہر ٹھٹھہ چھوڑنا اور دار الاولیاء شہر لواری میں تشریف فرما ہونا

جب حضرت نے ٹھٹھہ چھوڑ دیا اور اپنے شہر لواری میں سکونت اختیار فرمائی تو آپ کے والد بزرگوار نے تلقین و ارشاد فرمانا ترک کر دیا اگر کوئی طالب توجہ کا خواہش مند ہوتا تو اس کو حضرت ایشاں قدس سرہ کے حوالے کر دیتے کہتے ہیں کہ آپ کے والد بزرگوار نے خود بھی حضرت ایشاں قدس سرہ سے توجہ حاصل کی تھی۔

حضرت ایشاں قدس سرہ جو پہلے ہی حق سبحانہ تعالیٰ کی یاد میں انتہائی مشغول رہتے تھے یہاں آ کر ماسوی اللہ سب سے کنارہ کشی اختیار کر لی لوگوں سے بلکہ اہل و عیال سے بھی گوشہ نشینی اختیار کر لی ملنا جلنا کم کر دیا ہمیشہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ اور مراقب رہتے تھے فرائض اور موکدات کی ادائیگی کے سوا دین دنیا کے کوئی اور کام نہیں کرتے تھے اس زمانہ میں آپ پر شدید قسم کی استغراقی کیفیت غالب رہتی تھی ساری ساری رات مراقب بیٹھے رہتے تھے اکثر اوقات عشاء کے وضو سے تہجد کی نماز ادا فرماتے تھے اسی انداز سے سالوں گزر گئے صبح سے شام ہو جاتی اور شام سے صبح مراقبہ میں بسر ہوتی رہتی ہمیشہ اکیلے خاموش مسافروں کی طرح مسجد میں بیٹھے رہتے شام کے وقت گھر آتے اگر کھانے پینے کے لئے کچھ موجود ہوا تو تناول فرماتے ورنہ پھر واپس جا کر مراقبہ میں بیٹھ جاتے مشیخت کو آپ اپنے اوپر ایک قسم کی قید تصور کرتے تھے اپنے گرد لوگوں کے جمع ہونے اور اپنی شہرت سے آپ کو بڑی ناگواری ہوتی تھی فرمایا کرتے تھے کیا کروں یہ کام میرے ذمہ ڈال دیا گیا ہے ورنہ میں غیر کی جانب ہرگز توجہ نہ کرتا۔ ان دنوں اگر طالبان حق میں سے کوئی آپ کے پاس آ جاتا تو اسے بھی شغل سے لگا دیتے تھے چنانچہ چند درویشوں کے سوا اس دوران کوئی آپ کے پاس نہ رہتا تھا ایک مدت کے بعد آپ اپنی اس حالت سے باہر نکلے اور طالبان حق کی طرف توجہ مبذول فرمائی پھر تو آپ کے وجود مسعود کی برکت سے لوگوں میں طلب حق کا ظہور ہونے لگا ہر شہر اور ہر محفل میں آپ کے محاسن کا ذکر ہونے لگا دور و نزدیک ہر طرف سے مخلوق خدا عقیدت مندی سے امڈ آئی متفرق جماعتیں (مل کر) آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگیں گویا آینۂ

کریمہ کا عملی مشاہدہ تھا۔

ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا

(پارہ ۳۰ سورہ النصر ۱۱۰۔آیت ٤)

اورآپ نے لوگوں کودین میں فوج درفوج داخل ہوتے ہوئے دیکھا

کے مصداق ظہور ہورہا تھا تھوڑے ہی دنوں میں آپ کے گردلوگوں کا ہجوم اتنا ہوگیا کہ چار پانچ سوافراد ہروقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے بعض اوقات یہ بھی دیکھا گیا کہ تین چار ہزار آدمی تک جمع ہوجاتے تھے سب کو آپ کے طعام خانہ (دسترخوان) سے کھانا کھلایا جاتا تھا۔(ان میں) بعض لوگ مہینوں بلکہ سالوں پڑے رہتے تھے سب ہی آپ کے فیض سے مستفید ہوتے تھے

آپ کی عظمت کی شان یہ تھی کہ اکثر لوگوں کو آپ کے دیدار سے ہی ذکر حق حاصل ہوجاتا تھا گویا آپ اس حدیث شریف کا مصداق تھے کہ

هم الذین اذار اوهم ذکر اللہ

یہ وہ لوگ ہیں جن کو دیکھنے سے خدایاد آتا ہے

اگر کوئی شخص آپ سے غائبانہ عقیدت رکھتا اور آپ کی صورت مبارکہ کا تصور کرلیتا تو اس کو بھی قوی نسبت حاصل ہوجاتی تھی حضرت کی صحبت میں سچے سالکوں کو حق تعالیٰ کے حضور مکمل قبولیت میسر ہوجاتی تھی اور حدیث طیبہ کے مطابق

المرء مع من احب

انسان اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

تمام اثرات اور خیالات سے گزر کر صرف ذات احدیت (اللہ تعالیٰ کی یکتائی) کے تصور میں گم ہوجاتا تھا۔

حق طلباں رابہ نظر ہائے خاص   داوز اندیشہ باطل خلاص

طالبان حق کو خاص نظر عنایت ڈال کر انہیں باطل خیالات اور وسوسوں سے نجات دلا دی۔

حالت فنا و نیستی جو ارباب سلوک کو بڑی مشقت کے بعد ہاتھ آتی تھی آپ کے مریدین پر اسی وقت وارد ہو جاتی تھی آپ کی توجہ سالک کو مدارج قرب الٰہی کی طرف کھینچتی تھی آپ کے التفات کی برکت سے بہت سے ناقص مرتبہ کمال کو پہنچ گئے اور وہ مقصود حاصل کر لئے کہ اگر ساری زندگی بھی ریاضتیں اور مجاہدے کرتے تو وہ میسر نہ آتے اسی طرح عین دریا میں رہ کر بھی سیری حاصل نہ ہوتی ان کے ہونٹ بھی تر نہ ہوتے اور لبوں پہ یہ ترانہ جاری رہتا۔

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو   شی للہ از جمال روئے تو

ہم غریب مفلس تمہارے کوچہ میں سوالی ہیں کہ اللہ کے واسطے اپنے جمال کا کچھ صدقہ ہمیں دو۔

حضرت ایشاں کی توجہ سے اکثر احباب مشاہدہ ذات حق کے جذبہ میں محو ہو گئے مظاہرے سے مستغنی ہو کر ذات احدیت کے تصور میں کھو گئے گویا جزو سے کل کی طرف یا مظہر سے عین کی طرف مرتبہ طے کر گئے یا صفات سے ذات کی طرف متوجہ ہو گئے غرض کہ انہوں نے اپنے مقصود و مطلوب کو پا لیا۔

مرحوم خواجہ حاجی ابو طالب سے (جو چار خاص اصحاب میں سے تھے) سنا ہے کہ حضرت نے مجھے عروج کی توجہ دی تو میری روح نے میرے جسم خاکی کے ساتھ عرش کی جانب پرواز شروع کر دی مجھے خوف ہوا کہ کہیں نیچے نہ گر جاؤں اسی وقت جسم زمین پر آ گیا اور روح نے بلندی کی طرف عروج کیا یہاں تک کہ آسمانوں سے اوپر چلا گیا مجھ پر کشف کا ظہور ہوا سارا جہان میری آنکھوں کے سامنے آ گیا چند ماہ بعد جب خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا "اگر تم چاہو تو میں تم پر ایسی توجہ ڈال دوں کہ دنیا میں جس قدر نمک خرچ ہوتا ہے وہ تم پر ظاہر ہو جائے گا مگر اس سے تم کو کیا فائدہ حاصل ہوگا"؟ میں نے کہا کچھ نہیں آپ نے فرمایا "اپنی توجہ حق کی جانب کرو" پھر کچھ دن بعد میں نے دیکھا کہ جنت میں پہنچ گیا ہوں اور جنت کی تمام نعمتیں حوریں و محلات سب میرے سامنے موجود ہیں مجھے گمان ہوا کہ شاید میں نے سلوک کی تمام منازل طے کر لی ہیں جب میں پھر حاضر خدمت ہوا تو مجھے خلوت میں طلب فرمایا اور ارشاد ہوا "اگر سالک کو بہشت حاصل ہو گئی تو کیا کمال ہوا یہ تو گویا آسانی سے ایک لقمہ ہاتھ آ گیا خدا تو اس جگہ نہیں (بیٹا)

ہے خدا کے طالب ہو تو فنا کی طرف رخ کرو" پھر اسی وقت مجھ پر فنا کی توجہ کی۔

حافظ علیہ الرحمتہ سے منقول ہے کہ حضرت ایشاں قدس سرہ اپنے مریدین کی ابتدائی تربیت سلوک کے مشاغل کے ذریعے کرتے تھے بالآخر صحبت کے اثر سے مریدین کو وہ حالت نصیب ہو جاتی تھی جو صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو حضور خیر الانام علیہ والہٰ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت مقدسہ سے نصیب ہو جاتی تھی اس لئے حضرت بار بار فرماتے تھے" ہمارا فقر وہی اصلی فقر ہے ہماری صحبت کا فیض اسی اصلی فیض کا اثر رکھتا ہے رہا ان اشغال کا معاملہ (جن کی سلوک میں تعلیم دی جاتی ہے) یہ تو مشائخ کا اپنا ایجاد کردہ ہے جو طالبوں کی کم استعداد اور فہم کے مطابق ترتیب دیئے ہیں ورنہ بات اصل یہی ہے کہ پیغمبر علیہ وعلی الہ الصلوٰت والسلام کے زمانہ میں صحبت ہی سب کچھ تھی۔

حقیقت آگاہ سید دین محمد قدیم فرماتے تھے کہ جب پہلی مرتبہ میں حضرت ایشاں قدس سرہ کی صحبت سے مشرف ہوا تو احباب نے کہا کہ بہت جلد تمہیں ترقی ہو جائیگی اور مختلف احوال پیش آئیں گے عرش اور کنگرہ عرش تمہاری نگاہوں کے سامنے ہوگا۔ اس بات کو ایک زمانہ گزر گیا اس قسم کی کوئی چیز نظر نہیں آئی تو حضرت ایشاں کی جناب میں اس ماجرے کی حقیقت عرض کی آپ نے فرمایا ابتدائی دور میں ایسا ہی تھا آج کل سب کو جہل اور حیرت کے راستہ (منازل) طے کراتا ہوں ان کو کچھ نظر نہیں آتا۔

حضرت ایشاں قدس سرہ فرماتے تھے ہمارے بہت سے احباب ہیں جو واصل بحق ہیں اور انہیں (اپنی اس حالت کی) خبر نہیں صاحب حال لوگوں میں سے ایک عزیز نے فرمایا کہ سالکوں کے علاوہ حضرت کے ۱۲ ہزار مرید واصل باللہ ہیں۔

خلفاء کرام و مقربان خاص

ان (بارہ ہزار) واصل باللہ اصحاب میں سے چالیس تو صاحب کمال بلکہ اپنے وقت

میں اپنی مثال آپ تھے ان چالیس میں سے بھی دس صاحبان صوفیا کی صفوں کے سالار اور عارفوں کے احوال کے لئے بمنزل پل کے تھے ان دس میں سے چار خلفاء اجل تھے ان میں سے تین بزرگ مع دیگر پانچ صاحبان کا (جو مرتبہ کے اعتبار سے ان دس ممتاز لوگوں میں برابر ہیں) ترتیب وار مختصر ذکر کیا جاتا ہے۔

شیخ عبدالرحیم گرھوڑیؒ

سب سے پہلے طراز طریق ولایت اندارج النہایت فی البدایت صاحب ولایت شیخ عبدالرحیم گرھوڑیؒ تھے جو حضرت ایشاں قدس سرہ کے چار خلفاء میں سے ایک تھے آپ کی فضیلت اور مشیخت محتاج بیان نہیں۔ آپ فروغ و اصول میں جید عالم تھے علم فقہ اور سلوک میں آپ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں آپ کی اکثر تصانیف مدد خان افغان کے ہنگامہ (حملے) میں ضائع ہوگئیں ان میں سے ایک کتاب ''فتح الفضل'' تھی جو حضرت ایشاں قدس سرہ کے اقوال اور سندھی اشعار کی عربی زبان میں شرح پر مبنی تھی اور بعض اہم اور معتبر کتابوں کے حاشیے بھی تھے ایک منظوم نسخہ فارسی زبان میں اور اسی کے ساتھ مثنوی کے بعض اشعار جن میں گنجینۂ حلم، خزینہ علم حضرت ایشاں قدس سرہ کے صاحبزادہ کی توصیف میں کمال محبت سے اپنے ہاتھ سے بڑی خوشنما تحریر فرمائی تھی۔

جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہی ہے کہ بچپن میں بھی جب کہ آپ تحصیل علم میں مشغول تھے جو کوئی آپ سے علمی مباحثہ یا مناظرہ کرتا تو آپ اس پر غالب آ جاتے تھے رہا آخر کا معاملہ آپ کے اعلیٰ مقام کے بارے میں کیا عرض کیا جائے کہ اکثر اہل زمانہ خواص ہوں عوام سب ہی آپ سے متاثر تھے اور حضرت شیخ کا یہ حال تھا کہ قرب الٰہی کے مراتب اور مقام شہادت کبریٰ میسر ہو جانے کے باوجود شہادت صغریٰ کے مشتاق تھے جب آپ کی عمر چالیس سال ہوگئی ظاہری اور باطنی کمالات کا اثر راسخ ہوگیا تو بحکم خدا تعالیٰ میاں شیخ نے ہندوستان کے کافروں سے جہاد کیا جس میں آپ معہ چند ساتھیوں کے مصداق

ولا تقولو لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل
احیاء ولکن لاتشعرون

(پ ۲۔ سورہ البقر۲ آیت نمبر۱۵۴)

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو وہ تو زندہ ہیں
تمہیں خبر (شعور) نہیں تم سمجھتے نہیں

آپ کے محبین اور مخلصین کی ایک جماعت نے کفار کے بتوں کو توڑ دیا اور ان کے عبادت خانوں کو مسمار کر دیا اور شیخ کے جسد خاکی کو وہاں سے لا کر شہر گرہوڑ میں (جو ان کا آبائی وطن تھا) دفن کر دیا۔

ابو طالب رح

دوسرے چراغ اہل تسلیم اندر طریق ادب مستقیم خواجہ حاجی ابو طالب اگہی رحمتہ اللہ علیہ جو حضرت ایشاں کے چار اجل خلفا میں سے تھے علم و عرفان میں عظیم شان والے تھے ادب اور محبت کے معاملے میں آپ سب ساتھیوں پر سبقت لے گئے تھے ایک روز حضرت ایشاں نے فرمایا "اگر تم کہو تو تمہیں سندھ کے مشائخ میں سے بنا دیں"؟ حاجی صاحب نے بڑی عاجزی سے گزارش کی حضرت مجھے تو معذور رکھیں بلکہ مجھے تو چھپا لیں (چنانچہ ان کی روش تھی کہ خود کو لباس بشریت جو کہ قبائے الہی ہے پہنے رہتے) چنانچہ ایک عام آدمی کی طرح زندگی گزارتے رہے کبھی دریا پر بیٹھے مچھلیاں پکڑتے کبھی خود کو کسی اور کام میں مشغول رکھتے تھے۔

از دروں شو آشنا واز بروں بیگانہ وش این چنیں زیبا صفت کم می بود اندر جہاں

اندرونی طور پر واقف بظاہر انجان (دل میں عشق کی لوگی پر ظاہر میں محبوب سے بے نیاز) ایسے باکمال دنیا میں کم ہوتے ہیں۔

عرب کے علماء میں شیخ میر محمد مدنی حاجی صاحب کے مریدین و تربیت یافتہ لوگوں میں سے تھے میر صاحب نے آخر عمر میں خواجہ ابو طالب کے شہر سعید پور کو اپنا مسکن بنا لیا تھا اور ان کی قبر

مبارک بھی وہیں ہے۔

حاجی محمد صالح رحمتہ اللہ علیہ

تیسرے بزرگ صاحب ہمت خالی از تہمت شجاع طریق حاجی صالح سکرنڈی الکھبوائی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ایشاں قدس سرہ کے ۴، اجل خلفا میں سے ایک تھے کراموں میں شان عظیم تھی اور مجاہدات میں امتیاز۔ آپ کے مناقب اور محامد بکثرت تھے ابتداء میں بہت سے مشائخ کی خدمت میں حاضر رہے بالآخر حضرت ایشاں قدس سرہ کی صحبت سے وابستہ ہو گئے اس کا ذکر کتاب کے دیباچہ میں گزر چکا ہے آپ کے مناقبات کے ذکر میں یہ بات نمایاں ہے کہ آپ ایک سانس میں کئی ہزار بار کلمہ نفی و اثبات کا ذکر کر لیتے تھے وفات کے بعد آپ کو کھہڑا کے مقام پر (جو آپ کا وطن تھا) دفن کیا گیا۔

حافظ ہدایت اللہ رحمتہ اللہ علیہ

چوتھے خواجہ سیف اللہ حافظ ہدایت اللہ رحمتہ اللہ علیہ مقبولان و سابقان اہل صفہ ہیں اس کتاب میں جو واقعات درج ہیں اکثر ان ہی سے سنے گئے تھے بعض ثقہ حضرات سے سنا ہے کہ حضرت ایشاں قدس سرہ نے اپنی زندگی میں حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو حقیقت احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دے دی تھی حافظ صاحب ہر وقت اس بشارت کے ظہور کا انتظار کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ ایک دن فرمایا کہ حضرت ایشاں قدس سرہ نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہو گیا بعض دوستوں نے معلوم کیا کہ وہ کس طرح؟ حافظ صاحب نے فرمایا۔

دونوں طرح سے...... اجمالاً و تفصیلاً...... الحمد لله علی ذالک حمداً کثیراً مختصراً بھی تفصیلاً بھی...... اس (نعمت) پر اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے

حاجی طاہر رحمتہ اللہ علیہ

پانچویں سالک مسالک طریقہ خواص بحر تحقیق شیخ حاجی طاہر رحمتہ الہ علیہ ان دس صاحبان میں سے تھے جو بڑے اوصاف حمیدہ اور مقامات بلند کے حامل تھے وہ بڑی مدت تک حضرت کی خدمت میں شائستگی سے رہے اور بہترین تربیت حاصل کر لی ہر وقت اس آفتاب شہود کی محبت اور پیروی میں اس طرح محو رہتے تھے جیسے ذرہ آفتاب کی تلاش میں رہتا ہے۔

حضرت ایشاں قدس سرہ کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے اور گدی نشین قطب الاقطاب غوث الاغیاث محبوب الصمد حضرت خواجہ گل محمد صاحب قدس سرہ کی خدمت میں (حاجی طاہر صاحب) مع اہل عیال آتے جاتے رہے حاجی طاہر صاحبؒ کی قبر مبارک حضرت ایشاں قدس سرہ کے روضہ منورہ کی چاردیواری کے باہر بائیں جانب تقریباً بیس گز کے فاصلہ پر واقع ہے۔

خواجہ مومن مستؒ

چھٹے شیخ عیار معدن اسرار خواجہ مومن مست رحمتہ الہ تعالیٰ علیہ جو ابتدائی دور میں حضرت یشاں کی آخر عمر میں اپنے حال آ گئے البتہ طریقہ ملامتیہ اختیار کر لیا تھا خود کو اہل دنیا سے چھپاتے تھے لوگ ان کی حالت پر مذاق اڑاتے تھے بعض لوگ کہتے تھے دیوانہ ہے بعض کہتے تھے مکار ہے حالانکہ خدا تعالیٰ نے خود اپنے کلام میں فرما دیا ہے۔

ولا یخافون لومتہ لایم ۰ ذالک فضل اللہ یوتیہ

من یشاء ۰ واللہ واسع علیم

(پ ٦۔ سورۃ المائدہ ۵۔ آیت ۵۴)

اور وہ ملامت کرنے والوں کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے یہ اللہ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے دیتا

ہے وہ اللہ بہت وسیع علم والا (وسعت والا اور علم والا ہے)

اور یہ ان کے حال پر صادق آتا ہے وصال کے بعد شیخ مکائی کے مزار کے پاس دفن ہوئے۔

شیخ الیاس رحمتہ اللہ علیہ

ساتویں سالک طریق فنا رسیدہ بہ بارگاہ تحقیق شیخ الیاس رحمتہ اللہ علیہ

شیخ محمد عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ

آٹھویں سفینہ توکل و رضا سالک طریق فنا شیخ محمد عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ

آج یہ دونوں بزرگ حضرت ایشاں کی یادگار ہیں باوجود کمزوری اور پیرانہ سالی کے ہر سال معہ اہل وعیال حضرت کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ (اس کتاب کی تصنیف کے بعد ان کا انتقال ہو گیا)

نوٹ:- نویں اور دسویں دس 10 صاحبان میں سے آٹھ کا ذکر ہو چکا ہے باقی دو بزرگوں کے نام یا تفصیل اصل کتاب میں نہیں تھی اس نسخہ میں شامل کر دیا ہے (نسخہ ثانی)

ان میں سے ایک (نویں) سالک طریق شیخ محمود مست رحمتہ اللہ علیہ تھے جو جذبہ کے سبب سلطان المجذوب کہلاتے تھے دوسرے رفیق انیق حافظ چھیڈ نہ تھے کہ انہوں نے اپنی تمام عمر حضرت ایشاں قدس سرہ اور حضرت خواجہ گل محمد قدس سرہ کی خدمت میں گزاردی اور بشارت پائی۔

لا یخافون لومۃ لائم

ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں گھبراتے

اور آخر میں شہادت ابدی نصیب ہوئی

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے

یہ بھی پیش نظر رہے کہ ان دس حضرات جن کا اوپر ذکر ہوا (جن کے نام علیحدہ علیحدہ لکھے گئے ہیں) ان کے علاوہ حضرت ایشاں قدس سرہ کے بے شمار محبین و مخلصین اور بھی تھے اب بھی ہیں جو سب اپنی اپنی جگہ صاحب ذوق اور صاحب علم و فضل ہیں ان میں ایک جماعت صوفیا کی ہے ادب اور انکساری ان کا شیوہ ہے ایک گروہ صحرانشینوں کا ہے تو ایک گروہ دیوانوں کا ہے جو گدڑی پہنتا ہے ان کا تذکرہ تفصیل چاہتا ہے جس کا اس جگہ موقع نہیں ہے کچھ لوگ مزارعات اور کاشتکاروں میں سے تھے بہت سے فوجی بھی تھے جن سے آستانہ کے خادم بھی واقف نہیں تھے بہت سی عورتیں تھیں جو اہل معرفت میں سے تھیں اگر ان کے نام ہی تفصیل سے لکھ دیے جائیں تو طویل فہرست ہو جائیگی۔

مناجات

الٰہی بحرمت قولک القدیم نبی عبادی انی انا الغفور الرحیم

یا الٰہی تیرے قدیم قول کی حرمت کا واسطہ یعنی میرے بندوں کو خبر کر دو کہ بے شک میں ہی مغفرت کرنے والا اور بڑی رحمت کرنے والا ہوں۔

یا اللہ! حضرت ایشاں کی توجہ کی برکت سے مجھے اسی گروہ میں شامل فرمالے کہ کسی دوسرے گروہ میں شامل ہونے کی مجھ میں طاقت نہیں یا سامع الدعا اے فریاد (دعا) سننے والے بحرمت قولک! تیرے قول کی عزت کا صدقہ (فرمایا) اللہ لطیف بعبادہ (اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر لطف فرمانے والا ہے) اور اس حدیث قدسی کا واسطہ کہ ''ان رحمتی سبقت علی غضبی'' (بے شک میری رحمت میرے غضب سے آگے بڑھ گئی) اور قطب وقت کے طفیل اس بندہ کو جو اس وقت جوانی کی اشرف عمر سے ہاتھ دھو کر ضعیفی کی ارذل عمر میں پہنچ گیا ہوا ہے اپنے لقا سے مشرف فرما یا ارحم الراحمین تمام عیب میری طرف سے...... تمام خطائیں میری طرف سے...... رحمت تیری جانب سے فضل تیری جانب سے...... تو اس بندے کو اپنے لقا کی استعداد عطا فرمادے!...... یا واہب العطایا...... (اے بخششوں کے کرنے والے) شرک خفی اور ہمسری کے دعوے سے بچالے...... اپنی بارگاہ

میں قبولیت عطا فرما دے...... ان راہنماؤں کی خدمت اور صحبت میں استقامت عطا فرما دے...... دوری کے عذاب سے اور حسرت سے جو کہ جہنم کے عذاب سے بھی بدتر ہے نجات دے...... ان کی رضا اور محبت میں خاتمہ فرما...... قیامت میں ان مقبول بندوں کے جھنڈے تلے جگہ عطا فرما۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(پ۔سورۃ البقرہ ۲۔آیت ۱۲۷)

اے ہمارے رب ہماری طرف سے (دعا) قبول فرما بے شک تو بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ایشاں قدس سرہ پر جو بخششیں فرمائیں فضل کئے اور بشارتیں عطا فرمائیں ان کا ذکر

عزیزان گرامی! حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خود عظیم بشارتوں کی خوشخبری دی...... بے شمار بخششوں سے نوازا...... قطب مدار اور قطب ارشاد کے منصب بخشے...... ان کا ہم نشین شقاوت سے چھوٹ جاتا ہے...... ان سے محبت رکھنے والے کو سعادت ابدی نصیب ہو جاتی ہے...... ابدی خزانوں کی کنجیاں ان کے ہاتھوں میں دیکر انہیں مختار بنا دیا گیا...... ظاہر ہے کہ قطب ارشاد خلیفہ حق ہوتا ہے اور حق تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان برزخ ہوتا ہے تمام عالم کو اسکے وجود مسعود کے ذریعہ فیض پہنچتا ہے نقش فصوص کی شرح میں لکھا ہے کہ حق تعالیٰ انسان کامل (جو اس کا خلیفہ ہے) کے قلب کے آئینہ میں اپنی تجلی ڈالتا ہے اور اس کے دل کے آئینہ سے انوار تجلیات کا عکس تمام عالم کو فیض پہنچاتا ہے اس فیض کے اثر سے ہی عالم کا وجود باقی رہتا ہے جب تک وہ انسان کامل دنیا میں ہے وہ حق تعالیٰ سے تجلیات ذاتیہ اور صفات رحمت...... رحمانیہ رحیمیہ...... سے مدد طلب کرتا رہتا ہے...... عالم کا ہر وجود جن اسماء صفات کا مظہر ہے ان کے واسطہ وسیلہ سے طلب کرتا ہے...... پس عالم اسی استمداد اور تجلیات کے فیوض کی وجہ سے محفوظ رہتا ہے...... جب تک وہ

انسان کامل اس عالم میں رہتا ہے اس کے حکم کے بغیر کسی عنوان بھی کوئی بات باطن سے ظاہر میں نہیں آتی...... کوئی چیز اس کی مرضی کے بغیر ظاہر سے باطن کی طرف بھی نہیں جاتی...... اگر چہ عارف کامل بہ تقاضائے بشریت اس معاملہ میں کسی وقت متوجہ نہ ہو۔

خود فلک در دور ایشاں جرعہ کیش   آفتاب از جود شان زربفت پوش

ان کے دور میں آسمان بھی ادنیٰ فیض یافتہ ہے سورج ان ہی کی سخاوت سے زربفت کا لباس (سنہرا چمکدار) پہنے ہوئے ہے

ایک روز احباب نے حضرت ایشاں قدس سرہ سے دریافت کیا کہ دنیا میں کتنے قطب مدار ہیں اور کتنے قطب ارشاد ہیں؟ حضرت نے ایک ایک نام گنوادئے آخر میں اپنے خواجہ کا نام ظاہر کیا اور خاموش ہوگئے پھر احباب نے پوچھا ان کے بعد دنیا میں قطب مدار کون ہوگا؟ فرمایا وہ شخص جو تمہارے درمیان بیٹھا ہے

ایک بار بعض احباب حضرت امام ربانی قدس سرہ پر حق سبحانہ تعالیٰ کے فضل اور بشارتوں اور عطا کا ذکر کر رہے تھے آپ نے فرمایا کہ وہ تمام فضل، سب بخششیں اور بشارتیں بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ اس وقت یہاں وارد ہورہی ہیں حضرت امام ربانی (قدس سرہ) کو بے شمار عنایتوں سے نوازا گیا ان کو اپنے زمانے کا "صاحب وقت" مقرر فرمایا اس وقت ہم پر بھی بے شمار فضل اور بڑی نوازشیں فرمائی گئی ہیں اور "صاحب زمانہ" مقرر فرمادیا گیا ہے۔

ہمارے سر پر فضل و رحمت کی بے انتہا بارش ہورہی ہے جو ہمیشہ قائم رہے گی...... وہ رحمت حق جو اس وقت یہاں نازل ہورہی ہے اگر کسی کو معلوم ہوجائے تو وہ حیران رہ جائے۔

خوارق و کرامات

حضرت ایشاں قدس سرہ جو اپنی زبان گوہر بار سے اپنے احباب میں فرماتے تھے فرمایا ہم اہل فضل و کرم میں سے ہیں...... ہم اس جماعت میں سے ہیں جن پر حق سبحانہ تعالیٰ کی نظر کرم و

فضل ہے..... اس نے اپنے فضل سے ہمیں بڑی بڑی بشارتوں سے سرفراز فرمایا ہے ہمارے متوسلین کو نجات کی خوشخبری عطا فرمادی ہے بلکہ جو ان کے قرابت دار یا شناسا ہوں گے ان کی بھی نجات کی امید ہے اور ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ تمہارے پاس ان خوش نصیبوں کو بھیجیں گے جو اہل نجات ہوں گے سوائے سعادتمندوں کے اور کسی کو تمہارے پاس نہیں بھیجیں گے احباب نے کہا اگر کوئی آ جائے آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ ایسے کسی (بدبخت) کو ہمارے پاس نہیں بھیجتا۔ احباب نے کہا اگر بالفرض کوئی آ ہی جائے تو..... فرمایا اگر کوئی آ ئیگا تو وہ بھی خوش نصیب ہو جائیگا اور ایمان سلامت لے جائیگا (ایمان حاصل کر لیگا) اور نجات نصیب ہو جائیگی اور فرمایا کہ ہماری توجہ امر الٰہی ہے کوئی معمولی بات نہیں..... بغیر اللہ سبحانہ کی مرضی کے ہم کسی کو توجہ نہیں دیتے جب تک ہمیں اللہ کا حکم نہیں ملتا ہم کسی کو راہ سلوک میں مشغول نہیں کرتے پہلے ہم اللہ تعالیٰ کی اجازت حاصل کرتے ہیں پھر کسی کو توجہ دیتے ہیں یہ جو ہزاروں لوگ یہاں آتے ہیں انہیں اللہ ہی بھیجتا ہے ہم خود کسی کو نہیں بلاتے جن کو وہ خود پسند فرماتا ہے ہمارے پاس بھیج دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو ہمارے ذریعہ کچھ دلواتا ہے ہم اس شخص کو پہچان لیتے ہیں اس کی ابتداء اور انتہا ہماری نگاہوں میں عیاں کر دی جاتی ہے۔

لیک پیش از دیدن تو سالہا   دیدہ باشندت ہمہ احوال ہا
شیخ کو منظر نور الہ بود   از نہایت واز نخست آگاہ بود

لیکن تجھ کو دیکھنے سے سالوں پہلے تیرے تمام حالات دیکھ لئے جاتے ہیں پیر جو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ ابتدا سے انتہا تک سارے حال جان لیتا ہے۔

حضرت ایشاں قدس سرہ کی خدمت میں ہزاروں لوگ آتے اور چلے جاتے تھے اگر کسی نے حضرت سے ایک بار بھی توجہ لے لی اور چلا گیا پھر سالوں کے بعد آتا تو اس کو پہچان لیتے اگر چہ وہ بہت سے لوگوں کے درمیان میں ہو حضوری ہو یا دوری مریدوں کے تمام افعال اور اقوال اور دل کے خطرات سے بھی باخبر رہتے تھے آپ نے فرمایا کہ وہ کیسا شیخ ہے جو مشرق سے مغرب تک کے درمیان مریدوں کے تمام حالات سے باخبر نہ ہو۔

پیر کا ہاتھ غیر حاضر مریدین تک پہنچنے میں عاجز نہیں رہتا اس کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا قبضہ ہی ہے

فرمایا مریدوں کو کم یا زیادہ بخشنا ہمارے اختیار میں دے دیا گیا ہے جب کوئی آتا ہے تو اس کی ابتداء سے انتہا تک اس کے حوصلہ کے مطابق اندازہ کر کے پھر اس پر نگاہ ڈالتے ہیں ہمارے ہاتھ میں شاہی مہر دیدی گئی ہے جس کو یہاں بھیجتے ہیں اس پر ہم شاہی مہر لگا دیتے ہیں تاکہ حشر کے دن وہ دوسروں سے ممتاز رہے۔

حضرت کے مکان مقدس کے فضائل

حضرت ایشاں قدس سرہ کو یہ خوشخبری دی گئی کہ آپ کے مکان کو شرف سعادت بخش دیا ہے آپ نے فرمایا یہ خاصان خدا کی جگہ ہے یہ مکان نجات اور امن کا گہوارہ ہے جو یہاں آئے گا نجات پالے گا خاصان خدا کی جگہ پر کسی غیر کی مجال نہیں کہ آئے یہ بادشاہوں کی تفریح گاہ کی طرح ہے اسمیں خاص لوگوں کو اندر آنے دیا جاتا ہے اور غیروں کو باہر نکال دیتے ہیں۔ یہ جگہ گویا سبزہ زار حق ہے جس کی قسمت میں نجات لکھی ہو اس کو یہاں بھیجتے ہیں جو یہاں ایک بار آجاتا ہے اس کو ہم ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

خیال رہے کہ اس مکان مقدس کے گرد و نواح میں جو مدفون ہوگا اس پر رحمت ہوگی اور مغفرت بھی آپ نے فرمایا جس مکان میں اولیاء اللہ رہتے ہیں وہاں انوار الٰہی برستے ہیں اور قیامت تک وہ انوار اس جگہ سے منقطع نہیں ہوتے اور وہ مکان مقدس فیض گاہ لواری ہے کہ جو قطب ارشاد کے تشریف فرمانے کی جگہ ہے وہاں تازہ بتازہ انوار برستے رہتے ہیں...... خوش نصیبوں کے لئے یہ منزل مقصود ابدی ہے جس کی قسمت میں یہ سعادت لکھی ہو اور جس کا نصیب یاوری کرے وہ یہاں آجاتا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ مکان مقدس فقر کے فیض سے ہمیشہ معمور رہے گا۔

تا ابد معمور باد این خانہ کز خاک درش　　　ہر نفس بابوئی رحمٰن می وزد باد یمن

یہ گھر تا ابد آباد رہے جس کے در کی خاک سے ہر وقت رحمت کی ہوائیں چلتی ہیں

حضرت خواجہ قدس سرہ کی بشارتوں کے باب میں یہ بیان گزر چکا ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فضل و کرم میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس متبرک مکان میں ان کا رزق بغیر ظاہری اسباب کے پہنچا دیا جائیگا۔ خدا تعالیٰ خود ان کی حاجتوں کے لئے کافی ہے۔

حضرت ایشاں قدس سرہ فرماتے تھے کہ عارفان حق کے دلوں پر انوار ذاتی (باری تعالیٰ) کا ظہور ہوتا ہے پس اس ذات مقدس کی برکت سے ان کی تمام ضرورتیں حسب منشا خود بخود پوری ہو جاتی ہیں وہ جو چاہتے ہیں وہ پاتے ہیں جس چیز کی ان کو ضرورت ہوتی حق تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے گھر پر ہی مہیا فرما دیتا۔

مر خدا را بندگان ہستند نیز　　　کہ سبب ہا را ندانند اے عزیز

چشم شاں باشد گزارہ از سبب　　　در گذشتہ از سبب از فضل رب

اے عزیز خدا کے ایسے بندے بھی ہیں جو اسباب (رزق) کے بارے میں کچھ نہیں جانتے

گزارے کیلئے اسباب پر نگاہیں نہیں رہتیں رب کے فضل سے اسباب سے بے نیاز ہیں

آپ فرماتے ہیں ہم دونوں جہاں سے بے نیاز ہیں ہمیں کوئی حاجت نہیں روٹی کا لقمہ جو نہایت ضروری ہے وہ بھی حق تعالیٰ ہمارے لئے ہمارے گھر میں ہی بھیج دیتا ہے اسے ہم لے لیتے ہیں اللہ کی ملکیت سمجھ کر کھا لیتے ہیں۔ ہم ہرگز اپنا ہاتھ گھر سے باہر نہیں نکالیں گے کسی سبب میں اپنے ہاتھ کو آلودہ نہیں کریں گے...... اگر وہ دیتا ہے تو ہم کھا لیتے ہیں نہیں دیتا تو نہیں کھاتے نہ مانگنے میں ہم مرد ہیں (کسی کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہی نہیں) آپ نے پھر فرمایا خدا کی مرضی یہی ہے کہ ہم جو چاہتے ہیں وہ عطا کر دیتا ہے اس لئے ہمیں کیا چاہئے اور ہم کیا طلب کریں اس سے ہم باہر نکل چکے ہم نے اپنے تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے اب ہمیں مانگنے یا چاہنے سے کیا سروکار وہ جو کچھ کریں ہم اسی پر خوش ہیں۔

حضرت ایشاں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے طالبوں کے لئے یہاں ہی رزق بھیجتا ہے تا کہ وہ اطمینان کے ساتھ اس کی یاد میں مشغول رہیں پس روزانہ اگر

ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی آجائیں تو سب کو وہی رزق پہنچا دیتا ہے اسی طرح وہ ان سب کو ہدایت بھی بخشتا ہے۔

آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی کنجیاں ہمارے ہاتھ میں دے دی ہیں اگر طالبان حق پر روزانہ ہزاروں یا لاکھوں خرچ کریں تو ہماری مرضی (ہمیں اختیار ہے) اگر ہم دو وقت پلاؤ (بریانی) پکواتے ہیں تو ہماری مرضی اگر ہم خدا سے پکا ہوا کھانا مانگیں تو پکا ہوا کھانا دینے پر بھی قادر ہے۔ وہی روزی پہنچانے والا ہے اس کے لئے یہ کام دشوار نہیں ہے۔ لیکن ملک میں شہرت ہو جائیگی ہے اس لئے مصلحت کے پیش نظر ہم ایک وقت روٹی اور ایک وقت دلیا پکواتے ہیں۔ اگر چاہیں تو دونوں وقت مریدوں کو پلاؤ اور قلیہ (بریانی قورمہ) کھلائیں اور زربفت کی پوشاک پہنائیں لیکن مصلحت وقت اسی میں ہے۔ اور یہ بھی تھا کہ آپ غلہ ذخیرہ نہیں فرماتے تھے چاہے سستا ہو یا مہنگا ہو بس جو چاہئے ہوتا تھا روزانہ دوکان سے خرید کر خرچ کر دیتے تھے۔ اناج گھی تیل وغیرہ ذخیرہ کر کے رکھنے کو منع فرماتے تھے اور فرماتے تھے جب خدا ہمیں کسی روز بھوکا نہیں رکھتا تو ہم کو غلہ کے دام سستے یا مہنگے ہونے سے کیا غرض ہمیں کیا پڑی ہے جو غلہ ذخیرہ کریں دودھ والی گائے ہو بھینس یا بکری جو باورچی خانہ میں پہنچ جاتا ہے وہی پکوا دیتے ہیں اور دوستوں کو کھلا دیتے ہیں۔ مکتوبات شریف میں ہے کہ "عارف کو اس کی آرزوں اور خواہشوں کے زوال کے بعد صاحب ارادہ بناتے ہیں اور اس کے ہاتھ میں اختیار دے دیتے ہیں"۔

حضرت ایشاں قدس سرہ کے اوصاف حمیدہ

حضرت ایشاں قدس سرہ جملہ اوصاف حمیدہ سے متصف تھے رضا، توکل، صبر، سخاوت، ترک اسباب، دوام ذل وافتقار و انکسار اور باری تعالیٰ کی جناب میں تضرع والتجا نیز استغنا آپ کا شیوہ تھا رضاء الٰہی پر راضی رہنے میں کمال حاصل تھا ہر معاملہ میں اللہ کی مرضی کے تابع تھے اللہ سے اپنی کسی تمنا کے پورا ہونے کی دعا نہ کرتے اس لئے کسی دکھ سکھ کی خواہش نہ کرتے تھے بلکہ ایسے موقعہ پر یہ اشعار پڑھتے تھے۔

وکلت امری الی الحبیب کلہ　　　فان شاء احیانی فان شاء اتلفی

میں نے اپنے تمام کام محبوب کے سپرد کر دیئے وہ چاہے مجھے زندہ رکھے چاہے ضائع کر دے

ہوالہ فرض تعطف ام جفاء　　　ہو شربہ عذب تکدر ام صفی

اور کبھی یہ شعر بار بار پڑھا کرتے۔

سپردم بتو مایہ خویش را　　　تو دانی حساب کم و بیش را

میرے پاس تو جو کچھ تھا سب ہی تیرے سپرد کر دیا اب کم ہے یا زیادہ یہ حساب تو ہی جانے

کبھی کسی کے بارے میں بری یا بھلی دعا بھی نہیں کرتے تھے اگر کوئی درخواست کرتا تو اتنا ہی فرما دیتے خیر ہو جائیگی! اور (اشارۃً) یہ اشعار پڑھا کرتے تھے (مثنوی)

اولیا اہل دعا خود دیگر ند　　　گاہے میدوزند گاہے می درند

دعا کرنے والے اولیا بھی ہوتے ہیں جو کام کے لئے دعائیں کرتے ہیں توڑتے بھی ہیں جوڑتے بھی ہیں پھاڑتے بھی ہیں سیتے بھی ہیں،

قوم دیگر می شناسم زاولیا　　　کہ زبان شاں بستہ باشد از دعا

میں اولیا کے اس طبقے کو بھی پہچانتا ہوں جو دعا نہیں کرتے زبان بند رکھتے ہیں

البتہ مخلوق کے معاملات حضرت کے باطنی تصرفات کے مطابق انجام پا جاتے تھے آپ فرماتے تھے کہ جو سالک اپنی مراد پوری ہونے کی تمنا رکھتا ہے گویا وہ ابھی مقام فنا تک نہیں پہنچا۔ اللہ کے وصال کی آرزو بھی نفسانی خواہش ہے اللہ کی تمنا کرنا تو یہ ہے کہ اپنی تمناؤں کو ہی ترک کر دو۔ صرف اس کی رضا پر راضی رہو جب یہ حال میسر ہو جائے تو اس کا سلوک پورا ہوا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے "رضوان من اللہ اکبر" (اللہ تعالیٰ کی رضا بہت بڑی بات ہے) سلوک کی انتہا مقام رضا کا حاصل ہو جانا ہے قضائے الٰہی پر راضی رہنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

از رضا برتر نباشد منزلی　　　تاب ایں میدان نیارد ہر ولی

راہ سلوک میں) رضا سے بڑھ کر کوئی مقام نہیں اس میدان کو سر کرنے کی ہمت ولی میں نہیں ہوتی

اور کبھی آپ کی زبان مبارک پر یہ شعر ہوتا۔

اگر رضائے تو اے دوست نامرادی ماست　　مراد خویش دگر بار من نخواہم خواست

اے دوست اگر ہماری نامرادی ہی تیری رضا ہے تو پھر کبھی میں اپنی مراد کی آرزو نہ کرونگا

اور کبھی یہ مصرع دہرایا کرتے۔

یا مراد دوست باید یا ہوائے خویشتن (یا دوست کی مراد ہو جا یا اپنی خواہش پوری کر لے)

حضرت ایشاں قدس سرہ نے فرمایا کہ جب بندہ فنائے حقیقی کی منزل پر پہنچ جاتا ہے یہ راز درحقیقت اس وقت اس کی سمجھ میں آجاتا ہے۔ فنا کے اس مقام پر پہنچ کر بندہ اطمینان کی جگہ میں داخل ہو جاتا ہے اور حق جل وعلیٰ سے پوری طرح راضی ہو جاتا ہے۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ مقام ولایت کے لئے ادب لازمی ہے اور ادب یہ ہے کہ اللہ کی مرضی کا تابع ہو جائے یہ نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کو اپنی مرضی کا تابع بنانا چاہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ السبحانی نے اپنے مکتوبات مقدسہ میں ارشاد فرمایا کہ بندہ کو چاہئے کہ اللہ جل شانہ کے سوا اس کا کوئی مراد و مطلوب نہ ہو اگر ایسا نہیں تو گویا بندگی کی حدود سے باہر ہو گیا جو بندہ اپنی تمناؤں کا اسیر ہو...... جو اپنی خواہشات کا دیوانہ ہو...... وہ تو نفس کا بندہ ہے اور شیطان لعین کا اطاعت گزار ہے۔

یہ دولت ولایت خاصہ کے حصول سے وابستہ ہے اور یہ (ولایت خاصہ) فنا اور بقا کی تکمیل سے تعلق رکھتی ہے اور حضرت امام ربانی قدس سرہ الصمدانی نے فرمایا اپنی مراد طلب کرنا گویا الوہیت (خدائی) کا دعویٰ کرنا ہے۔ لہٰذا لازم ہے کہ اپنی مراد کو یعنی اپنی الوہیت (خدائی) کو ختم کرے اور اپنے آپ سے جنگ کرے۔

حضرت ایشاں قدس سرہ کامل استغنا اور توکل کی وجہ سے شاہانہ دماغ رکھتے تھے اہل دنیا سے بے غرض اور بے نیاز رہتے تھے سوائے خط کے جواب کے کسی کو اپنی طرف سے کوئی خط یا پیغام نہ بھیجتے تھے کسی کی سفارش نہ کرتے تھے اگر کوئی آپ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرتا تو وہ قبول

فرما لیتے تھے اگر کوئی وعدہ کر لیتا تھا تو اس سے بھی مانگتے نہیں تھے بلکہ اس کو یاد بھی نہیں دلاتے تھے اپنی خدمت کا بار کسی پر نہ ڈالتے تھے نہ کسی کا احسان لیتے تھے۔

نخوت دارند و کبر چوں شہاں برتری جویند از اہل جہاں
نہ گدایا نند کز ہر خدمتی از تو دارند ای مزدور منتی

بادشاہوں کی طرح نخوت اور بڑائی (گھمنڈ) رکھتے ہیں اور اہل جہاں پر برتری حاصل کرنا چاہتے ہیں فقیروں کی طرح ہر خدمت کی مزدوری نہیں چاہتے۔

آپ فرماتے تھے کہ میں نہ کسی کو بلاتا ہوں نہ کسی کو بھگاتا ہوں۔ مجھے کسی کے آنے جانے کی پرواہ نہیں اگر کوئی آتا ہے تو دروازہ کھلا ہے اگر نہیں آتا تو نہ آئے نہ کسی پر خدمت کا بار ڈالتے نہ کسی کو کوئی زحمت دیتے نہ کبھی کسی کے گھر مہمان ہوتے تھے فرماتے تھے کہ ہم اس قسم کے پیروں میں سے نہیں ہیں جو لوگوں کے ہاں دعوتیں کھاتے ہیں ہم تو ان میں سے ہیں جو مریدوں کو خدا کی راہ دکھاتے ہیں اور کھانا بھی کھلاتے ہیں۔

مشائخ وقت کی طرح حضرت ایشاں قدس سرہ کا ذریعہ معاش جاگیرداری، زراعت یا سرکاری وظیفہ نہ تھا۔ آپ بادشاہوں سے قطعاً کچھ قبول نہ فرماتے تھے میاں غلام شاہ جو آپ کے دور میں سندھ کا حکمران تھا اس نے خدمت کرنی چاہی بار بار عرض کیا لیکن آپ نے قبول نہ فرمایا بعض مخلصین نے بھی اصرار کیا مگر آپ نے فرمایا ہم نے ترک اسباب کرتے ہوئے تمام معاملات کو خدا کے سپرد کر دیا ہے حق تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کی دستگیری قبول نہیں کریں گے جاننا چاہیے کہ جو غلام شاہ سے آشنائی رکھتا ہے اسے روٹی کی فکر نہیں رہتی اور جو خدا کا ہو جائے بھلا اسے کسی چیز کی حاجت ہوگی بلکہ وہ تو خود بادشاہ ہے اور اپنی نگاہ سے غلام شاہ جیسے سینکڑوں بنا دیتا ہے۔ درویشوں کی ظاہری حالت کی بناء پر انہیں حقارت سے نہیں دیکھنا چاہئے انہیں محتاج نہیں سمجھنا چاہئے خدا کے طالب تو خود ہی بادشاہ ہوتے ہیں اور یہ شعر پڑھتے تھے۔

مبین حقیر گدایان عشق را کہ این قوم شاہان بے کمر اند و خسروان بے کلہند
عشق کے بھکاریوں کو حقارت سے نہ دیکھو یہ بغیر شاہانہ لباس اور تاج کے بادشاہ ہوتے ہیں

آپ فرماتے تھے کہ سوال نہیں کرنا چاہئے سوال کرنے سے بہت زیادہ منع فرماتے تھے یہاں تک کہ وضو کے لئے پانی مانگنا بھی درست نہیں تیمم کر کے نماز پڑھ لینی چاہئے لیکن سوال ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔

گفت پیغمبر کہ جنت ازالہ | گر ہمے خواہی زکس چیزے مخواہ
چوں نخواہی من کفیلم مرترا | جنت الماویٰ ودیدار خدا

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے جنت لینا چاہتے ہو تو کسی سے سوال نہ کرو اگر تم کسی سے طلب نہ کرو تو میں ذمہ دار ہوں خدا تعالیٰ کے دیدار اور جنت الماویٰ اور فقیر کے لئے سوال کرنا گناہ ہے عارف تو خدا سے بھی سوال نہیں کرتے

الفقیر لا یحتاج الی اللّٰہ

حضرت ایشاں قدس سرہ جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے آپ کے تمام اوصاف حسنہ شریعت اور طریقت سے آراستہ تھے سکر یا جذبہ کی کیفیت میں بھی آپ نے کبھی ایسی کوئی بات نہیں کہی جو شریعت یا طریقت کے منافی ہو یا کوئی ایسا لفظ کبھی بھول یا غلطی سے زبان سے نکلا ہو کہ جس پر عقلاً یا شرعاً کوئی اعتراض یا گرفت ہو سکے یا کوئی فعل ایسا سرزد ہوا ہو جو کراہت یا طبیعت کی ناگواری کا باعث ہوا ہے۔ آپ کمالات علمی، عقلی، ظاہری و باطنی سے مزین تھے۔ آپ کی گفتگو مختصر، دلنشین اور لاجواب ہوتی تھی۔ جب بھی آپ کی زبان گوہر فشان سے کوئی بات نکلتی ایسی معقول اور جچی تلی ہوتی کہ فوراً دل و دماغ میں گھر کر لیتی چنانچہ صاحب ولایت مرحوم شیخ عبدالرحیم جو سندھ کے علماء میں اور حضرت ایشاں قدس سرہ کے چار خلفاء اجل میں سے اور اپنے وقت کی بے مثل شخصیت تھے فرماتے تھے کہ فضلائے زمانہ میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جو میرا ثانی ہو۔ اس (کمال) کے باوجود جب میں حضرت ایشاں کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں تو میری کیفیت یہ ہوتی ہے جیسے ایک جاہل کسی عالم فاضل کے حضور حاضر ہو یا کوئی بچہ مکتب میں استاد کے سامنے بیٹھا ہو۔ حضرت کو ازرق پوشوں کی طرح آہیں بھرتے نعرے لگاتے کبھی نہ دیکھا آپ ہمیشہ

اَلَا اِنَّ اَولیاءَ اللّٰہِ لا خوفٌ علیھِم ولاُھم یَحزنُون

(سورہ یونس ۱۰ آیت ۶۲)

بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم

کے وصف سے موصوف تھے، سالوں اپنے گھر سے باہر قدم نہیں نکالا۔

آنرا کہ در سرائے نگاراست فارغست   از باغ و بوستاں و تماشائی لالہ زار

جو محبوب کی سرائے میں پہنچ گیا اس کو باغ، چمن، سبزہ زار وغیرہ کے نظاروں کی حاجت نہ رہی

حضرت ایشاں قدس سرہ اکثر رات دن اپنے اصحاب کے ساتھ رہتے تھے اور آدھی رات کو حرم سرا سے حجرہ میں تشریف لے جاتے تھے اس وقت خاص لوگوں میں ایک دو خدمت گزار دُور بیٹھے رہتے تھے اور حضرت حجرہ میں تنہا تشریف فرما ہوتے تھے جب صبح ہوتی تو نئے آنے والوں اور رخصت پانے والوں کو وہاں طلب فرماتے اور ان کو توجہ دیتے۔ احباب نماز (فجر) کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور حلقہ میں بیٹھ جاتے یہاں تک کہ سورج ایک نیزہ نکل آتا وہاں سے اٹھ کر حویلی تشریف لے جاتے۔ واپس آ کر پھر احباب میں تشریف فرما ہو جاتے یہاں تک کہ دو پہر ہو جاتی اور کبھی وہیں کھانا تناول فرماتے اور کبھی گھر تشریف لے جاتے تھے (حضرت کی خوراک بہت کم تھی) اسی دوران احباب بھی کھانا کھانے چلے جاتے تھے اس کے بعد حضرت باہر تشریف فرماتے اور تقریباً روزانہ اکٹھے بیٹھتے تھے پھر ایک گھنٹہ کے لئے گھر میں قیلولہ کرنے تشریف لے جاتے تھے ظہر کے وقت پھر تشریف لاتے عصر تک مجلس میں رونق افروز رہتے۔ عصر اور مغرب کی نماز کے بعد احباب کھانے پینے میں لگ جاتے تھے۔ حضرت پھر باہر تشریف لے آتے اور احباب کے ساتھ آدھی رات تک تشریف فرما رہتے تھے۔

ابتدائی دور میں (سردی کے موسم میں) رات کے وقت حجرہ شریف (جہاں اب مزار شریف ہے) میں رہتے تھے احباب آنخضرت کے سامنے (سردی کے پیش نظر) آگ جلا دیا کرتے تھے۔ ان دنوں چکی اور باورچی خانہ بھی اسی جگہ تھا۔ دن کے وقت حضرت خانقاہ میں جلوہ افروز رہتے تھے جب دالان تعمیر ہو گیا تو دن میں اکثر اوقات دالان میں مجلس منعقد ہوتی تھی۔

موسم گرما اور چاندنی راتوں میں حجرے کے پیچھے دالان کے صحن میں مسند نشین ہوتے تھے کبھی دوسرے حجرے کے صحن میں جو حافظ نظام کا حجرہ کہلاتا ہے تشریف فرماتے اور توجہ دیتے اور کبھی کبھی وہاں قیلولہ بھی فرماتے تھے۔

جن دنوں احباب عمارت کی تعمیر میں مشغول تھے حضرت ایشاں قدس سرہ اسی جگہ تشریف فرمارہتے تھے اور وہیں مجلس منعقد ہو جاتی تھی کبھی رات کے اول حصہ میں پہاڑی زیتون کی لکڑی کا عصا ہاتھ میں لے کر دیوار کی بنیادوں پر ٹہلتے تھے اور برابر احباب کو نسبت کی حفاظت، دوام مراقبہ نماز باجماعت سنت کی پیروی تہجد کی پابندی کی تلقین فرماتے تھے۔لہولعب،لغو باتوں اور بے ہودہ مشاغل سے منع فرماتے تھے۔آپ فرماتے تھے کہ یہ مکان ذکر حق کے لئے ہے۔سوائے ذکر کے اور کوئی شغل یہاں روا نہیں ۔آپ کے حلقہ صحبت میں اکثر سکوت رہتا تھا اور یہ خاموشی طویل ہو جاتی تھی۔سب احباب (مریدین) سر جھکائے خاموش مراقبہ میں مشغول رہتے تھے کسی کی آواز نہیں نکلتی تھی اسی حال میں حضرت کے وجود مسعود کے زیر سایہ مریدوں پر فنا، بیخودی اور ترقی حال کی عجیب کیفیتیں وارد ہو جاتی تھیں کبھی کبھی طویل سکوت کے بعد حضرت کوئی عارفانہ بات کہتے قرآن کریم کی کوئی آیت تلاوت فرماتے یا کوئی حدیث شریف بیان فرماتے یا مثنوی (مولانا روم سے) یا حافظ (شیرازی) کا کوئی شعر پڑھتے تھے اور ان کی بات دل میں اتر جاتی تھی۔

لب کشایند رواں پرور صد عطارند　　　دم نگہ داشتہ چوں نافہ مشکند

اپنی سانسوں کی نگہداشت اس طرح کرتے ہیں جیسے نافہ مشک کا منہ بند رکھا جائے

ہمہ شیریں حرکات و شکریں گفتار اند　　　خامشانند ولی وقت سخن طوطی وار

یوں تو خاموشی ہی ہے لیکن گفتگو فرماتے تو طوطی کی طرح پیارا انداز اور شیریں بیان ہوتا۔

اور کبھی اس سلسلہ میں یہ دو شعر پڑھا کرتے تھے۔

خاموشی باشد مقال اہل حال　　　ور نجبانند لب گردند لال

خاموش رہنا ہی اہل حال کی گفتگو ہے ان کے منہ کھولے بغیر ہی بات بن جاتی ہے

صمت را عادت بکن تو آنچناں　　　　کت فراموشت شود نطق و بیاں

خاموشی کی عادت اس طرح ڈال کہ تو بولنا ہی بھول جائے

کہتے ہیں حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کی مجلس میں اکثر سکوت رہتا تھا یہ سکوت بڑا طویل ہو جاتا تھا۔ لوگ کہتے خواجہ حضور کچھ فرمائیں کہ ہم نصیحت پکڑیں اور ہمیں فائدہ ہو۔ آپ فرماتے جس نے ہماری خاموشی سے فائدہ نہ اٹھایا وہ ہماری گفتگو سے بھی فائدہ نہیں اٹھائے گا۔

حضرت ایشاں قدس سرہ کے ملفوظات مبارکہ

حضرت ایشاں قدس سرہ فرماتے اسم مبارک ''اللہ'' کا دل میں ذکر کرنا تمام اعمال اور اذکار سے بہتر اور افضل ہے کوئی شغل اس کے برابر نہیں ہے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے ''ولذکر اللہ اکبر'' (پ ۲۱ سورۃ العنکبوت ۲۹ آیت ۴۵) (اور اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے) اور قرآن شریف میں یہ بھی آیا ہے۔

ان الذین قالو ربنا اللّٰہ ثم استقامو تتنزل علیھم الملائکۃ

الّاتخافو ولا تحزنو وابشر بالجنۃ التی کنتم توعدون

(پارہ ۲۴ سورہ حم السجدہ ۴۱ آیت ۳۰)

بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوشخبری ہو اس جنت پر جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

جو شخص اسم مبارک ''اللہ'' کا اپنے دل میں ایک لحہ کے لئے ذکر کرے اس کا یہ لحہ ساٹھ سالہ عبادت سے بہتر ہے اور خاقانی کا یہ مصرع پڑھتے تھے۔

یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

ایک سانس اللہ کی یاد میں گزارنا بادشاہت (حضرت سلیمان علیہ السلام کی مملکت) سے زیادہ بہتر ہے۔

آپ فرماتے تھے اسم ذات اللہ کا دل میں ذکر کرنے کے سوا تمام اشغال کو ترک کر دینا چاہئے کیونکہ ہر وہ شغل جو تجھے حق سے دور رکھے وہ تیرے لئے فال بد ہے (منحوس ہے) اگرچہ

بظاہر وہ نیکیوں میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

كل من شغلك عن مطالعة الحق فهو طاغوتك

ہر وہ شخص یا کام جو تجھے اللہ کی طرف متوجہ ہونے سے باز رکھے وہی تیرا شیطان ہے

اور یہ شعر پڑھتے تھے۔

بہر چہ از دوست وامانی چہ زشت آں نقش چہ زیبا   بہر چہ از راہ دور افتی چہ کفر آں حرف چہ ایمان

محبوب کی طرف سے جو ملے خوش نما ہو یا بد نما (خوب ہے) جو راہ سے بھٹک گیا وہ کافر تھا یا مسلماں دور ہی ہو گیا

آپ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کو ہر حال میں ہر وقت دل میں رکھنا چاہئے اور اس کے خیال سے آگاہ رہنا چاہئے خواہ پاخانہ میں ہو۔ جس حال میں رہو خدا کے ساتھ رہو۔ کسی نے دریافت کیا کہ مباشرت اور طہارت کے وقت کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا ہر حال میں اس کا خیال رہے خدا سے غافل ہونا کسی حال میں کسی وقت میں روا نہیں جو حق کے ساتھ مشغول ہے وہی مقبول ہے۔

آپ نے فرمایا مبتدی کو چاہئے کہ فرض اور موکدہ سنتوں کے علاوہ سب مشاغل ترک کر دے اور اسم ذات کے ذکر میں مشغول ہو جائے۔ آپ فرماتے تھے کسی کام میں بھی مشغول رہو دل خدا کی طرف متوجہ رہے۔

آپ فرماتے تھے (دست بکار دل بیار) ہاتھ کام میں لگے رہیں دل میں محبوب کا خیال سمایا رہے (دنیا کے سب کام نبھاتے رہیں مگر دل یاد خدا میں مشغول رہے) یہ ہماری طریقت میں مقررہ اصول ہے۔

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش   ایں چنیں زیبا صفت کم می بود اندر جہاں

اندر سے آشنا اور باہر سے بیگانوں کی طرح ایسی عمدہ صفت والے دنیا میں کم ہی ہوتے ہیں

آپ نے فرمایا اسم ذاتی کے مسلسل ذکر میں اس قدر مشغول ہو جائے کہ ذکر اس کی عادت ہو جائے ذکر اس طرح قلب پر غالب آجائے کہ کوشش کر کے بھی اس کو دل سے نکالنا

چاہیں تو نہ نکلے اور یہ اشعار پڑھتے ۔

ہر خیالے کو کند در دل وطن　　روز محشر صورتے خواہد شدن

ہر خیال جو دل میں گھر کر لیتا ہے حشر کے دن صورت اختیار کر لے گا

آں خیالے ز اندروں آید بروں　　چوں زمین کہ زاید آں تخمہ دروں

وہ خیال جب اندر سے باہر آتا ہے تو اس طرح صورت اختیار کر لیتا ہے جیسے زمین میں سے بیج پھوٹ کر پودا یا درخت بن جاتا ہے۔

سیرتے کاں بر وجودت غالب است　　ہم براں تصویر حشرت واجب است

وہ سیرت جو آج تیرے وجود پر غالب ہے　　اسی شکل پر حشر کے روز اٹھایا جائیگا

چوں بغایت تیز شد این جورواں　　غم نیاید در درون عاشقاں

یہ نہر بہت تیزی سے بہنے لگے پھر بھی عاشقوں کے دلوں میں غم نہیں ہوتا

آپ نے فرمایا مسلسل ذکر کی انتہا یہ ہے کہ مذکور کی آگاہی (حضوری حق) میسر آجائے......اور حقیقت ذکر یہ ہے کہ مذکور کا (مکمل) مطیع ہو جائے　　اور مرشد کی طرف سے مرید کو ذکر حق کی اجازت ہی تمام اطاعتوں اور نیکیوں کا حکم ہے۔

ذکر کو ذکر تا ترا جان است　　پاکی دل ز ذکر رحمٰن ایست

جب تک جان ہے (اللہ کا) ذکر کرتے رہو دل کی پاکی رحمٰن کے ذکر سے ہی نصیب ہوتی ہے

طالب کو جو چیز نفع پہنچانے والی ہے وہ ''توجہ قلب'' ہے　دوسرا کوئی شغل نہیں جس کو ذکر قلبی کی نسبت شریفہ حاصل ہو جائے اس کو لازم ہے کہ اس (نسبت شریفہ) کی حفاظت اور نگرانی میں کوشاں رہے تاکہ خود بخود مقصود حقیقی سے واصل ہو جائے طریقت میں اس کے علاوہ اس شخص کو کسی اور چیز کی حاجت نہیں۔

آپ نے فرمایا حق سبحانہ تعالیٰ نے ذکر قلبی کا حکم دیا ہے۔

واذ کرر بک فی نفسک تضرعا و خیفة و دون الجهر
من القول بالغد و الاصال

(الاعراف۷ آیت ۲۰۵)

صبح شام اپنے رب کو خضوع وخشوع سے دل میں یاد کرنا اور آواز بلند نہ ہو

از دل و جان وصل جاناں را طلب   بے لب و بے کام میگو نام رب

دل و جان سے محبوب کے وصال کی آرزو کرو دل ہی دل میں رب کا نام لیتے رہو

تا رہی از حبس ایں فانی جہاں   در جہاں جانِ بمانی جاوداں

تا کہ جب تو اس جہاں فانی (دنیا) کی قید سے آزاد ہو جائے تو تجھے حیات جاودانی (بقا نصیب ہو جائے)

رشحات میں ہے کہ مولانا شمس الدین محمد رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابتداء جوانی میں میں قریہ روج میں تھا کہ مجھ پر اس طریقہ کی دعوت ظاہر ہوئی میں نے بعض لوگوں سے دریافت کیا کہ (ہرات) میں (اس سلسلہ کے کوئی معروف بزرگ ہیں کہ ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں لوگوں نے شیخ صدرالدین خواقی" کا نام لیا۔ معلوم ہوا کہ وہ حضرت شیخ زین الدین خواقی قدس سرہ کے خلفاء میں سے ہیں اور آج کل سالکوں کی تعلیم اور طالبوں کی تربیت میں مشغول ہیں۔ میں اسی وقت شہر کی جانب روانہ ہو گیا۔ سیدھا حضرت شیخ کی خدمت میں پہنچا شیخ صدرالدین اس وقت وہاں موجود تھے اتفاقاً اس وقت اپنے مریدین کے ساتھ ذکر میں مشغول تھے میں ان کے حلقہ ذکر کے ایک کنارہ دیر تک کھڑا رہا۔ محفل کا شور و غل مشاہدہ کرتا رہا مجھے یہ ماحول جچا نہیں وہاں سے پھر شہر کا رخ کیا۔ راستہ میں حافظ اسمٰعیل سے ملاقات ہو گئی۔ یہ عزیز بھی روج کے تھے۔ مولانا محمد" کی خدمت سے پہلے مولانا سعدالدین قدس سرہ کی خدمت میں پہنچ کر ان کی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل کر چکے تھے ان کے بعد حضرت مخدوم مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ کے ساتھ حج کیا اور اس طریقہ سے بہت استفادہ حاصل کیا۔ حافظ صاحب نے مجھ سے پوچھا کہاں سے آ رہے ہو اور دل میں کیا ہے؟ میں نے حافظ صاحب کو قصہ سنایا۔

تو حافظ صاحب نے کہا جامعہ مسجد کے دروازہ پر چلے جاؤ وہاں ایک عزیز ہیں جو اپنے ساتھیوں کی جماعت کے ساتھ کبھی جامع مسجد کی دہلیز پر تشریف فرماتے ہیں۔ان کو بھی دیکھ لو زیادہ توقع یہی ہے کہ ان کی صحبت پسند آجائیگی میں نے فوراً مسجد کا رخ کیا۔اتفاقاً حضرت مولانا اپنے مریدین کے ساتھ مسجد کے دالان میں تشریف فرماتھے میں خاموشی سے دروازہ کے باہر دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا اور ان کو دیکھنے لگا ان کے سکوت کو دیکھ رہا تھا اور شیخ صدرالدین کے حلقہ اور ان کے مریدوں کے شوروغل کے بارے میں سوچ رہا تھا میں نے خود اپنے دل میں کہا وہ غل اور بے چینی کیا تھی اور یہ سکوت و آرام کیا ہے؟ اچانک مولانا نے سر باہر نکالا اور مجھ سے فرمایا ''اندر آجاؤ'' میں ان کے سامنے حاضر ہو گیا مجھے اپنے برابر بٹھایا اور فرمایا اگر کوئی غلام یا نوکر بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو اور لگاتار اس کے سامنے زور زور سے اس کا نام لیتا رہے شاہ رخ شاہ رخ تو یہ بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے ادب تو یہ ہے کہ نوکر بادشاہ کے حضور اور غلام آقا کے سامنے خاموش اور متوجہ رہے فریاد یا شوروغل نہ کرے پھر یہ شعر پڑھا۔

کار ناداں کوتہ اندیشی است　　　یاد گیرد کسے کہ در پیش است

جو سامنے موجود ہو اس کو یاد کرنا جھوٹی سوچ اور نادانوں کا کام ہے

کتاب صراط المستقیم میں لکھا ہے پیغمبر علیہ والہ الصلوۃ والسلام غار حرا میں ذکر قلبی میں مشغول رہتے تھے اور قلب کی ایسی صفائی حاصل کر لی تھی کہ آپ پر وحی نازل ہوئی ذکر قلبی کو معمولی بات نہ سمجھو جو قلب ذاکر ہو وہ سیدھی راہ سے نہیں بھٹکتا۔ذکر قلبی سے خدا آگاہ رہتا ہے حالانکہ (کراماً کاتبین) نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں اور شیاطین کو بھی اس کی خبر نہیں ہوتی روز جزا جب اللہ تعالیٰ ان کو اپنے انعامات سے نوازے گا تو کراماً کاتبین بھی حیرت کریں گے اور پوچھیں گے (یاالٰہی) اس کے اعمال نامہ میں یہ کہاں لکھا ہے۔حق سبحانہ تعالیٰ فرمائیگا ان کا نامہ اعمال میرے پاس ہے جس کا تم کو پتہ نہیں ہے۔

میان عاشق ومعشوق رمزیست　　　کراماً کاتبین زاں خبر نیست

عاشق اور معشوق کے درمیان جو راز و نیاز ہوتے ہیں اس کی (کراماً کاتبین) فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی۔

آپ فرماتے تھے اے دوستو! یہ حق تعالیٰ کا فضل ہے اس جگہ تم کو ذکر قلبی بغیر محنت اور مشقت کے مفت حاصل ہو جاتا ہے۔ (اکثر، سالکوں نے اس کو حاصل کرنے کے لئے برسوں مجاہدہ کیا ہے تم اس عظیم نعمت کی قدر نہیں جانتے اوحدیؒ نے ساٹھ سال مراقبہ کیا تب کہیں جا کر ایک رات اس کو ذکر قلبی حاصل ہوا اسی پر انہوں نے فرمایا تھا۔

اوحدی شصت سال سختی دید   تا شبے روئے نیک بختی دید

اوحدی نے ساٹھ سال تکلیفیں جھیلیں تب جا کر ایک رات نیک بختی کا منہ دیکھا

آپ نے فرمایا جو کوئی اس نسبت شریفہ کی حفاظت میں استقامت اختیار کرتا ہے زمانہ کے خوف سے محفوظ اور امن میں رہتا ہے۔

ان الذین قالو ربنا اللّٰہ ثمہ استقامو......

لاخوف علیھم ولاھم یحزنون

(پ ۲۶ الاحقاف ۴۶ آیت ۱۳)

بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے نہ ان پر خوف ہے اور نہ ان کو غم

آپ نے فرمایا اگر کوئی مشکل پیش آ جائے تو مراقبہ کرنا چاہئے تا کہ آسانی ہو جائے

آپ نے فرمایا حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سراہ العزیز نے فرمایا ہے میں نے اللہ تعالیٰ سے ایسا طریقہ مانگا تھا جو طالب کو یقیناً (جلد) واصل بحق کر دے۔ طالب اگر اپنی طلب میں سستی نہ کرے تو ہمارا طریقہ قریب ترین راستہ ہے جو اس راستہ پر چلتا ہے یقینا رب تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔

آپ نے فرمایا طریقہ عالیہ نقشبندیہ ظاہری اور باطنی دونوں اعتبار سے پیغمبر علیہ وعلی الصلوٰۃ والسلام کی کامل اتباع پر مبنی ہے اس طریقہ عالیہ کا فیض ہمیشہ باقی رہے گا امام مہدی (علیہ السلام) بھی اسی طریقہ پر ہوں گے اور اس طریقہ عالیہ کو رواج دیں گے آپ نے فرمایا نفی واثبات سے مراقبہ کی مشق جذبہ کے لئے مفید تر اور قریب تر ہے۔ اگر طالب اس شغل کی پابندی کر لے تو یقیناً واصل بحق ہو جائیگا۔

آپ نے فرمایا اسم ذات کا شغل حقیقت میں نفی اثبات کا ذکر ہی ہے

فرماتے تھے دل کو دشمن سے بچا کر رکھنا ہے دوست کو طلب کرنے کی حاجت نہیں آئینہ سے غیر کا زنگ مٹادو نور کے ظہور کی ضرورت نہیں۔

فرماتے تھے ہم نے تمہیں ایسا آسان شغل بتادیا ہے کہ تم کروٹ لئے سوتے رہو مشق ہوتی رہے اور ترقی بھی ہو جائے۔

فرماتے تھے جب اسم ذات حق دل میں اتر جائے تو نفسانی خطرات نہیں رہتے جب بادشاہ کسی جگہ تشریف فرماتا ہے تو غیر کو گھر سے باہر نکال دیا جاتا ہے۔

فرماتے ہیں نفس اور دنیا سے مراد حق تعالیٰ سے غفلت ہے۔

چیست دنیا از خدا غافل بُدن　　　نے قماش و نقرہ فرزند و زن

دنیا کیا ہے اللہ سے غافل ہونا نہ کہ روزگار اور چاندی دولت بیٹے و بیوی۔

سالکوں کے نزدیک خدا سے ایک لمحے کی غفلت برتنا بھی کفر ہے۔ سالک کو چاہئے کہ ہمیشہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے غفلت کو اپنے پاس پھٹکنے بھی نہ دے اور اس بارے میں یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

کسی کو غافل از حق یکزمان ست　　　دراں دم کافرست اما نہاں است

جو تھوڑی دیر بھی حق تعالیٰ سے غافل رہا باطنی طور پر اس نے اتنی دیر کفر میں گزار دی

اگر آن غافلے پیوستہ بودے　　　دار اسلام بردے بستہ بودے

اگر یہ غفلت مستقل صورت اختیار کرلے تو سمجھ لو اسلام کا دروازہ اس پر بند ہو گیا

ہر کہ یکدم جدا از مقصود است　　　او دراں دم لعین مطرود است

جو اپنے مقصود سے ایک دم کے لئے بھی جدا رہتا ہے وہ اتنی دیر لعنت و پھٹکار میں رہتا ہے

فرمایا انسان کا ہر وہ سانس جو غفلت میں گزر جاتا ہے اس کے ہاتھ سے کس قدر دولت ضائع ہو جاتی ہے کاش اس کو معلوم ہو جائے تو اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اہل جنت کو جنت میں اس کے سوا کوئی ملال نہ ہوگا کہ دنیا میں انہوں نے اپنے (چند) سانس غفلت میں کیوں

گزار دیئے۔ بس ان کو یہی ایک حسرت ہوگی۔ اے دوستو! حضوری اختیار کرو اور غفلت کو اپنے دل میں جگہ نہ دو۔ وقت کو غنیمت سمجھو۔ گزرا ہوا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا۔ اس دنیا میں جو چیز بھی ہاتھ سے جاتی ہے اس کا بدل ہوتا ہے اگر کوئی تلاش کرے تو مل جاتا ہے مگر عمر عزیز کا کوئی عوض یا بدل نہیں پھر فرمایا (ایک طرح سے) اس کا بدل بھی ہے اگر حاصل کرنا چاہو اور وہ ہے اسم اللہ اگر یہ حاصل ہو جائے تو ضائع کی ہوئی عمر ہاتھ آ جاتی ہے۔ فرماتے تھے (آیتہ)

افحسبتم انما خلقنا کم عبثا وانکم الینا لا ترجعون

(پ۱۸ سورۃ المومنون ۲۳ آیت ۱۱۵)

کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں یونہی (بے کار) پیدا کر دیا ہے اور تم کو ہماری طرف لوٹنا نہیں ہے اس میں تنبیہہ ہے یعنی تم نے ایسا سمجھ لیا ہے کہ ہم نے تم کو فضول پیدا کیا ہے

فرماتے تھے اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے جو اللہ کا طالب ہو۔

فرمایا" المفلس فی امان اللّٰہ "(مفلس اللہ تعالیٰ کی امان میں ہے)

فرمایا فقر کی تکمیل اللہ ہے...... فقر میں شفا ہے۔ فقر کے علاوہ جو کچھ ہے وہ مرض ہے۔

جز فقر ہر چہ ہست ہمہ فانی است — اندر نگین فقر طلب نقش جاوداں

چوں عز وذل ہست غم روز و زرخور — چوں فر فقر ہست دم از مال ول مراں

منشور فقر درسرو دستار نست — منگر بتاج تاش بطغرا اے شہ طغان

فقر کے سوا جو کچھ ہے سب فانی ہے، فقر کے نگینہ میں بقا کا نقش تلاش کرو فقر میں بقا مضمر ہے۔

حضرت پیغمبر علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے فرمایا کہ ہمیں دنیا(۱) کی محبت دل سے مٹانے کے لئے نہ کہ دنیا کی محبت دل میں بسانے کے لئے دنیا کو ڈھانے کے لئے بھیجا ہے اس کو تعمیر کرنے کے لئے نہیں اور آں سرور علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا ہے "الفقر فخری" فقر میرے لئے فخر ہے آپ نے کبھی دو دن بھی جو کی روٹی سیر ہو کر نوش نہ فرمائی۔

فرماتے تھے، دنیا فانی ہے

---

(۱) دنیا کی محبت دل سے مٹانے کے لئے نہ کہ دنیا کی محبت دل میں بسانے کے لئے۔

......الدنیا ساعة......لیس فیھا راحة ......واجعل فیھا طاعة......

دنیا عارضی ہے اس میں راحت نصیب نہیں ہوتی اگر دنیا کی نعمتیں ہمیشہ رہنے والی ہوتیں۔

تو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رہتے

لو کانت الدنیا دوام نعیمھا　　لکان فیھا رسول اللّٰہ مخلد

اس دنیا کی مثال اس ایک درخت کی سی ہے جو بیابان میں ایک رہ گزر پر لگا ہوا ہے جو بھی وہاں سے گزرتا ہے تھوڑی دیر اس کے سایہ میں کھڑا ہوتا ہے اور روانہ ہو جاتا ہے۔

فرماتے تھے جو اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہوا اسکے تمام علوم واعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

زکوئے میکدہ یاران عنان بگردانید　　چرا کہ حافظ این راہ رفت مفلس شد

میکدہ کے راستے میں دوستوں نے روکا کہ حافظ اس راہ پر گیا تھا سو مفلس ہو گیا۔

فرماتے تھے جو فقر کو عزیز رکھتا ہے دنیا اس سے بھاگتی ہے

یا مرد بایا ازرق پیرہن　　یا بکش بر خانماں انگشت نیل .

فقراء کے ساتھ چلنا ہو تو گھر بار (دنیا) کو تیاگنا ہو گا

ایک بادشاہ کا فقراء کی ایک جماعت کے پاس سے گزر ہوا بادشاہ نے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ فقرا نے جواب دیا ہم وہ ہیں کہ جو ہم کو دوست بنائے اس کے ہاتھ سے دنیا جاتی رہے جو ہم سے دشمنی رکھے اس سے دین جاتا رہے بادشاہ یہ کہہ کر چلا آیا ہم نہ تمہارے دوست ہیں نہ تمہارے دشمن۔ فرماتے تھے، معرفت حق کوئی ایسا افسانہ نہیں ہے جو ہم طالبوں کو سنا دیں یہ تو اللہ تعالیٰ کو بے چوں بچگوں جاننا ہے۔

فرماتے تھے، تمام اذکار اور اشغال (عبادات) کا مقصد یہ ہے کہ ذاکر کو فنا میسر ہو جائے۔

جب تک فنا نصیب نہیں ہو جاتی حق تعالیٰ تک رسائی نہیں ہوتی اور آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

ہیچ کس را تا نگردد او فنا　　نیست رہ در بارگاہ کبریا

جب تک کسی کو فنا میسر نہیں ہو جاتی حق تعالیٰ کی بارگاہ تک رسائی نہیں ہوتی

فرماتے تھے، فنا سے زیادہ سالک کی کوئی عبادت مقبول نہیں ہوتی اس لئے سالک کو چاہئے کہ اپنی فنا و نیستی کے لئے کوشش کرتا رہے جو عبادتیں یا ذکر و اذکار اللہ کے حضور میں زیادہ مقبول ہیں وہ سالک کی فنا و نیستی ہی تو ہیں۔ عاجزی اور انکساری کا کمال ہی اس میں ہے۔ وظائف اور عبادات کو حق تعالیٰ کے قرب کا وسیلہ جاننا بے کار ہے۔ حق تعالیٰ اس بات سے بے نیاز ہے۔

ایک عزیز روایت کرتے ہیں کہ حضرت ایشاں قدس سرہ نے فرمایا تھا کہ ایک بار شاہ عبدالطیفؒ ہمارے پاس آئے اور حق تعالیٰ (سے قرب حاصل کرنے) کا طریقہ دریافت کیا میں نے کہا پہلے شیخ بننے کی ہوس ترک کر دیں تا کہ آپ کو خدا کی راہ کا پتہ بتا دوں۔ حضرت ایشاں نے فرمایا کہ سالکین میں سے جس کا مقصود صرف ذات حق نہ ہو وہ لاکھوں سے کم (انتہائی کم) درجہ کا ہے۔ جو شخص کوئی ضرورت یا تمنا رکھتا ہے وہ ہوس کا شکار ہے وہ تو اپنی ہی پوجا کر رہا ہے۔ من اتخذ الٰہہ ہواہ (جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا) اور فرمایا اگر سید صاحب مشغول حق ہوتے تو ان کو بحر فنا میں اس طرح نمودار غوطہ دلواتا کہ وہ اپنی ہستی کو بھول جاتے اور خود اپنے آپ سے بھی آزاد ہو جاتے کبھی کبھی اس دوران یہ آیۂ شریفہ تلاوت فرماتے۔

قل یا ایھا الذین ھادو ان زعمتم انکم
اولیاء اللہ من دون الناس فتمنو الموت ان کنتم صادقین
(سپ ۲۸ سورۃالجمعہ ۱۲ آیت)

آپ کہہ دیجئے اے یہودیوں اگر تمہیں یہ گمان ہے کہ تم اللہ کے دوست ہو اور لوگ نہیں
تو مرنے کی آرزو کرو اگر تم سچے ہو۔

فرمایا سالکوں میں ایسے بہت کم ہوتے ہیں جو فنا کو قبول کرتے ہیں ہر ایک کے بس کا یہ کام نہیں ہے یہ دلیروں و شمشیر زنوں کا کام ہے جو موت سے نہیں ڈرتے۔

خاماں راہ نرفتہ چہ دانند ذوق عشق
دریا دلی بجوئی دلیر سر آمدی

جو ابھی عشق کی راہ پر چلے ہی نہیں وہ کچے لوگ عشق کا ذوق کیا جانیں عشق کی راہوں
کے لئے بڑے دل والے جاہیں۔

فرمایا مقبول تو وہ ہے جس کو وہ خود پسند کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور وہ جو مشاہدہ میں آ جاتا ہے اور محسوس ہو جاتا ہے جو ہماری عقل اور ہمارے خیال میں سما جاتا ہے وہ وہم کے دائرہ میں آتا ہے اس سب کی نفی کریں۔ اگر آپ اس کو خدا سمجھتے ہیں تو ان کے انکار سے نابود نہیں ہو جاتا اگر اس کے علاوہ ہے تو نیست و نابود ہو جاتا ہے اور یہ شعر پڑھتے تھے۔

ہر چہ اندیشی پذیرائی فنا است آنچہ در اندیشہ ناید آں خدا است

فرماتے تھے جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے کہ کوئی چیز اس کے وہم و گمان میں نہیں آتی قلم ہاتھ میں لے لیتا ہے مگر اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا لکھے؟

بس وہ اپنے مقصد کو پا جاتا ہے اللہ کا فرمان ہے۔

اذا جاء ہ لم یجدہ شیئا ووجد اللہ عندہ

(پ۱۸ سورۃ النور ۲۴ آیت ۳۹)

جب اس کے پاس آیا تو اسے کچھ نہ پایا اور اللہ تعالیٰ کو اپنے قریب پایا۔

فرماتے تھے سالک تو اپنے مولیٰ میں اس طرح فنا ہو جاتا ہے کہ اپنے وجود کو بھی بھول جاتا ہے اپنے وجود سے بھی بے خبر ہو جاتا ہے۔ حق تعالیٰ اس میں آ جاتا ہے اور اس کے بعد اس کا قول و فعل اللہ کی طرف سے ہوتا ہے من فنیٰ[1] نفسہ فقد حصل مرادہ ہ (جس نے اپنے نفس کو فنا کر دیا اس نے اپنی مراد پالی)۔ اور یہ آیت شریف پڑھتے۔

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ

(پ۱۱ سورۃ التوبۃ ۹ آیت ۱۱۱)

بے شک اللہ نے مسلمانوں سے ان کے جان و مال خرید لئے ہیں اس کے بدلے ان کے لئے جنت ہے، یعنی اپنے نفوس کو فنا کر دو اور دنیا کو چھوڑ دو۔

اور کبھی اس بارے میں یہ شعر پڑھا کرتے۔

تو مباش اصلا کمال ایں است و بس تو در و گم شو وصال ایں است و بس

اصل کمال تو بس اتنا ہے کہ تو خود کو مٹا دے اور محبوب میں گم ہو جا یہی وصال ہے

---

(۱) ایک نسخہ میں اس طرح ہے من فنی نفسہ حصل مقصودہ۔

عشق آں شعلہ است کو چوں برافروخت　　　ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

عشق وہ شعلہ ہے کہ جب بھڑکتا ہے تو معشوق (محبت) کے سوا سب کچھ پھونک دیتا ہے

فرماتے تھے مقصود تو فنا میں ہے لوگ اپنی ہستی کے طالب ہیں۔

معرفت فانی شدن در وے بود　　　ہر کہ فانی نیست عارف کے بود

اس میں فنا ہو جانا ہی تو معرفت ہے جو فنا نہ ہو وہ عارف کیسے ہوگا

فرماتے تھے حق جل مجدہ بے نیاز ہے بہت سے سالک سر ہتھیلی پر رکھ کر اس کے حضور آتے ہیں بعض کو قبول فرما لیتے ہیں بعض کو رد کر دیتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ حضرت بایزید (قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز) نے فرمایا کہ "میں نے خدا کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تجھ تک پہنچنے کا کیا راستہ ہے جواب ملا اپنے آپ سے گزر جا مجھ تک پہنچ جائے گا" اور یہ شعر پڑھتے۔

من و تو درمیان کارے نداریم　　　بجز بے ہودہ پندارے نداریم

میرے اور تیرے درمیان کوئی مسئلہ نہیں ہے چند بے ہودہ خیالات کے علاوہ کچھ (رکاوٹ) نہیں

آپ نے ایک واقعہ بیان فرمایا "ایک درویش (حضرت) بایزید (قدس سرہ اللہ العزیز) کی زیارت کے لئے بسطام تشریف لائے۔ حضرت علیہ الرحمتہ کے گھر پر دستک دی حضرت علیہ الرحمتہ باہر تشریف لائے اور دریافت فرمایا "آپ کون ہیں اور کس کی تلاش ہے (درویش نے) کہا بایزیدؒ کو تلاش کر رہا ہوں۔ (حضرت بایزید علیہ الرحمہ نے) فرمایا مدت سے میں بھی بایزیدؒ کو ڈھونڈ رہا ہوں مجھے ملے نہیں۔ کوئی مجھے اس کا پتہ نہیں بتاتا نہ جانے وہ کس عالم میں چلا گیا ہے۔" اور یہ شعر فرمایا۔

پاکبازاں رہ چنیں پیمودہ اند　　　یک دمے در بےخودی آسودہ اند

پاکبازوں نے اس طرح راہیں طے کی ہیں وہ بےخودی میں آرام پاتے ہیں

لوگوں نے پوچھا کہ بعض اولیاء اللہ پانی پر چلتے ہیں بعض ہوا میں اڑتے ہیں آپ نے

فرمایا ''قرب (حق) کا راستہ دوسرا ہے۔ ان فضول کاموں سے اس کا تعلق نہیں ہے غرض تو فنا اور بقا سے ہے''

قرب نہ بالا و پستی رفتن است　　　قرب حق از قید ہستی رستن است

قرب حق یہ نہیں کہ کون ہوا میں چلتا کون پانی پر بلکہ اپنے وجود کو بھی (محبوب کی یاد میں) فراموش کر دینا قرب ہے۔

ایک روز احباب نے دریافت کیا کہ بعض بزرگوں نے علم حاصل کیے بغیر قرآن کریم کے معنی کئی طرح کے بیان کر دیے۔ اس کا کیا معاملہ ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ راہ حق میں خود اپنی ذات اور معلومات سب کو فنا کر دینے سے ہوتا ہے عبارات اور معانی جمع کر دینے سے نہیں ہوتا۔ (ہاں) اگر کسی نے ظاہری علم تو حاصل کر لیا ہے مگر جب وہ راہ حق میں ایک قدم بھی رکھے تو وہ اپنے علم سے ایسا بے خبر ہو جائے کہ اگر قسم بھی کھا لے کہ میں تو الف ب ت بھی نہیں پہچانتا تو درست ہو جائے اور یہ شعر پڑھا۔

ایں مدعیاں در طلبش بی خبرانند　　　کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیاید

حق کی طلب کا اور اس کو پالینے کا دعویٰ کرنے والے خود بے خبر ہیں۔ جس کو حق کا پتہ مل جاتا ہے پھر اسے اپنی خبر ہی نہیں رہتی۔

فرماتے تھے جب تک سالک اپنے علم کو محض جہالت تصور نہ کر لے اس کا دل خدا کی طرف نہیں جھکتا۔

فرماتے تھے اور طریقوں میں پہلے نفی پھر اثبات ہوتا ہے لیکن حضرات نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے ہاں پہلے اثبات ہے اس کے بعد نفی ہوتی ہے اور ان کی نفی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی جو کچھ خیال میں آتا ہے اس کی بھی نفی کر دیتے ہیں یہاں تک منزل مقصود کو پا لیتے ہیں۔

نفی کن اثبات ہر موجود را　　　تا بہ بینی ہستی معبود را

ماسویٰ اللہ ہر وجود کی نفی کرنے کے بعد ہر سو معبود کی ہستی نظر آتی ہے

حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا ہے جو کچھ دیکھا جائے۔ سنا جائے

پہنچا جانا جائے سب غیر ہے کلمہ "لا" سے اس کی نفی کرنی چاہئے۔

فرماتے تھے فنائے نفس سے پہلے جذبہ ناقص ہے جو سالک منزل فنا تک نہیں پہنچتا ہو اس کے لئے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ بشریت کے سبب پھر پس پردہ نہ چلا جائے نعوذ باللہ منہا (اللہ تعالیٰ ہم کو اس سے اپنی پناہ میں رکھے بزرگوں نے کہا ہے کہ جو رسول خدا علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام کے مشرب سے بہرہ ور ہونا چاہتا ہے اس کو اپنی فنا کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

فرماتے تھے نفی، صیقل قلب ہے (دل کی جلا ہے) ہر معاملہ میں دل سے رجوع کرنا چاہئے جس طرف اس کا رجحان ہو اس کے مطابق عمل کریں کیونکہ صاف قلب نیک و بد کی کسوٹی ہے۔

فرماتے تھے مرید کو پیر سے عقیدت کے مطابق فیض ملتا ہے۔ اگر مرید کو عقیدت نہ ہو تو مرشد کی توجہ سے بھی اس کو کچھ حاصل نہ ہوگا۔

فرماتے تھے اہل حق دریا کی طرح اپنے مقصود کی طرف بہے چلے جاتے ہیں مرید اپنی عقیدت کے مطابق اپنی کھیتی کو پانی دے کر سرسبز کرتا ہے ایک روز یہ حدیث شریف پڑھی اور اہل مجلس کو اسکے معانی ذہن نشین کرائے۔

لیبعثن اللّٰہ اقواما یوم القیٰمۃ فی وجوھھم النور علی منا بر اللوء لوء یغبطیم الناس لیسو باانبیاء ولا شھدا قال فحبنا اعرابی علی زکتبہ فقال یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم صفھم لنا تعرفھم قال التحابون فی اللّٰہ من قبائل شتیٰ ومن بلاء شتیٰ یجتمعون علیٰ ذکر اللّٰہ۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ضرور بالضرور ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جن کے چہروں پر نور ہوگا وہ موتیوں کے ممبر پر ہوں گے لوگ ان پر رشک کریں گے (حالانکہ) وہ انبیاء وشہداء نہیں ہوں گے۔ راوی نے بتایا کہ ایک اعرابی گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ ﷺ" آپ ہمیں ان کے اوصاف بتادیں تاکہ ہم ان کو پہچانیں تو (رسول اللہ ﷺ نے) فرمایا وہ اللہ کی رضا کے لئے آپس میں محبت کرتے ہوں گے۔ وہ مختلف قبائل اور مختلف شہروں سے ہونگے۔ اور اللہ کے

ذکر پر جمع ہوتے ہوں گے۔

یہاں اشارہ ملاحظہ ہو جو آپ نے اپنے مریدین کو (اپنی محبت سے متعلق) کیا ہے

فرماتے تھے ہر شے اللہ جل وعلیٰ کے ناموں میں سے کسی ایک نام کی مظہر ہے۔ آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اسم ذات کے مظہر ہیں۔ ان اللّٰہ خلق آدم علی صورتہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو اپنی صورت پر تخلیق کیا تو اللہ تعالیٰ کی ذات انسان کی ذات کے مانند ہے اس اعتقاد کے بموجب کہ الیس کمثلہ شيء (اس جیسی کوئی شے نہیں) من عرف نفسہ فقد عرف ربہ (جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا)

چوں کہ او شد گوش و چشم و دست پائے　　　　خیرہ ام در چشم بندی خدائی

جب وہ (اللہ تعالی) بندہ کا کان بن جاتا ہے آنکھ بن جاتا ہے یا ہاتھ بن جاتا ہے

تو میں خدا کی اس چشم بندی پر حیران ہوں

فرماتے تھے کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ انسان کا نفس عناصر اربعہ سے مرکب ہے (چار عناصر کے جمع ہونے کا نام سے) انسانی شکل وصورت اللہ جل جلالہ کی صورت کا سایہ ہے جبکہ اللہ صورت اور شکل سے پاک ہے۔

بحر یکے موج ہزاراں ہزار　　　　روئے یکے آئینہا بے شمار

سمندر تو ایک ہوتا ہے لہریں ہزاروں بلکہ لاکھوں ہوتی ہیں اسی طرح چہرہ ایک

اور آئینہ بے شمار ہوتے ہیں۔

چیست انسان برزخ جامع　　　　صورت خلق وحق درو واقع

انسان ایک جامع برزخ ہے اس میں صورت مخلوق کی ہے جلوہ خالق کا دونوں موجود ہیں

فرماتے تھے روح کی اصل ہوا ہے وہ اشیاء پر محیط ہے۔

فرماتے تھے ہر ولی پر اپنی ولایت چھپانا واجب ہے اور یہ پڑھتے تھے۔

وجب علی النبی ان یظہر المعجزہ　　　　ووجب علی الولی ان یکتم الکرامتہ

نبی پر واجب ہے کہ اپنا معجزہ ظاہر کرے اور ولی پر واجب ہے کہ اپنی کرامت چھپائے۔

مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ جماعت سب سے زیادہ نازک مزاج ہوتی ہے ان کو یہ برداشت نہیں کہ ایک لمحہ کے لئے بھی مشغولی حق کے بغیر رہ جائیں۔ انبیاء کو بھی ان کے حال پر رشک آتا ہے۔

فرماتے تھے ولی وہ ہے جس کا خاتمہ بخیر ہو جائے۔ اگر ولایت آسان ہوتی تو ہر شخص ولی ہو جاتا۔ لاکھوں میں سے ایک مرتبہ ولایت تک پہنچ پاتا ہے۔ مکتوبات قدسی آیات میں ہے کہ "جب تک سالک مقام نفی میں رہتا ہے وہ گویا طریقت کے راستہ میں ہے جب اس مقام کی تکمیل سے فارغ ہوتا ہے تو اسکی نگاہ میں خدا کے سوا ہر شے نیست و نابود ہو جاتی ہے راہ طریقت کی تکمیل ہو جاتی ہے مقام فنا حاصل ہو جاتا ہے گویا پھر مقام فنا سے مقام اثبات میں آتا ہے تو سلوک سے جذبہ کی طرف بڑھتا ہے اور مرتبہ حقیقت پر آگاہ ہو کر مقام بقا سے منسوب ہو جاتا ہے گویا مقام نفی و اثبات طریقت اور حقیقت اور فنا اور بقا اور سلوک و جذبہ کے منازل طے کرنے کے بعد کسی پر لفظ ولی صادق آتا ہے۔ حتیٰ کہ نفس کی امارگی سے اطمینان کی طرف مائل ہوتا ہے اور (ہر طرح) پاک صاف ہو جاتا ہے"

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت | کہ با کہ باختہ در شب دیجور
صبح ہو جانے پر روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ عشق کی بازی کس سے ہاری اور رات کس کے ساتھ گذری

فرماتے تھے دنیا اور آخرت ایک جگہ نہیں ہو سکتے دو خربوزے ایک ہاتھ میں نہیں سما سکتے۔

ہم تو دین خواہی و ہم دنیائے دوں | این خیال است و محال است و جنوں
تو دین (آخرت) بھی (سنوارنی) چاہتا اور کمینی دنیا کی (دلچسپیاں) بھی یہ دونوں حاصل کرنے کا خیال مشکل بلکہ جنون ہے۔

فرماتے تھے (حضرت) بایزید بسطامی قدس سرہ السامی نے درخواست کی کہ الٰہی مجھے اپنا وصال نصیب کر دے۔ آواز آئی کہ خدا تک وہ پہنچتا ہے جو کسی سے تعلق نہیں رکھتا تیرے پاس تو نطع اور کوزہ ہے حضرت بایزیدؒ نے آواز لگائی اے لوگو جان لو کہ نطع و کوزہ (دنیا کا سامان) خدا اور

بایزید کے درمیان حائل حجاب ہے۔ درع کے معنی کے بارے میں فرمایا کہ اہل تحقیق کے نزدیک پرہیزگاری ہے کہ ماسوئ پر اس کی نظر نہ جائے۔ جس طرف نگاہ اٹھے حق تعالی کو دیکھے وہی نظر آئے۔ فاینما تولو فثم وجه الله (تو تم جدھر منہ کرو ادھر اللہ کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے) (پ ا سورۃ البقرہ ۲ آیت ۱۱۵)

مفکن چشم تو بر بیگانہ   درع این است دگر افسانہ

ماسوی پر نظر ہی نہ ڈالو اصل پرہیزگاری یہی ہے یہ نہیں تو پھر افسانہ یا فریب ہے

فرماتے تھے جس وقت سالک کا قلب اللہ کی طرف متوجہ ہو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یا اپنے مرشد کی جانب متوجہ نہ ہو تو ہزاروں سال کی مسافت پیچھے رہ گیا۔ ایک عزیز نے بیان کیا کہ ایک بار بعض مخلصین نے اپنے بچوں کو تعلیم دلوانے کے لئے مجھے حضرت سے اجازت دلوائی اور مجھے اپنے گاؤں لے گئے۔ میں وہاں مشغول ہو گیا۔ گاؤں میں پھٹے پرانے کپڑے اور حالت خستہ تھی۔ وہاں ایک ہندوستانی بزرگ بھی تھے انہوں نے میرے حال پر شفقت فرمائی اور کہا میرے پاس آنا میں تمہیں (ایک ایسا) وظیفہ بتادوں گا تم کو غیب سے ایک روپیہ روزانہ مل جائے گا میں نے کہا جناب میں درویش ہوں مجھے یہ سب نہیں چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا نفس مجھے ہلاکت میں ڈال دے۔ ان بزرگ کو مجھ سے اور زیادہ عقیدت ہو گئی پھر فرمانے لگے اگر تم یہ نہیں کرتے تو دوسرا وظیفہ بتا دیتا ہوں۔ جس سے تم رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہر رات خواب میں دیکھو گے۔ میں نے کہا یہ تو میں سیکھوں گا دوسری صبح جمعہ کا دن تھا میں حضرت ایشاں قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت ایشاں قدس سرہ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ "بہت سے ہمارے احباب میں ایسے ہیں جن کو جاگتے ہوئے رسول خدا علیہ والہ الصلوۃ والسلام کی صحبت نصیب ہو جاتی ہے" اس سے میں سمجھ گیا کہ اشارہ ذات پاک (حق تعالی) کی طرف تھا۔

فرماتے تھے مرشد اور مرسل (نبی) کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ سائل خدا تک پہنچ جائے اس کی غیر موجودگی میں بھی اس کے لئے دعا کرتے ہیں اگر سالک اس وقت غیر حق کی جانب دیکھتا ہے تو گناہ گار ہو جاتا ہے اور مقام قرب سے ہزاروں سال پیچھے رہ جاتا ہے۔ نفحات

الانس میں ہے کہ اس طریقہ کے سالک کے لئے مرکز توجہ ذات حق کے سوا کچھ نہیں اطوار و سیر کے اعتبار سے غیر کی مدد جماعت کے نزدیک شرک ہے خواجگان (طریقہ عالیہ) نقشبندیہ قدس اللہ اسرارھم کی یہ خاص بات ہے۔

ایک روز فرمایا کہ اے دوستو کیسا مبارک زمانہ ہے کتنا اچھا وقت آ پہنچا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی نظر کرم مخلوق پر ہے گویا سعادت مندی اور خوش بختی کے مفت میں ڈھیر لگا دیئے ہیں کوئی نہیں آتا کہ اس کو اٹھالے۔

گوئی توفیق و سعادت درمیان افگندہ اند　　کس بمیداں درنمی آید سواراں راچہ شد

سعادت مندی اور توفیق کی گیند میدان میں ڈال دی گئی ہے کوئی میدان میں نہیں آتا سواروں کو کیا ہو گیا۔

فرماتے تھے ہزاروں طالب ہمارے پاس آتے ہیں لیکن جیسا ہم چاہتے ہیں ویسا کوئی نہیں آیا اگر آ جاتا تو میں اس کی ایسی تربیت کرتا کہ تمام عالم پر روشن ہو جاتا۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا تھا کہ میں ہندوستان سے عرب تک پہنچ گیا مگر ایک کے سوا کوئی طالب حق نہ دیکھا ہم نے ہر چند جستجو کی ہمارے پاس تو آدھا طالب حق بھی نہ پہنچا۔

فرماتے تھے افسوس آج تک کوئی شہباز ہمارے جال میں نہیں آیا۔

فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے انسان کے قلب کو چار طرح کا پیدا کیا ہے ایک (گھاس کی) تو گھاس کی طرح جو کسی جگہ پڑی ہوئی ہے اگر کوئی اس جگہ بیٹھ جائے تو اس کے کپڑوں میں چپک کر اس کے طفیل چلی جاتی ہے دوسرے اینٹ کے اس ٹکڑے کے مانند پیدا کیا جو راستہ میں پڑا ہو اور لوگوں کی ٹھوکروں سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتا ہے تیسرے مانند حاج کہنہ یعنی شتر سوار کے جو ہوا کے چلنے سے فوراً چل پڑتا ہے۔ چوتھے ایک گیند کی طرح جو شہزادوں کے کھیلنے کے لئے حویلی میں ڈال دی گئی ہو اور شہزادے بلے سے اسے ہر طرف لے جا رہے ہوں جو اسے دروازہ سے باہر پہنچا دے اسی کو خلعت شاہی مل جائیگی۔

دوسرے موقعہ پر فرمایا اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قلب انسانی کو چار قسم کا بنایا ایک توریت کے

ڈلے کے مانند کہ تھوڑا سا مسلنے سے پھر ریت ہو جاتا ہے دوسرے باستعداد کے اعتبار سے نرم و میٹھی مٹی جتنا اس میں ڈالتے جاؤ بیٹھتا چلا جاتا ہے۔ تیسرا سنگ خارا کی مانند جس میں کسی کی صورت کا نقش بڑی مشکل سے اترتا ہے۔ اور جب اتر جاتا ہے تو ایسا گہرا اور پائیدار ہوتا ہے کہ پھر مٹتا ہی نہیں۔ چوتھا نمدہ کی مانند جس میں کیل ٹھوکنے سے سوراخ تو ہو جاتا ہے لیکن نمدہ کو کھینچنے پر سوراخ باقی نہیں رہتا۔

فرماتے تھے حق سبحانہ وتعالیٰ دن رات میں تین سو ساٹھ (۳۶۰) بار بندوں کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور دل میں تین سو ساٹھ سوراخ ہی ہوتے ہیں۔ اگر کسی کا دل اللہ جل شانہ کی طرف متوجہ ہے تو یہ سوراخ کھلے ہوئے ہوتے ہیں گویا دروازہ کھلا ہوتا ہے اور اگر غافل ہے تو سوراخ بند اور دروازہ بھی بند۔

والطور۔ وکتب مسطور۔ فی رق منشور۔ والبیت المعمور

(پ۲۷ سورۃ طور ۵۲ آیت ۱۔۲۔۳۔۴)

طور کی قسم اور اس نوشتہ کی قسم جو کھلے دفتر میں لکھا ہے اور بیت المعمور کے معانی بیان فرماتے ہوئے واضح کیا ہے کہ بیت المعمور عارفوں کا قلب ہے جو ہر وقت ذکر الٰہی سے آباد ہے۔

فرماتے تھے دو اوقات کی پاسداری کرنا ایک طلوع آفتاب سے پہلے دوسرے غروب آفتاب سے پہلے ان اوقات میں دل کو (متوجہ) ذکر الٰہی میں مشغول رکھنا ہمارے طریقہ میں ایک امر مسلم ہے۔ اگر ماں باپ کا جنازہ بھی پڑا ہو تو اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن ان نیک ساعتوں کو ضائع نہیں کرتے ان اوقات میں عظیم نعمتیں اترتی ہیں جن کو نہ گنا جا سکتا ہے اور نہ جن کا احاطہ کیا جا سکتا ہے۔ حق تعالیٰ سبحانہ نے قرآن مجید میں بھی ان دو وقتوں کی تاکید فرمائی ہے۔

وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس و قبل غروبها

(پ۱۶ سورۃ طٰہ آیت ۱۳۰)

(آفتاب طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی تسبیح بیان کیجئے)

فرماتے تھے" طالب کو چاہئے کہ تہجد کا وقت ہاتھ سے جانے نہ دے نیند سے اٹھ کر نفل

ادا کرے اگر کسی عذر کی وجہ سے یہ نہ کر سکے تو وضو کر کے بیٹھ ہی جائے اگر یہ بھی دشوار ہو تو تیمم کر کے اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جائے اس وقت کو ہرگز ہاتھ سے نہ چھوڑے سعادت کی اس گھڑی کو اپنی غفلت سے ضائع نہ کرے''

فرماتے تھے مرید کے لئے ڈر اور خوف کا علاج تصور صورت شیخ میں ہے۔

فرماتے تھے''مرید کا حمایتی پیر ہوتا ہے''۔

فرماتے تھے''حق تعالیٰ نے (حضرت) بایزید (بسطامی قدس سرہ العزیز) کو الہام فرمایا۔ جو کچھ تیرا مقصود ہو بتا ہم تجھ کو دیں گے۔ انہوں نے عرض کیا۔ خدایا تو ہی تو میرا مقصود ہے تجھ سے تجھ ہی کو مانگتا ہوں۔ ندا آئی دع نفسک تعالیٰ''(تیرے نفس کو درست کر دیا گیا)۔

فرماتے تھے یہ نفس ہی کفر ہے اور رب اسلام ہے۔ جب نفس کو ختم کر دیا پھر خدا سے کونسی حاجت باقی رہ جاتی ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ وجدت طریقا اقرب اطریق الی اللہ سبحانہ وھی مخالفت النفس ''میں نے ایسا طریقہ پایا ہے جو اللہ سبحانہ کی طرف لے جانے والے طریقوں میں سب سے نزدیک ہے اور وہ ہے مخالفت نفس''۔

نفس خود را کش جہانے زندہ کن   خواجہ را گشتہ ست او را بندہ کن

اپنے نفس کو مار کر سارے جہان کو زندہ کر لو (نفس) آقا بن گیا ہے اس کو غلام بنالو

یک قدم زد آدم اندر ذوق نفس   شد فراق صدر جنت طوق نفس

حضرت آدم علیہ السلام نے نفس کی خاطر ایک قدم اٹھالیا پھر یہی نفس کا پھندا جنت سے جدائی کا سبب بن گیا

طالبان حق کے لئے نجات کی کوشش کرنا اولیاء اللہ کے لئے آسان کام ہے لیکن اپنا معاملہ کچھ اور بات ہے کہ ان کی قدر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم من قرۃ العین (کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے چھپا رکھی ہے)۔

نجات کیا ہے؟ جس پر عارف کی نظر پڑ جائے اس کی نجات ہو جائیگی کچھ لوگ گٹھریاں اٹھائے جا رہے تھے۔ آپ نے سر اٹھایا ان کی طرف دیکھا اور فرمایا'' یہ لوگ بھی خلاصی پا گئے'' چراغ اہل تسلیم شیخ عبدالرحیمؒ فرماتے تھے'' ان کے دل میں جس کا خیال آ جائے اس نے بھی نجات پائی'' تمام کتابوں کے مطالعہ تمام اوراد و وظائف اور تمام عبادتوں اور نیک عملوں کا ایک ہی مقصد ہے۔ ایک ہی بات ہے کہ اللہ جل جلالہ کی یاد میں مشغول رہے سالک کو چاہئے خدا کو بے چوں و بے چگوں جان کر اس کی طرف متوجہ رہے کوئی غرض اور کوئی تمنا نہ ہو یہی اصل کام ہے اس کے سوا سب بے کار۔

فرماتے تھے سالک جب تک اپنے مبداء سے واصل نہ ہو جائے تو خطرہ میں ہے۔

فرماتے تھے نجات شریعت کی پیروی میں ہے اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ (جس کا فیض تمام طریقوں میں اعلیٰ ہے) اس کا امتیاز یہی ہے کہ سرور جہاں صلی اللہ علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام کی کامل متابعت اور ان کی شریعت پر استقامت اور بدعتوں سے سخت پرہیز کیا جائے۔ شریعت کے مطابق (کل محدث بدعۃ) پس جو بدعت کا مرتکب ہوگا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

فرماتے تھے سالکوں میں سے اگر کوئی اپنے اندر کچھ فیض نہیں پاتا (تو خیر) مگر اتنا تو ہو کہ وہ شریعت پر استقامت رکھتا ہو تو پھر اس کی عاقبت بالخیر ہوگی۔ اگر کوئی اپنے اندر پہاڑ کے برابر فیض کا مشاہدہ کرتا ہے لیکن اتباع شریعت میں سر مو تجاوز کیا تو اس کی عاقبت خراب ہے۔

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے خلاف چلے گا وہ ہرگز منزل مقصود کو نہیں پہنچ پائے گا۔

فرماتے تھے کتابیں پڑھ لینے سے ہی کوئی خدا تک نہیں پہنچ جاتا دل کی طرف دیکھنا چاہئے قلب کی جانب توجہ دینی چاہئے اصل مقصود تو دل کا قابو میں لانا ہے اگر کوئی علم کے ذریعہ ہی خدا تک پہنچ سکتا تو پھر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہوتے مگر انہوں نے بھی عمر کے آخری ۲ سالوں میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ذکر حق کی تلقین حاصل کی (بیعت ہو گئے) اسی لئے تو فرمایا ہے لولا اسنتان لھلک النعمان (اگر آخری دو سال نہ میسر آتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا)

فرماتے تھے یہ طریقہ شریفہ حق جلشانہ کی جانب قریب ترین راستہ ہے اس طریقہ میں اسی کو داخل کرنا جو اس طریقہ عالیہ کا اہل ہو اس کے قرینہ اور اس کی علو شان کو سمجھتا ہو جو عجز و انکساری سے پیش آئے ادب اور عقیدت مندی میں استقامت رکھتا ہو ہر بوالہوس کا یہ مقام نہیں۔

سندھ کے کچھ لوگ ''ہر دیگی چمچہ'' بنتے ہیں ہر روز نیا پیر پکڑتے ہیں ایسے لوگوں کو طریقہ شریعتہ میں داخل نہیں کرنا چاہیے فقر کا کوئی کلمہ ان سے کہنا ہی نہیں چاہیئے۔

برور میخانہ رفتن کار یکرنگاں بود　　　خودفروشاں را بکوئی میفروشاں راہ نیست

میخانہ تک پہنچنا یک رنگی رکھنے والوں کا کام ہے خودفروشوں کے لئے مے فروشوں کے کوچہ میں کوئی گنجائش نہیں۔

فرماتے تھے ''شیخ وہ ہے جو مقام فنا میں کمال پر پہنچ چکا ہو اس کا قول و فعل اللہ کی طرف سے ہو وہ نائب حق ہوتا ہے اس کا کلام دوا ہوتا ہے اس کی نظر شفا ہوتی ہے جو اپنی نگاہ سے مردہ دلوں کو بقائے ابدی اور حیات سرمدی بخشتا ہے۔ جس کو حق تعالیٰ نے اپنے فضل اور بخشش کی بشارت دے دی ہو اور وہ جو محض جذبہ موجید کی بناء پر خود کو شیخ سمجھتے ہیں اور لوگوں کو جمع کرتے ہیں یہ خواہش نفس ہے سخن سہل است ہنوز دلّی دوراست۔

بجز شکر دہنی پا نہاست خوبی را　　　نجاتم نتواں زدم سلیمانی

اتنے اولیاء سندھ میں دو شخص مشیخت کے درجہ کو پہنچے تھے اور حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد پر مامور تھے۔ مخدوم بہاء الدین اور مخدوم نوح قدس اللہ اسرارہم باقی سب سالک ہیں احباب نے مخدوم شاہباز کے بارے میں معلوم کیا آپ نے فرمایا مخدوم شاہباز بھی سالک تھے۔

فرمایا اگر ہم مشائخ وقت کی طرح بھیڑ لگانی چاہیں تو آنکھ کے ایک اشارہ پر ہزاروں لوگ قدموں میں آپڑیں گے سارے جہاں سے ہم جس کو چاہیں ننگے پاؤں دوڑتا ہوا آستانہ پر حاضر ہو جائیگا خاندانوں میں کوئی باقی نہیں بچے گا۔ احباب نے بیان کیا کہ ایک روز مخدوم شاہباز قلندر تشریف فرما تھے مولویوں نے ان سے کہا نماز پڑھو انہوں نے کہا یارو مجھے چھوڑ دو میرا وضو قائم نہیں رہتا ہے لوگوں نہ کہا یہ بہانہ کرتا ہے۔ آخر ان کو پکڑ کر نماز کے لئے لے آئے۔ جیسے ہی تکبیر

کہی گئی ان کے روئیں روئیں سے خون جاری ہو گیا اور عجیب کیفیت ہو گئی۔ آپ نے فرمایا اس زمانہ میں ایسا کوئی موجود نہ تھا جو ان کو اس مقام سے آگے بڑھا دیتا۔

ایک روز مخدومین میں سے ایک صاحب حضرت ایشاں قدس سرہ کے پاس آئے اور ارشاد (خلافت) کی اجازت کے لئے درخواست کی حضرت نے مسکراتے ہوئے دریافت فرمایا کیا تم اس مقام پر پہنچ گئے ہو؟ ان (مخدوم) صاحب نے کہا حضور کی برکت سے کسی پر توجہ کرتا ہوں تو اسی وقت اس کا ذکر قلبی جاری ہو جاتا ہے۔ اگر سوکھے ہوئے درخت کی طرف نگاہ کرتا ہوں تو (اسی وقت) سرسبز ہو جاتا ہے اگر پتھر کی طرف دیکھتا ہوں تو وہ پانی ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا بس اسی پر شیخی کا دعویٰ کرتے ہو کیا یہ مخلوق خدا کو گمراہ کرنا نہیں ہے؟ جاؤ خشک درختوں کو ہرا کرو مشیخت اللہ کی نیابت ہے بوالہوسی نہیں ہے وہ جس کو اپنا خلیفہ خود بنادے وہی شیخ ہے لاکھوں میں سے کوئی ایک اس درجہ پر پہنچ پاتا ہے اس بارے میں کبھی یہ شعر بھی پڑھتے تھے۔

ہزار نکتہ باریک تر زمو اینجاست   نہ ہر کہ سر تراشد قلندری داند

یہ معاملہ بال سے ہزار درجہ باریک ہے یہ بات نہیں کہ جو سر منڈوالے وہ قلندری جانتا ہو

حضرت ایشاں قدس سرہ سے دریافت کیا گیا کہ جس جگہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پہنچتے ہیں امت میں سے بھی کوئی (اس جگہ) پہنچتا ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کوئی چیز روکنے والی تو نہیں بات تو اتباع کی ہے۔ جس مقام پر بادشاہ تشریف فرما ہو اگر اس بادشاہ کے لشکر میں سے کوئی وہاں آجائے تو اس کو کوئی نہیں روکتا جس جگہ بادشاہ منزل انداز ہوتا ہے وہ بھی اسی جگہ پہنچ جاتا ہے۔

فرماتے تھے اہل دنیا میں سے بہت سے بھوک کے عذاب سے مرجاتے ہیں مگر کسی نے کبھی نہ سنا ہوگا کہ طالبان حق بھوک سے مرجاتے ہیں۔ لوگ بے چارے غافل و بے خبر ہیں روٹی کی چنگیر (ٹوکری) سر پر رکھی ہے اور روٹی کے لئے دربدر مارے مارے پھر رہے ہیں۔

یک سبد نان ترا بر فرق سر   تو ہمی جوئی لب نان در بدر

تیرے سر پر روٹی کی چنگیر (ٹوکری) رکھی ہوئی ہے اور تو دربدر کھانا ڈھونڈتا پھرتا ہے

فرماتے تھے اگر مرید غلبہ بشریت کے سبب زندگی میں مرشد کامل کی توجہ کے بارے

میں کچھ نہ سمجھ سکا ہوتو مرنے کے وقت اس کو وہ حالت نصیب ہوجاتی ہے جو مرشد نے اس کو بخش دی تھی اس کو موت کے بعد ترقی حاصل ہوتی ہے۔ مرشد کامل کی توجہ کبھی ضائع نہیں جاتی آخرکار رنگ لاتی ہے حضرت ایشاں قدس سرہ سے لوگوں نے پوچھا پیر کس وقت مرید کے پاس پہنچ جاتا ہے فرمایا جب منکر نکیر آجاتے ہیں وہ (مرید) دیکھتا ہے کہ اس کا پیران (فرشتوں) سے پہلے اس کے قریب کھڑا ہے۔

فرماتے تھے اگر پیر اپنے مرید سے پہلے اس دنیا سے چلا جاتا ہے تو وہ مرید کے لئے توشہ آخرت ثابت ہوتا ہے لہٰذا مرید جب بعد میں انتقال کرتا ہے تو گویا وہ اپنے گھر میں چلا جاتا ہے اگر مرید پہلے رخصت ہوا تو شیخ اس کا پشت پناہ ہے۔

اہل سادات میں سے ایک عزیز نے ایک واقعہ بیان کیا کہ "میرے دل میں ایک خطرہ آیا اور کوئی تدبیر اس کو دفع نہ کرسکی میں ڈرا کہیں ایمان میں خلل نہ آجائے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیٹھ گیا تاکہ خلوت میں عرض کروں آپ نے میری طرف دیکھا اور حافظ صاحب سے فرمایا یہ آیات سید کو لکھ کردے دو۔

یثبت اللّٰہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ

(پ۱۳ سورۃ ابراہیم ۱۴ آیت ۲۷)

اللہ ثابت قدم رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں

ولولا ان ثبتنک لقد کدت ترکن الیھم شیئًا قلیلا

(پ۱۵ سورۃ بنی الاسرآء ۱۷ آیت ۷۴)

اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ تم ان کی طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے

یایھا الذین امنو اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللّٰہ کثیرا

(پ۱۰ سرۃ الانفال ۸ آیت ۴۵)

اے ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو

اور ان آیات کو پڑھنے کا حکم فرمایا۔ جب بھی ان آیت کو پڑھتا ہوں تمام خطرات ٹل

جاتے ہیں اور میں جس کو بھی پڑھنے کو بتاتا ہوں وہ پڑھتا ہے تو اس کے خطرات دل بھی دفع ہو جاتے ہیں۔

فرمایا دل میں جو خطرہ آئے اس کو اللہ کی طرف سے جانو اگر اللہ ہی کی طرف سے ہے تو فکر نہیں اگر شیطان کی طرف سے ہے تو ان آیات کریمہ کے ورد سے دور ہو جائیگا''۔

فرماتے تھے خطرات کو کلمہ لا سے نفی کر دو۔

''روح کے لئے قبض و بسط پرندے کے دو پر کی طرح ہیں''

جب قبض کی حالت ہو تو استغفار کے بعد شیخ کی صورت کا تصور کر کے اسم مبارک اللہ کا دل میں ذکر کرے ایک ساعت اس میں مشغول رہے یہاں تک کہ کیفیت بسط جاری ہو جائے اور نسبت مطلوبہ حرکت میں آ جائے اور پھر اس حرکت پر تمام توجہات کو مرکوز کر دے تا کہ ترقی حاصل ہو جائے۔

فرماتے تھے اگر باطنی نسبت میں فتور محسوس ہو تو فوراً شیخ کی خدمت میں رجوع کریں۔

فرماتے تھے سالک کے سلوک میں ترقی اپنے مرشد سے رابطہ و رسوخ میں قرب اور اس میں یقین پر مبنی ہے۔

ومن یومن باللّٰه یهد قلبه

(پ۲۸ سورۃ التغابن ۶۴ آیت ۱۱)

اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے قلب کو ہدایت فرما دیتا ہے۔

لفظ اللہ صورت کامل　　　اسم اسم است لہ از و مکمل

فرماتے تھے سلامتی قلب کی علامت یہ ہے کہ جو خطرات حضوری اور جمعیت کے منافی ہوں وہ قلب میں نہ آنے پائیں اور سلامتی نفس کی علامت یہ ہے کہ کوئی تمنا نہ رہے۔ کسی نے حضرت ایشاں سے پوچھا اگر طالب سلوک طے کرنے سے پہلے مر جائے تو اس کو وصل میسر ہوگا یا نہیں آپ نے فرمایا۔

ومن يخرج من بيته مهاجرا الى الله
و رسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجره على الله

(پ ۵ سورة النساء ۱۰۰ آیت)

اور جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت
کرنے نکلا پھر اس کو موت نے آلیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہو گیا۔

اور کبھی کبھی بجتہ الابرار کے یہ شعر پڑھتے۔

کار من نیست کہ کس را بجدال | راہنمایم بخدائے متعال
یہ میرا کام نہیں ہے کہ کسی کو زور زبردستی سے خدا کی راہ دکھاؤں

ہر کہ پی در پی من بشتابد | آنچہ من فتہ اوپاید
جو میرے پیچھے پیچھے دوڑتا ہے تو جو میں پاتا ہوں وہ بھی پالیتا ہے اور کبھی یہ شعر پڑھتے رہتے۔

مردان خدا خدا نہ باشند | لیکن از خدا جدا نہ باشند
اللہ والے خدا تو نہیں ہوتے مگر خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے

اور کبھی بجتہ الابرار کے یہ شعر پڑھتے۔

صوفی آنست کہ از خود رستہ | از نکو جستہ از بد رستہ
صوفی تو وہ ہوتا ہے جو خود باز رہے نیکیاں اختیار کرے اور برائی سے چھٹکارہ حاصل کرلے

جلوگر گشت برو وحدت ذات | نکشد رنگ تقابل زصفات
جس پر اللہ سبحانہ کی ذات وحدانیت جلوہ گر ہو جاتی ہے وہ مختلف صفات کے
اثرات یکساں محسوس کرتا ہے۔

پیش او لطف ہماں وقہر ہماں | نوش دار وش ہماں وزہر ہماں
اس کے سامنے لطف بھی وہی ہے اور قہر بھی وہی زھر بھی وہی تریاق بھی وہی

نہ ز اوراد تاثیری | نہ ز اطوار درو تغیری
نہ وظائف کا کوئی اثر ہوتا ہے نہ کسی طور طریقہ سے کوئی تبدیلی آتی ہے۔

فرماتے تھے سخاوت جنت کے درخت کی ایک شاخ ہے جو اس میں لٹک گیا جنت میں پہنچ گیا اور بخیلی دوزخ (کے درخت) کی ایک شاخ ہے۔ جس نے اس کو ہاتھ میں پکڑا وہ دوزخ میں چلا جاتا ہے اور یہ شعر بار بار پڑھتے تھے۔

سخاوت بود کار صاحبدلاں | سخاوت بود پیشہ مقبلاں

(سخاوت اہل دل کا کام ہے سخاوت مقبول بندوں کا طریقہ ہے) مصرع اول بار بار پڑھتے ایک درویش نے حضرت ایشاں سے دریافت کیا کہ طالبوں میں ایک کو سلوک میں ترقی ہو جاتی ہے دوسرا محض ارادت مند ہی رہ جاتا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ طالبوں کے لئے اس جماعت سے (اہل اللہ سے) ارادت بھی غنیمت ہے اور یہ شعر پڑھتے۔

در قافلہ کہ اوست دانم نرسم | ایں بسکہ رسد ز دور بانگ جرسم

وہ جس قافلہ میں ہے جانتا ہوں کہ نہ پہنچ سکوں گا یہی غنیمت ہے کہ دور سے قافلہ کی گھنٹی کی آواز آ رہی ہے، ایک متعصب شیعہ امیر نے حضرت ایشاں سے دریافت کیا (حضرت) معاویہؓ اور یزید کو برا کہنے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے جواباً فرمایا ''کل قیامت میں ہر شخص سے اس کے ان اعمال اور کردار کے بارے میں پوچھا جائیگا جو اس کے ذمہ کئے گئے تھے حضرت معاویہؓ اور یزید کی برائی یا بھلائی کے بارے میں دریافت نہیں کیا جائے گا۔ لہذا ہر شخص کو اپنی نجات کی کوشش کرنی چاہئے'' اور قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ
وَلَكُم مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ

(پ سورة البقرة آیت ۱۳۴)

یہ وہ ایک امت تھی جو گذر چکی ان کے لئے وہ ہے جو انہوں نے کمایا اور تمہارے لئے وہ ہے جو تم کماؤ اور ان کے کاموں کی تم سے پرسش نہ ہوگی

روایت ہے کہ ایک روز حضرت بایزید قدس سرہ نے راستہ میں ایک آدمی کی ٹوپی دیکھی اس پر لکھا ہوا تھا خَسِرَ الدُّنیا ولا خرة (دنیا اور آخرت کا خسارہ) خادم نے کہا یہ کلمہ کفر ہے

حضرت شیخ نے فرمایا نہیں نہیں۔

کافر کی ٹوپی　　　　صوفیانہ ٹوپی

ایک نسخہ ہیں کلمہ کفر اور کلمہ صوفیانہ ہے

ایک روز حضرت ایشان قدس سرہ کے سامنے مریدوں میں سے کسی نے کہا خضر علیہ السلام ہمارے احباب میں سے کسی سے ملاقات نہیں کرتے۔ حضرت نے فرمایا ہمیں خضر علیہ السلام کی ضرورت نہیں۔ کہاں ہم اور کہاں خضر علیہ السلام ہمارا رخ ذات (الٰہی) کی طرف ہے اور ان کا رخ صفات (الٰہی) کی جانب ہے خضر علیہ السلام کے اور ہمارے درمیان بڑا فرق ہے۔ اگر خضر علیہ السلام ہم سے ملیں جلیں تو بھی ہم ان کی طرف التفات نہ کریں اور اپنی توجہ ذات (باری) سے نہ ہٹائیں۔ دوسرے یہ کہ ہم کو تو فقر محمدیؐ نصیب ہے۔ اور ہم اسی دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہیں ہم خضرؑ کے محتاج نہیں ہیں۔

شیخ ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضرت خواصؒ (ابراہیم خواصؒ) سفر سے تشریف لائے تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ صحرا میں..... کیا دیکھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ خضر علیہ السلام میرے پاس آئے اور پوچھا ابراہیم کیا میں تمہارے ساتھ چلوں؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے پوچھا کیوں؟ میں نے جواب دیا ڈرتا ہوں کہ کہیں میرا دل تمہارے ساتھ نہ لگ جائے۔

شیخ الاسلام نے بتایا کہ (حضرت) شیخ خرقانی قدس سرہ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ سلوک کے بارے میں گفتگو میں اگر تم نے خضر علیہ السلام کی صحبت پائی ہو تو توبہ کرلو۔ اور اگر ان کے ساتھ رات کو مکہ گئے ہو تو اس بات پر بھی توبہ کرلو۔

حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے نفحات الانس میں حضرت شیخ ابراہیم خواص قدس سرہ کے ذکر میں لکھا ہے کہ علم لدنی اور روحانی فیض پہنچانے میں حضرت خضر علیہ السلام واسطہ ہیں ہمارے پیغمبر اور تمام انبیاء علیہ الصلوٰۃ السلام کے درمیان ظاہراً اس بات کا تعلق ابتدایا درمیان سے ہوگا۔ انتہا کا معاملہ دوسرا ہے کَمَا یَشْهَدُ بِهِ الْكَشْفُ الصَّرِيحُ واضح کشف سے بھی اس تخصیص کی توثیق ہو جاتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے جو یہ واقعہ منسوب ہے کہ ایک روز آپ منبر پر تشریف فرما تھے۔ اور علوم و معارف کا بیان فرمار ہے تھے۔ اسی اثنا میں حضرت خضر علیہ السلام کا ادھر سے گزر ہوا۔ حضرت شیخ قدس سرہ نے آواز دی اے اسرائیلی یہاں آئیے اور کلام محمدی ﷺ سنئے حضرت شیخ کی اس بات سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام امت محمدیہ میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ سابقہ امتیوں میں سے ہیں جب بات اس طرح ہے تو محمدیوں کو کیا واسطہ؟ حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ الربانی کے پچپنویں ۵۵ مکتوب کی عبادت یہاں ختم ہو جاتی ہے اور اس بارے میں جو حضرت ایشاں نے فرمایا کہ ہمارا رخ ذات باری تعالی کی جانب ہے الخ، اس ضمن میں کوئی بات واضح نہ ہوئی ہو یا مشکل محسوس ہو تو مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز سے رجوع فرمائیں۔

مخبر صادق (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود اپنا کامل اتباع کرنے والوں کے فضائل اس حدیث مبارکہ میں بیان فرمائے ہیں۔

ان من عِباَ دِاللّٰهِ بِعبَاداً يغبطهملاُنبِياَ ء واَ شُهِه اَ
قَيل مَن هُم باَ رَسوُل َ اللّٰهِ صَفهِم لَناَ لَعلّنا نجبم قال
اقوامُ نحابو بروح اللّٰه من غير اموال ولا اكتساب وجو ہہم
نورُ على منابر من نورا لا يخافون اذا اخاف الناس ولا
يحزنون اذا حرن الناس ثم تلا الآان اولياء اللّٰه لا
خوف عليهم ولاہم يحزنون

بے شک اللہ کے بندوں میں سے کچھ ایسے بندے ہوں گے جن پر انبیاء اور شہداء رشک کرتے ہوں گے عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ وہ کون ہیں؟ ہمیں ان کے اوصاف بتادیجئے تاکہ ہم ان سے محبت کریں تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ لوگ جو اللہ کی رضا کیلئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں گے بغیر کسی مال یا کمائی کے (لالچ سے) ان کے چہرے منور ہوں گے وہ نور کے منبر پر تشریف فرما ہوں گے، انہیں کوئی خوف نہ ہوگا جبکہ لوگ خوف زدہ ہوں گے اور نہ کوئی رنج ہوگا جبکہ اور لوگ

رنجیدہ ہوں گے حضور نے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی' سن لو! بے شک اللہ تعالیٰ کے اولیا کو نہ کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔

فرماتے تھے اگر سالک شریعت میں استقامت رکھتا ہے اور سلوک کا کوئی فیض اپنے اندر نہیں دیکھتا ہو تب بھی اس کی عاقبت بخیر ہے اور اگر وہ اپنے میں عظیم فیض کا مشاہدہ کر رہا ہے اور اس میں شریعت کی رو سے بال برابر بھی فرق ہو تو عاقبت میں خرابی ہے۔ اور یہ شعر خواجہ عالم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی شان میں پڑھتے۔

محمد عربی کابروئے دوسرا است　　　کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سرا است

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہانوں کی عزت ہیں جو ان کے در کی خاک نہ بنے اس کے سر پر خاک پڑے یعنی ذلیل ہو

محمد بشر لا کا البشر　　　بل ہو کالیاقوت بین الحجر

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر بھی ہیں لیکن عام بشر کی طرح نہیں یوں سمجھ لیں وہ پتھروں میں یاقوت ہیں جو سب سے قیمتی ہوتا ہے

فرماتے تھے اولیاء اللہ اپنے مریدوں کو ہرگز ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اگر وہ خود ہی تعلق ختم کرے تو اور بات ہے اگر اس چند روز زندگی میں رشتہ نہیں ٹوٹا تو مرنے کے بعد ہرگز نہیں ٹوٹتا فرماتے تھے جو ان کے ظاہر کو دیکھتا ہے وہ ابدی موت میں گرفتار ہو جاتا ہے جو ان کے باطن پر نگاہ ڈالتا ہے وہ حیات سرمدی حاصل کر لیتا ہے ان کا ظاہر زہر قاتل اور ان کا باطن آب حیات ہے اور یہ شعر پڑھتے تھے۔

طبع ناف آہواست این قوم را　　　از برون خون رواز درون شان مشکہا

اس قوم کا مزاج ہرن کے نافہ کی طرح ہے جو ظاہر میں جما ہوا خون معلوم ہوتا ہے اور اندر مشک کی خوشبو کا خزانہ اور کبھی یہ شعر پڑھتے۔

خواجہ نقشبند کشائی　　　نقش غیر از دل مرید زدای

حضرت خواجہ نقشبندؒ (دنیا کی) بندشوں کو کھولنے والے مرید کے دل سے ماسویٰ اللہ کے نقش کو

مٹانے والے ہیں۔

سرود کے بارے میں فرماتے تھے یہ کیسا عشق ہے اور کیسی عاشقی ہے کہ ساز کوئی بجا رہا ہے اور عشق کسی کو بھڑکا رہا ہے عشق وہ ہوتا ہے کہ دل و جان پر چھا جائے وہ طنبورہ اور سرود کا محتاج نہیں ہوتا۔ اور کبھی ان کو یہ شعر سناتے:

شراب خاص خدا نوش کن کہ نوشت باد — چہ جائے بانگ دف و نائی نغمہ طنبور

خدا کی محبت کی خاص شراب پیو جو پینے کی ہو اس کے لئے ساز نغمے کی کیا ضرورت ہے

فرماتے تھے بے شک اللہ تعالیٰ کے درمیان ستر ہزار پردے ہیں ان میں دنیا و آخرت ایک حجاب ہے۔

فرماتے تھے دوران سلوک ہر سالک پر ایک حالت طاری ہو جاتی ہے کہ وہ خود کو کون و مکان کا خالق سمجھتا ہے اور ان کے پیدا کرنے کا وقت بھی اسے یاد آ جاتا ہے اور اسے گمان ہوتا ہے کہ دست قدرت میرا ہی ہے اگر اسے برہم کردوں تو سب کچھ پارہ پارہ ہو جائے۔ اور حقیقت میں بھی ایسا ہی ہے تمام جہاں اس کے تصرف میں ہوتا ہے۔ اس حالت کو عارفین شرک خفی کہتے ہیں۔

حضرت ایشاں قدس نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک روز حضرت امیر خسروؒ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت نظام الدین اولیاؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا آپ (حضرت خواجہ نظام الدین قدس سرہ العزیز) سر پر ٹوپی ترچھی پہنے ہوئے ہاتھ میں جھاڑو لئے خانقاہ کی جھاڑو دے رہے ہیں اور یہ مصرع بار بار پڑھ رہے ہیں۔

ہر قوم راست رہی دین است قبلہ گاہی۔

حضرت امیر خسرو نے فرمایا

من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہی

کبھی نصیحت کے طور پر اپنے بھتیجے کمال الدین معروف بہ میاں ٹھاروکی طرف دیکھ کر یہ سندھی شعر فرماتے تھے۔

پاڙي ويچ هُئا، پوڇي ! تو نه پُڇيا،

(اگرچہ) پڑوس میں طبیب موجود تھے (لیکن) اے نادان ! تونے پوچھا ہی نہیں

تيلا هُئن پيئا، موه يسرا اکين ۾

اس لئے آنکھوں میں پھلیاں اُتر آئیں

سونهه کندي سڌ ساٿي سئين نه هليا

حسن پکارتا رہا ساتھی سیدھے نہ چلے

انهيءَ ۾ پارين پيڙا، رٽ ۾ ها هندن هنڌ

اسی لئے درد و کرب میں مبتلا ہوئے (اور) صحرا میں مع احباب ٹھکانہ ہوگا۔

فرماتے تھے دوسری مرتبہ حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ جب حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت قدس سرہ نے فرمایا ''ملا داڑھی سفید کر کے آئے ہو؟ حضرت مولانا جامیؒ نے یہ شعر فی البدیہہ فرمادیا۔

پیرانہ سر کشیدم سر در رہ سگانت موئی سفید کردم جاروب آستانت

آپ کے کتوں کے در کے کتوں میں اب میں بھی بوڑھا ہوگیا ہوں بال سفید کر لئے

تاکہ آپ کے آستانہ کی جاروب کشی کروں

فرماتے تھے اگر سالک کو جنت مل گئی تو کیا ہوا چار ٹنکے(۱) اس کے ہاتھ آئے۔ لیکن مرد خدا وہ ہے جو خدا کے سوا دونوں جہانوں کو دیکھتا بھی نہیں۔

رنگوں میں سبز رنگ افضل ہے لطیفہ اخفی کا رنگ بھی سبز ہے (ابھی) حضرت محبوب

(۱) ٹنکہ، اس زمانے کا روپیہ، مثل سکے سمجھیں۔

الصمد صاحبزادہ میاں گل محمد دام رشدہ نے درد محمدیہ میں لکھا ہے کہ آنحضرت ایشاں کا لطیفہ اخفی تھا۔ اور میرا لطیفہ سری ہے جو حضرت موسیٰ علیہ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیر قدم ہے اور کبھی مثنوی کے یہ شعر پڑھتے۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا گو نشیند در حضور اولیا

جو خدا کا مقرب بننا چاہتا ہے (حضوری حق کا متمنی ہے) اسکو بتادو کہ وہ اہل اللہ کی صحبت اختیار کرے

از حضور اولیا گر بگسلی تو ہلا کی داں کہ جزوی یا کلی

اور جو اولیا اللہ کی حضوری یا انکی خدمت وصحبت سے کترائے۔ تو پھر اس کیلئے ہلاکی ہے خواہ جزوی یا مکمل ہلاکی

چوں شوی دور از اولیا در حقیقت گشتہ دور از خدا

جب اہل اللہ سے دور ہو جاتا ہے تو حقیقت میں خدا سے دور ہو جاتا ہے

فرماتے تھے ہم طالب کے دل میں شجر معرفت کا بیج کاشت کر دیتے ہیں اور اس کو سبز کر کے (طالب) کے سپرد کر دیتے ہیں طالب پر لازم ہے کہ اس کو محفوظ رکھے اور کسی وقت بھی نگہبانی سے غافل نہ ہو جائے تا کہ درخت پورا ہو جائے اور معرفت کا پھل دے ایک روز حضرت ایشاں کے سامنے لوگوں نے کہا کہ ابراہیم نا گورائی" نے ساری عمر ایک پیالہ سعد جسے سندھی میں موٹھ کہتے ہیں تناول فرمایا۔ اس پر آپ نے کہا اس کے نصیب میں اتنا ہی تھا اگر یہ بات بہتر ہوتی تو پیغمبر خدا علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والتسلیمات بھی اسی قدر تناول فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کُلُوْ وَاشْرَبُوْ کھاؤ اور پیو۔ حضرات خواجگان کا طریقہ یہ ہے کہ تر نوالہ کھایئے اور خوب کام کیجئے۔ اور کبھی قصیدہ بردہ شریف کے یہ شعر پڑھتے۔

یانفس لاتقنطی من زلته عظمت ان الکبائر فی الغفران کاللمم

یوں تو عصیاں ہیں بڑے فرماتے نفس مت مایوس ہو سامنے بخشش کے بیشک ہیں یہ ادنی اور کم

لعل رحمته ربی حسین یقسمها تاتی علی حسب العصیان فی القسم

رحمت رب ہوگی جب تقسیم مجھ کو ہے امید میرے عصیاں سے سوا ہوگا میرے رب کا کرم

رحلت

حضرت ایشاں رحمتہ ربہ کی دارالفناء (دنیا فانی) سے دارلبقا کی روانگی کا ذکر

حضرت ایشاں قدس سرہ کئی سال بیمار رہے۔ اکثر کھانسی اور بخار ہوتا تھا کبھی جوڑوں میں درد ہو جاتا تھا جاڑوں میں بیماری شدت اختیار کر لیتی تھی۔ اس حال میں اگر ٹھنڈے پانی سے وضو کر لیا یا ٹھنڈ میں باہر نکل آئے تو بخار کھانسی زیادہ ہو جاتا۔ ایسی صورت میں تیمم کر کے حجرہ میں نماز ادا فرماتے تھے جب مرض میں کچھ کمی آ جاتی تو بالکل صحیح المزاج اور تندرست لگتے تھے۔ جیسے جسم میں کوئی بیماری نہیں ہے۔ اسی طرح کئی سال بیت گئے۔ ایک عزیز نے روایت کی کہ ۱۱۸۷ھ میں آپ نے اپنے مخلصین میں سے کسی سے فرمایا تھا کہ ہماری عمر کا آخری حصہ آ گیا ہے صحبت کے حصول کے لئے جلدی رجوع کر لو۔ ان ہی دنوں ایک روز فرمایا دوستو! یہ اچھا وقت ہے اس سے فائدہ اٹھالو یہ دنیا ناپائیدار ہے۔ کبھی دنیا میں دینے والے نہیں ہوتے کبھی لینے والے کم ہوتے ہیں فرصت کا یہ وقت غنیمت ہے کوشش کر لو تاکہ مقصود کو پہنچ جاؤ۔

نقل ہے کہ ان دنوں ایک روز اکیلے دیوار کی بنیادوں پر ٹہل رہے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

الا انما الدنیا لمنزل راکب انزلہ العشی دالصبح راحل

جان لو بے شک یہ دنیا مسافر کی منزل کی طرح ہے جس نے رات کو پڑاؤ کیا اور صبح روانہ ہوا

اسی زمانہ میں پرانے حجرہ کو (جہاں مزار مقدس ہے) دوبارہ تعمیر فرمایا۔ اس عمارت کے بنانے میں آپ نے بڑی کوشش فرمائی آپ خود بھی وہاں تشریف رکھتے تھے اور ساتھی اس کی تعمیر میں مشغول رہتے تھے انہی دنوں فقیر بھی ایک بار خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا حضرت حجرہ کے درمیان مٹی کے ایک ڈھیر پر بیٹھے ہوئے ہیں اور احباب چھت پر کام کر رہے ہیں۔ آپ عصر کے وقت تک وہاں تشریف فرما رہے ایک عزیز سے سنا تھا کہ ان دنوں ایک روز میں حاضر خدمت ہوا تو حجرہ کی تعمیر میں بڑی کوشش فرماتے ہوئے دیکھا میں نے دل میں سوچا کہ حضرت نے اتنی کوشش

کبھی کسی اور جگہ تو فرمائی نہیں آخر اس میں کیا مصلحت تھی اسی وقت آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اس مکان کو تعمیر کرنے کی جو بڑی تاکید کی ہے اس کا کیا سبب ہے کسی کو معلوم نہیں جب دیوار اور چھت بن گئی تو کمرہ میں چونا پھیر دیا گیا اور حضرت ایشاں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی نماز جمعہ کے علاوہ تمام نمازیں وہیں ادا فرماتے تھے آپ کا حکم تھا کہ بغیر وضو کوئی حجرہ میں نہ آئے اور مراقبہ کے سوا کوئی شغل نہ کرے اور کوئی گفتگو نہ کرے اکثر آنحضرت رات کو وہیں تشریف فرماتے اس وقت کسی کو اندر آنے کی اجازت نہ ہوتی تھی اگر خاص لوگوں میں سے بھی کوئی آتا تو وہ حجرہ کے دروازہ کے باہر خاموش بیٹھ جاتا تھا ایک عزیز نے بتایا کہ آنحضرت کو ان دنوں رسول خدا علیہ وعلی الہ الصلوۃ کی صحبت میسر رہتی تھی۔

ان ہی دنوں وہاں سے اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ ہر جمعہ کی شب کو ایک سو بار پیغمبر خدا علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں درود (کا نذرانہ) پیش کریں۔اس سے قبل سوائے "ذکر حق" یا "دوام مراقبہ" اور کسی کام کا حکم نہیں دیا تھا۔شاید سرور عالمیان علیہ وعلی الہ الصلوۃ والتسلیم کی مرضی مبارک کے خیال سے احباب کو درود پیش کرنے کا حکم دیا ہو۔

اسی سال شعبان کے مہینہ میں حضرت ایشاں کا مرض زور پکڑ گیا۔رمضان کے بعد آپ صاحب فراش ہو گئے اس عرصہ میں کوئی علاج نہیں کیا اگر کوئی علاج کے لئے عرض کرتا تو فرماتے جو کچھ مطلوب کی طرف سے ہے وہی محبوب ہے اسے دفع نہیں کرنا چاہئے۔اللہ کی رضا میں راضی رہنا صدیقوں کا کام ہے وہ بلائیں جو اپنے بندوں پر بھیجتے ہیں وہ بھی ان کے احسانات میں شمار ہیں جن کی بندوں کو خبر نہیں ہے اللہ تعالیٰ یہ خاص نعمت اپنے خاص بندوں پر فرماتا ہے۔

درقضا ذوقی ہمیں بیند خاص کفرشاں باشہ طلب کردن خلاص

قضاوقدر کے فیصلے قبول کرنے کے بارے میں ایک ذوق دیکھنے میں آیا جس کی خاص بات یہ ان فیصلوں سے خلاصی چاہنا کفر کی طرح ناپسندیدہ ہے۔

ایک بار فرمایا کہ ہمارا اور ایوب علی نبینا علیہ السلام کا مرض ایک ہی ہے۔مرض کی تکلیف کی کوئی علامت آپ کے چہرہ مبارک پر محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ فرحت اور خوشی محسوس ہوتی تھی

تندرستی کے دنوں میں بھی اگر کسی نے حضرت میں ضعف دیکھا اور اس پر اظہار افسوس کرتا تو آپ فرماتے کہ اس ذکر کو چھوڑ و اس میں بھی مصلحت ہے کبھی اس بارے میں سندھی شعر پڑھتے

اوڏڻ اوڏي آهه تو کي لاکي کوئينو تان لهي تو مٿاءِ سنڌءِ مٽي معاملو

اے محبوب میرے قریب آؤ تمہیں اپنے (یعنی تمہارے) عاشق نے بلایا ہے تاکہ تمہارے سر پر جو مٹی کا بوجھ ہے وہ اتر جائے۔

اولیاء اللہ نے لکھا ہے کہ عارف کی مدت دعوت اور رجوع جب ختم ہو جاتی ہے اور پیغام اجل پہنچتا ہے تو اس میں وصل کا شوق پیدا ہو جاتا ہے اور ''رفیق اعلیٰ'' کی صدا اس کے اندر سے اٹھتی ہے چیزوں کے تعلق سے آزاد ہو جاتا ہے۔ غیب سے شہادت کی طرف توشہ لے چلتا ہے...... کوشش اور عمل کے بجائے خود سپردگی کی منزل کی طرف خود کو لاتا ہے یہاں تک ''الموت جسیر یوصل الحبیب الی الحبیب (موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے)۔ ہر چند احباب نے علاج کے لئے درخواست کی آپ نے التفات نہ فرمایا اور فرمایا کہ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہ نے ہمیں ترک اسباب کا حکم دیا تھا ہم ساری عمر بے اسبابی سے گزارتے رہے اب اس وقت اسباب سے اپنے ہاتھ آلودہ نہیں کرینگے اللہ جو کرے ہم اس پر راضی ہیں۔

قرارے کردہ ام بامی فروشاں — کہ روز غم بجز ساغر نہ گیرم

مے فروشوں سے عہد کر لیا ہے کہ غم کے موقعہ پر سوائے ساغر کے اور کچھ نہ لونگا۔

شوال کے مہینہ میں بیماری شدت اختیار کر گئی اور کمزوری بہت بڑھ گئی۔ احباب نے طبیب کو بلانے اور علاج کرنے پر بہت زور دیا اور بات یہاں تک پہنچی کہ حضرت سنتے رہے لیکن ''ہاں'' یا ''نہیں'' کچھ نہ فرمایا۔ جب احباب نے یہ سمجھ لیا کہ طبیب کو بلانے کے لئے حضرت کی مرضی مبارک نہیں ہے تو گزارش کی گئی کہ اگر اجازت ہو تو فال نکالیں اس وقت خواجہ حافظؒ کا دیوان وہاں موجود تھا آپ نے فرمایا اس بارے میں دیوان حافظ سے فال نکالو دوستوں نے فال نکالی تو سرورق پر پہلا شعر یہ نکلا۔

خوش خبر دار اے نسیم شمال
که بما میر سد زمان وصال

اے نسیم شمال تو اچھی خبر لائی ہے کہ وصال کا زمانہ ہم تک پہنچنے والا ہے

آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ "حافظ یوں کہتے ہیں" پھر احباب نے آپ کی مرضی کے مطابق ارادہ ملتوی کر دیا حضرت روز بروز ضعیف ہوتے گئے یہاں تک کہ ۴ ذیقعد ہفتہ کے دن چاشت کے وقت آپ نے وصال فرمایا۔

ایک عزیز نے آپ کی تاریخ وفات حسرت آیات یوں نظم کی۔

آہ افسوس کیس چنیں کامل
گردید رواز یں جہاں فانی

آہ افسوس کہ ایسی کامل ہستی اس جہان فانی سے منہ موڑ گئی

داغ فرقت نہاد بر دل
حسرتا حسرتا پشیمانی

ہمارے دلوں پر جدائی کا داغ لگ گیا آہ حسرت ہی حسرت!

اس روز آپ نے ناشتہ تناول کرنے کی تاکید فرمائی گھڑی گھڑی پوچھتے تھے جب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے آپ خود تو سو رہے تھے چادر چہرہ مبارک پر ڈال لی تھی اور آنکھیں بند تھیں۔ پل بھر کے بعد لوگوں نے دیکھا تو آپ کا وصال ہو چکا تھا۔ تکفین کے بعد آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ بعض لوگوں نے حوصلہ کی کمی کے باعث حجرہ شریف میں قبر بنانے سے روکا۔ لیکن جامع العلوم قاطع الرسوم واقف الحقائق شیخ عبدالرحیم علیہ الرحمتہ نے حجرہ میں لحد مبارک بنانے پر زور دیا۔ آخر کار حجرہ کے درمیان میں مسند مبارکہ کے مقابل اس گنج ہمایوں (برکتوں کے خزانہ) کو سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کی عمر شریف ۶۳ سال کی تھی۔ آپ کے محبین، فضلائے وقت اور شعرائے زمانہ میں سے کئی حضرات نے حضرت ایشاں قدس سرہ کی وفات پر بے شمار مرثیے، تاریخ وفات، قصائد، قطعات اور رباعیات لکھیں ان میں سے ایک یہ ہے۔

قطب الاقطاب فرد یزدانی
نقش بند است نقش نورانی

وہ قطب الاقطاب تھے اور مقام فردیت پر بھی متمکن تھے، دلوں پر نورانی نقش ثبت فرماتے تھے۔

شہ محمد زماں حبیب خدا مرشداست ومجددثانی

حضرت شہ محمد زمان قدس سرہ خدا کے محبوب ہیں وہ (عظیم) مرشد ہیں اور مجددثانی بھی

بود مظہر ز نور ذات الہ آمدہ درلباس انسانی

اللہ تعالیٰ کے نور کے مظہر تھے جو انسان کی شکل میں دنیا میں تشریف لائے تھے

باز خواہش ز اصل خویش نمود زانکہ او بود نور سبحانی

پھر آپ نے اپنی اصل کی طرف رجوع فرمایا اس لئے کہ آپ کی اصل نور سبحانی سے فیض یافتہ تھی

ماہ ذی قعد را چو چارم بود خواست نزع لباس جسمانی

ذی قعد کی ۴ تاریخ کو آپ نے وصال فرمایا

آمدہ ہاتف غیب پذیرے گفت اے شاہ جان جانانی

غیب سے یہ ظاہر ہوا کہ آپ کو شاہا! جانوں کی جان قرار دیا ہے

ہر دو عالم شدہ است عرض بتو کن قبول از یکے کہ بہ دانی

دونوں جہاں آپ پر پیش ہیں کہ ان میں جو اچھا لگے قبول فرمالیں

گفت اوراجواب دہم تاریخ بہ زہدا وصال عریانی ۱۱۸۸ھ

کہا ہم اس کو بتادیتے ہیں کہ اس میں سے وصال بہتر ہے

مہتدا سائل است بردرتو از حصول مقام عرفانی

اے ہادی! سائل (طالب) آپ کے در پر مقام عرفانی کے حصول کے لئے حاضر ہے

آپ کا قد درمیانہ سے ذرا کم جسم قدرے بھاری۔ رنگ گورا۔ سر گول، پیشانی کشادہ بھنویں جڑی ہوئی اور گھنی اور بہت سفید اور نورانی آپ کی ریش مبارک گول اور لانبی تھی۔

حضرت ایشاں قدس سرہ کا زمانہ اس ملک کا سب سے اچھا دور تھا۔

یارب چہ عہد بود کہ عہد وصال بود درگلشن امید نسیم شمال بود

اے خدا وہ زمانہ کیسا اچھا زمانہ تھا جیسے وصال کا زمانہ ہو اور امید کے گلشن میں باد شمال چل رہی ہو۔

آپ کے عہد میں ملک سندھ خوب آباد تھا۔ اجڑے ہوئے ویران دیہات بھی آباد

ہو گئے تھے لوگوں کے مال و دولت میں برکت تھی۔ سندھ کے لوگ خواہ کسان ہوں یا تاجر فوجی ہوں یا رعایا سب ہی کو سکھ چین نصیب تھا۔ غلام شاہ کو جو اس وقت سندھ کا بادشاہ تھا اپنے تمام ہمسایوں اور حریفوں پر فتح و نصرت حاصل تھی اور ملک سندھ کی حدود لاہور اور پشاور سے لے کر دریائے شور تک اس کے زیر نگیں تھے۔

حضرت ایشاں قدس سرہ کے وصال کے بعد ملک پر آفتیں آن پڑیں۔ جھگڑے کھڑے ہو گئے قتل و غارتگری پھیل گئی۔ عبدالنبی اور تالپوروں کی مخالفت سے ان میں جنگ وجدل ...... کابل سے افغان فوج کا آنا...... بلوچوں کا تخت تاراج کرنا...... ملتان کی سرحد سے دریائے شور تک سارا ملک زیر و زبر ہو گیا۔ قدیم شہر ویران ہو گئے اور چند سالوں میں سارا ملک ویران ہو گیا۔

اولاد امجاد

حضرت ایشاں قدس سرہ کے ہاں صاحبزادیوں کے علاوہ دو صاحبزادے تھے پہلے فرزند عبداللطیف بچپن میں ہی اللہ کو پیارے ہو گئے دوسرے فرزند ارجمند جناب قطب الاقطاب غوث الاحباب سلطان ملک ولایت و مالک سریر النہایت شیخنا و مرشدنا مقبول الازل والابد محبوب الصمد خواجہ گل محمد جو علماء وراسخین اور کبرائے مجتہدین میں سے ہیں آپ کی ولادت شریف ۱۱ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ کو ہوئی۔

سید دین محمد قدیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے (جو نیک لوگوں میں سے تھے) منقول ہے کہ "میں برابر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تھا کہ یا اللہ اپنے فضل سے حضرت کو ایک خلف رشید عطا فرمادے تاکہ حضرت کے (بعد) ان کی مسند پر وہ رونق افروز ہوں اور مکان شریف آباد رہے۔ اتفاقاً ایک مجذوب گھر کے دروازے پر آ باد اور بلند آواز سے پکارا میں باہر آیا مگر اپنے سامنے ایسے شخص کو دیکھا جسے میں پہچانتا نہیں تھا۔ اس نے کہا سید مبارک ہو! تیرے پیر کے گھر قطب

زماں کی ولادت ہوگی اور ان کے وجود مسعود سے سارا عالم پرنور اور بہرہ ور ہوجائیگا۔ اتنا کہا اور غائب ہوگیا۔ میں تعجب میں پڑ گیا اور اپنے آپ سے کہا شاید وہ خضر علیہ السلام ہوں گے یا رجال الغیب میں سے کوئی بزرگ ہوں گے میں نے دل میں کہا اس واقعہ کو حضرت کی خدمت میں عرض کرونگا۔ چند ماہ بعد خدمت شریف میں حاضر ہوا۔ قبل اسکے کہ وہ حالات عرض کرتا حضرت نے مجھ سے دریافت فرمایا ''سید اس مجذوب نے تم سے کیا کہا تھا؟ میں نے واقعہ بیان کردیا۔ آپ نے فرمایا ہمارے گھر میں امیدواری ہے چند ماہ بعد خلف الرشید تولد ہوگئے کیا خوب خلف الرشید کو زبان تعریف سے قاصر ہے کسی نے ان جیسا دنیا میں نہ دیکھا ہوگا۔

نوبادہ باغ کامرانی شہ بیت قصیدہ جوانی

باغ کامیابی کا نونہال قصیدہ جوانی کا شہ بیت

چمن ہدایت کے اس نونہال کی اعلیٰ استعداد کا یہ حال تھا کہ سولہ سترہ سال کی عمر میں خاص اسرار اور معاملات تمام مقامات کی سیر محبوبی و مرادی پوری فرمالی تھی۔ چنانچہ یہ بات حضرت ایشاں سے منقول ہے۔

واضح رہے جس وقت حضرت قدس سرہ کا وصال ہوا تھا اس وقت مقتدائے عارفان حضرت محبوب الصمد خواجہ گل محمد قدس سرہ کی عمر گیارہ سال تھی۔ بعض احباب کو ان کی خلافت کے بارے میں کچھ تردد تھا کہ خلافت کا معاملہ ۴۰ سال بعد ہوتا ہے اور (حضرت محبوب الصمد قدس سرہ) وہ ابھی کم عمر ہیں مریدین کی تربیت کس طرح فرمائیں گے۔ اس وقت حقائق آگاہ شیخ عبدالرحیم اور شیخ حاجی ابوطالب وغیرہ بزرگ احباب وہاں موجود تھے جو اپنی رائے میں مستحکم تھے انہوں نے فرمایا غرض باطن سے ہے نہ کہ ظاہر سے پھر بھی احباب کی تسلی کی خاطر دو صاحبان کو حضرت محبوب الصمد قدس سرہ کے پاس بھیجا۔ جب حضرت نے ان پر توجہ ڈالی اس وقت انہوں نے اس نسبت کو پکڑ لیا ان پر عظیم کیفیات وارد ہوگئیں اور ان کے تمام لطائف کھل گئے اس بات پر تمام احباب خوش ہوگئے خواجہ عبدلا احد نے کیا خوب فرمایا۔

وحدت ایں دار محال است کہ خالی ماند گر یکے رخت چو منصور دیگری جوشد

یہ میرا گھر امتیازی اور یکتائی کیفیت سے خالی رہے ممکن نہیں ہاں ایک چلا جائیگا دوسرا اس کی جگہ آ جائیگا

حضرت ایشاں قدس سرہ کے خادموں میں سے ایک درویش نے خلوت میں حضرت سے سوال کیا کہ گزشتہ زمانوں میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے ہادی خلق پیدا ہوئے تھے اس وقت کون ہے آپ نے پردہ میں اپنی طرف اشارہ فرمایا۔ یعنی اس وقت وہی ہیں پھر انہوں نے پوچھا کہ حضرت پیغمبر علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں کوئی طالب صادق پہلی بار خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تو مرتبہ فنا و بقا سے مشرف ہو جاتا تھا۔ آج کل کیا نوعیت ہے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو تو سات آٹھ روز میں وہی حالت میسر آ جاتی ہے الحمدللّٰہ حمداکثیرآ علی ذالک (اس پر اللہ کی بے شمار حمد ہے)۔

شیخ عبدالرحیمؒ نے رسالہ گل نما میں کمال محبت سے آنحضرت کی مدح میں مثنوی کے طرز پر نظم لکھی ہے جس کے بعض اشعار یہ ہیں۔

گل محمد دل منازل ہا تمام غیر بلبل ایں چہ ماند خاص و عام

دست مشرک کے رسد گل پاک را خاک را اے نور ایماں خاک را

خاک سجود است بہر نوع گل جز خرد باقی نباشد جائے مل

عارف آں باشد کہ باشد گل شناس گل بہ بیند جملہ بیند بے قیاس

جان رجاں ولی را دوست سنت رابطہ شان آنچہ آنرا پوست نیست

خلق پندارد ولی راہ شہوتی روئے خود دیدند اور ازحمتی

تا قیامت آزمائش دائم است بس بہر دوری ولی قائم است

ان دنوں حضرت ایشاں قدس سرہ کے احباب میں سے ایک بزرگ نے عالم واقعہ میں دیکھا کہ حضرت فرما رہے تھے کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمادیا ہے واٰتینٰہ الحکم صبیا (اور ہم نے اسے بچپن ہی میں نبوت دی) (پ ۱۶ سورۂ مریم ۱۹ آیت ۱۲) حق تعالیٰ نے

ان کو (حضرت گل محمد قدس سرہ کو) بچپن ہی میں ولایت بخشدی تھی ۔ دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی کامل اپنی فراست سے یہ پہچان لے کہ یہ بچہ بڑا ہو کر اس معاملہ میں سربراہ ہو جائیگا اور معنوی اعتبار سے وراثت حاصل کر لے گا تو اس سے بیعت کراتے ہیں اور اسے اپنا جانشین بنا دیتے ہیں ۔ اس میں گنجائش ہے تا آخر عبادت مکتوب شریف خواجہ محمد معصوم ۔

حضرت ایشاں اپنے صاحبزادے کے بچپن اور کم عمری میں ان میں اعلیٰ استعداد اور نیکی کے آثار مشاہدہ فرمالئے تھے اسی لئے ان پر بڑی نظر عنایت رکھتے تھے ۔ جب ان کو دیکھتے تو بہت خوش ہوتے تھے اپنے زانوئے مبارک پر بٹھاتے ۔ احباب میں سے ایک صاحب کے دل میں اس بارے میں خیال گزرا کہ کیا بات ہے جو حضرت قدس سرہ کو صاحبزادے سے اس قدر لگاؤ ہے اسی وقت آپ نے اس شخص کی طرف دیکھا ۔ اور فرمایا ان (صاحبزادے) سے ہمارا لگاؤ حقیقی ہے نہ کہ مجازی ۔ چونکہ ان پر میں اللہ کا قرب دیکھ رہا ہوں اس وجہ سے میں ان کو قریب رکھتا ہوں ویسے تو سب مرید ہمارے بیٹے ہی ہیں اس بارے میں بہت سے اشارہ اور کنایہ ملتے ہیں ۔ مثلاً کبھی دیکھا گیا کہ آپ نے اپنے سر مبارک سے دستار مبارک اتار کر صاحبزادے صاحب کے سر پر رکھ دی اور ان کو مریدوں پر توجہ دینے کے لئے حکم دیا ۔ ایک دفعہ حضرت ایشاں موجود نہ تھے ۔ آنحضرت (صاحبزادہ صاحب) آئے اور مسند پر رونق افروز ہو گئے اتنے میں حضرت قدس سرہ بھی تشریف لے آئے مسکراتے ہوئے فرمایا ''اپنی جگہ پہچان کر بیٹھ گئے ہیں'' کبھی یہ شعر فرماتے تھے ۔

برخانہ دل اے جان کیست ایستادہ	برتخت شاہ کہ باشد جز شاہ و شاہزادہ

دل کی گہرائیوں میں کون بسا ہے وہی بیٹا بادشاہ کے تخت پر کون ہو سکتا بادشاہ یا شہزادہ

بعض اوقات فرماتے ہیں کہ جان پدر (میرا فرزند) قلندر ہے ۔

اللہ تعالیٰ کی ایک سنت اس طرح جاری ہے کہ ہر صدی کے ابتداء میں اس امت کے علماء میں سے مجدد مقرر فرما دیا جاتا ہے جو شریعت کو زندہ رکھے چنانچہ ابوداؤد اور بیہقی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مخبر صادق علیہ وعلیٰ الہ الصلوۃ والتسلیمات نے

فرمایا۔

ان اللّٰہ یبعث لھذالامتہ علی

راس کل مائتہ سنتہ من یجدولھا و سینھا

اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سرے پر ایسا شخص مبعوث فرمائے گا

جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔

لہٰذا بارہ سو سال گزرنے پر جبکہ تیرہویں صدی شروع ہوگئی ہے اللہ تعالیٰ سبحانہ کی عنایت اور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ الصلوۃ والسلام کے طفیل اس مجدد مائتہ کے نور ہدایت نے چاند کی طرح دنیا کے کونے کونے کو منور فرما دیا اور دنیا بھر کے پیاسوں کو ایک ساغر پلا کر سیراب کر دیا۔ ملک سندھ قحط و باقتل و غارتگری سے ویران و برباد ہو گیا تھا پوری طرح آباد ہو گیا اور رعایا کو مکمل سکون حاصل ہو گیا۔

زخوشی آمد چنیں ارجمند　　　طریق انیق شہ نقشبند

حضرت شاہ نقشبندؒ کے بہترین طریقہ پر خوشی سے ایسے لائق مسند کا ظہور ہوا ہے

بسے درہوائش زہستی برید　　　برآمد زدیر و بہ کعبہ رسید

بہت سے اسی آرزو میں چل بسے گو یا دیر سے کعبہ پہنچے

زفیض وجودش ہزاراں ہزار　　　زجام محبت شدہ جرعہ خوار

ان کے وجود کے فیض سے لاکھوں انسانوں نے جام محبت (الٰہی) نوش کر لیا

ہمہ پیش در پیش او کشتہ کم　　　محیط فلک نزد او قطرہ یم

ہر بڑائی ان کے سامنے چھوٹی لگتی ہے آسمان بھی انکے مقابل قطرہ نظر آتا ہے

حافظ کہتے ہیں کہ حضرت قدس سرہ نے فرمایا تھا کہ ہمیں آگاہ کر دیا گیا ہے کہ ہماری مسند (قیامت تک) آباد رہے گی اور حضرت خواجہ (قدس سرہ) نے بھی حضرت ایشاں کو یہ بشارت دی تھی۔ اس وقت حق تعالیٰ کے فضل سے حضرت کے فرزند قطب جہاں اور ولی زماں ہیں خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو سلامت رکھے۔

عزیزان گرامی میرا دل تو یہی چاہتا ہے کہ عمر عزیز کو اپنے بزرگوں کے اخلاق اور اوصاف کے مطابق صرف کروں۔ اس کے ساتھ ہی ہر وقت کم علمی دامن گیر ہوتی ہے ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے دو کلموں پر اکتفا کرتا ہوں۔

مرا از زلف او بوئے پسند ست
فضولی می کنم بوئے پسند است

آیۂ کریمہ لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا (اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت کے مطابق) (پارہ ۳ سورۂ البقرہ ۲ آیت ۲۸۶) کے بیان میں آپ نے تحریر فرمایا خدائے تعالیٰ کسی کو وہ بار امانت اٹھانے کی تکلیف نہیں دیتا۔ جس سے تمام اشیاء کی قبولیت مراد ہے نیابت کا حکم بجا مگر وسعت قلبی کے مطابق حدیث قدسی ہے لا یسعنی ارضی و لا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن (ترجمہ نہ میں زمین میں سما سکتا ہوں نہ آسمان میں لیکن قلب بندۂ مومن میں سما سکتا ہوں۔

چنانچہ مولانا جامی فرماتے ہیں۔

چرخ فلک آنچہ بود در خمش
وآنچہ خرد نام نہد عالمش

در وسعت دائرہ دل کم است
آں ہمہ جو قطرہ دل قلزم است

بطور سالک یہ مطلب میری ناقص عقل میں آتا ہے واللہ اعلم اہل ظاہر کے لئے اس عبارت کے معنی یہ ہیں کہ ہر عبادت میں بدن کی قوت اور ضعف کے مطابق عبادت کی مشقت ہے۔

نوشتہ بماند سیہ بر سفید
نو پسندہ دارد فراواں امید

مصرع آخر ھذا البیت افضل من مصرع المشہور لان الانسان پر جو رحمتہ فی الدارین بل فی الدنیا یعلم عوام الناس لخفاء الرحمتہ فی اسباب الدنیا و ان کان ظاہرا علی الخواص وفی الآخرة یظہر

علی کل فضلہ ورحمتہ بغیر حساب فکیف یصح ان یقال
نویسندہ رانیست فراواں امید والذی ضف ھذالمصراع واتبعتہ
عوام الناس ارادمن قطع الامید الموت ولھذا المعنی وان صح
لکن الاول افضل لان النظر بفضلہ ورحمتہ اعلی من غیرہ
انتھی کلام شریف

حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے ہم جیسے ہجوروں کو اس کا یقین دلایا اس شربت کا ایک گھونٹ عطا فرمایا بہ طفیل نبی اور آل و امجاد علیہ وعلی الہ الصلوٰۃ قیامت تک۔

حضرت ایشاں کی خدمت میں اس کتاب کے مصنف کا پہنچنا

ماہ رجب ۱۱۸۵ء کی بات ہے کہ میں آستانہ اقدس پر حاضری سے مشرف ہوا۔ زہے نصیب جو مجھے یہ سعادت، خوش بختی کامیابی اور کامرانی نصیب ہوئی۔ یہ حق سبحانہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق تھی جو حضرت قدس سرہ کے آستانہ ہدایت میں قبولیت نصیب ہوگئی۔

یافتم الحمدللہ رہ بکوی عشق دوست　　　آنچہ در الحمدللہ نی خواندم صراط مستقیم

الحمدللہ مجھے عشق دوست کے کوچہ کی راہ مل گئی اور الحمدللہ پڑھ کر صراط مستقیم پر ہوں

اس عطیہ کبریٰ کی تعریف اس نعمت عظمیٰ کا شکر یہ کس طرح پیش کیا جائے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے حضرت قدس سرہ کے حمایت یافتہ لوگوں کے زمرہ میں اور ان سے نسبت رکھنے والی جماعت میں شامل فرمادیا ہے اور حضرت کے جمال جہاں آراء کے دیدار سے مشرف فرمادیا ہے۔

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است　　　رقصم بپائی خود کہ بکویت رسیدہ است

میں اپنی آنکھوں پر نازاں ہوں جنہوں نے تیرا جمال دیکھا اور اپنے قدموں پر رقص کر رہا ہوں جو تیرے کوچہ تک پہنچ گئے۔

جب خانقاہ مقدس میں پہنچا تو اس وقت حضرت وہاں تشریف فرما تھے قدم بوسی کے بعد میں بیٹھ گیا حضرت قدس سرہ ایک لمحے سر جھکا کے خاموش بیٹھے رہے اس کے بعد جو کچھ میرے دل میں تھا اشاروں کنایوں میں بیان فرمادیا اور یہ شعر پڑھا۔

دراں غوغا کہ کس کس رانپرسد　　　من از پیر مغاں منت پذیرم

اس ہنگامہ میں کہ جہاں کوئی کسی کو نہیں پوچھتا میں پیر مغاں کا احسان مند ہوں

اس کے بعد آپ گھر تشریف لے گئے اور میرے لئے کھانا بھیج دیا جیسے ہی میں کھانا کھا کر بیٹھا حضرت قدس سرہ باہر تشریف لے آئے میں نے اپنے حالات عرض کئے بڑی نرمی اور شفقت سے دوبارہ فرمایا ''بابا خاطر جمع رکھو خیر ہوگی'' اس کے بعد صبح کے وقت مجھ کو بلایا اور توجہ دی اور معہورہ کیفیت ظاہر ہوگئی۔

باز آمد آب جاں در جوئے ما　　　باز آمد شاہ مادر کوچہ ما

ہماری زندگی کی نہر میں پھر آب حیات آ گیا پھر ہمارے کوچہ میں بادشاہ آ گیا

اس مبارک وقت جو سعادت عطا ہوئی اس کی ثنا کس زبان سے کی جائے اس بابرکت گھڑی میں جو شفقت فرمائی اس کا شکریہ کس طرح ادا کیا جائے۔

چہ گویمت کہ چہ نیک آمدی مسیح صفت　　　بیک نفس ہمدردی مرادوا کردی

میں تجھے کیا بتاؤں کہ اے مسیح صفت تیرا آنا کیسا بابرکت ہوا کہ ایک دم میں میری تمام بیماریوں کا علاج ہوگیا۔

نخست از من زباں بستد کہ طفل اندر نو آموزی　　　چوں نائش بے زباں باید چوں بربط زباں دانش

پہلے مجھ سے زباں (بولی) لے لی (خاموش رہنے کا عادی بنا دیا) جیسے سیکھنے والے بچے بانسری کی طرح بے زبان ہوتے ہیں نہ کہ بڑوں کی طرح بولنے والے

چو ماندم بے زباں چو نائے جاں درکن دمید از لب　　　کہ تا چوں نائے سرے چشم رانم دم بفرمائش

جب میں بے زباں ہوگیا (خاموش) تو بانسری کی طرح ہونٹوں سے مجھ میں جان ڈالی تا کہ آنکھوں سے (سوراخوں) عرض مدعا کروں

بگوش دل نرو گفت آنچہ گر نحست کنم شاید　　　صحیفہ صفہ گردوں دودہ جرم کیوانش

چناں در بوتہ تلقین را بگداخت کاندر من　　　نہ شیطاں ماند و وسواسش نہ آدم ماند و عصیانش

مجھے تلقین کی کٹھالی میں ایسا پگھلایا کہ مجھ میں نہ شیطان رہا نہ وسوسے نہ گناہ

توجہ دینے کے بعد فرمایا جاؤ اس میں مشغول رہنا۔ اس موقعہ پر چند روز خدمت میں رہا۔ ہر روز حضرت کا التفات بڑھ رہا تھا۔ اس کے بعد جب رخصت ہونے لگا تو مجھ کو خلوت میں طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا مجھ کو اپنے سے دور نہ سمجھنا جیسے اس وقت روبرو بیٹھے ہو بالکل اسی طرح سمجھنا۔ جو میں نے تم کو عطا کر دیا ہے یہ عظیم نعمت ہے۔ آج زندگی میں کوئی اس نعمت کی قدر نہیں جانتا مرنے کے بعد پتہ چلے گا کہ کتنی بڑی نعمت تھی چند روز یہ شغل جاری رکھو تا کہ دل میں بس

جائے اور پھر ہرگز نہ نکلے اگر پتھر ماریں تو بھی نہ نکلے۔ جب یہ وجود خاک مٹی ہو جاتا ہے تو اس مٹی میں بھی اثر باقی رہتا ہے۔ مرنے کے وقت یہ حالت کھل جاتی ہے اور مرنے کے بعد اس میں ترقی واقع ہوتی ہے یہاں تک کہ کمال کو پہنچ جاتی ہے۔

اس کے بعد جب بھی میں خدمت میں حاضر ہوتا طرح طرح کی شفقتوں عنایتوں سے نوازتے تھے اور اس درویش کی جانب پورا پورا التفات فرماتے تھے اکثر گفتگو میں فقیر کو مخاطب فرماتے کبھی خان کے لقب سے خطاب فرماتے۔ کبھی کبھی اکیلے میرے حجرہ میں تشریف لے آتے۔ ایک روز جمعہ کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو اس درویش کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب کرلیا۔ کبھی پانی نوش فرماتے اور اپنے مبارک ہاتھ سے باقی بچا ہوا پانی اس حقیر کو مرحمت فرمادیتے۔ کبھی کبھی ازراہ کرم فقیر سے کچھ بیان فرماتے مثلاً اپنے مرشد حضرت خواجہ قدس سرہ کے بارے میں اپنی ابتدائی مشغولیت، کیفیت، خلافت کی باتیں سناتے تھے میری حاضری اور غیر حاضری دونوں میں میرے احوال سے باخبر رہتے غائبانہ سلام بھیجتے اور میرے نام جو خط بھیجتے اس میں ذکر حق کی تاکید فرماتے رہتے۔

جب بھی یہ فقیر کسی ضرورت میں اعانت طلب کرتا تو فرماتے تھے کہ ہم ہر حال میں تمہارے ساتھ ہیں ایک بار اس فقیر نے اپنے ظاہری حالات میں تشویش کا ذکر کیا۔ فرمایا بابا تیری بے چینی سے ہماری طبیعت پر تجھ سے زیادہ بوجھ پڑ جاتا ہے جب تک تجھے اطمینان نہیں ہوتا ہمیں بھی اطمینان نہیں ہوتا۔

ایک بار اس مسکین سے فرمایا کہ جو خدا کے ساتھ مشغول رہتا ہے اس کی تمام خواہشیں اس کی مرضی کے مطابق خود بخود پوری ہو جاتی ہیں۔ ایک روز ازراہ شفقت فقیر کو حاجت برآری کے لئے ختم خواجگان قدس اللہ تعالی اسرارہم کی اجازت عطا فرمائی اور فرمایا کہ ہماری تلوار یہی ختم مبارک ہے ایک روز فقیر کو توجہ کے ساتھ استخارہ کی ترتیب سکھائی اور اجازت عطا فرمائی اور فرمایا کہ استخارہ کی برکت سے کام خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے۔ ایک روز دوستوں میں سے کسی نے حضرت سے پوچھا کیا بلوچ خان بھی مریدوں میں سے ہے؟ آپ نے فرمایا "ہمارے خاص مریدوں میں

سے ہے'' الحمدللہ حمداً کثیراً دعا کرتا ہوں زندگی ہو یا موت ان کی محبت پر قائم رہوں ان کے محبین کی جماعت میں اور مریدین ومخلصین کے زمرہ میں میرا حشر ہو۔

شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار　　　اگر خاک در گر گل ہمہ پروردہ تست

اے ابر بہار! چمن تیرے فیض کا شکر کس طرح کرے

ایک بار اپنے چھوٹے بچے محمد علی کو اپنے ساتھ لے گیا تا کہ حضرت کے جمال باکمال کی زیارت اس کو بھی نصیب ہو جائے۔ خدمت شریف میں حاضر ہوا تو آپ نے بہت شفقت اور نوازش فرمائی اور اپنے غلام محمد علی کو اپنے زانوئے مبارک پر بٹھایا۔ روٹی اور شکر منگوائی اور اس کو اپنے سامنے کھلایا۔

ایک بار اپنے مبارک ہاتھ میں گنا لئے دیوار کی منڈیر (بنیاد) پر تشریف لائے اور وہاں کھڑے ہو گئے فرمایا محمد علی سامنے آ! اور گنا اس کے ہاتھ میں دیدیا۔ میں چند روز خدمت میں رہا آپ نے بڑی توجہ فرمائی اور خوب کرم ونوازش کی۔

ایک بار میرے والد مرحوم حضرت کی خدمت اور فیض صحبت میں مشرف ہوئے جب مکان مبارک پر پہنچے تو خواجہ حافظ کے دیوان سے فال نکالی۔ یہ شعر سرورق نکلا۔

نسیم زلف تو شد خضر راہم اندر عشق　　　زہے رفیق کہ بچشم راہبری آوردہ

وہ جب قدم بوسی کر کے پیچھے ہٹے تو حضرت نے بڑی نوازش فرمائی اور فرمایا'' تمہاری اولاد ہماری مرید ہے اس لئے تم بھی ہمارے مرید ہو'' جب تک میرے والد مرحوم وہاں حاضر رہے اکثر گفتگو میں ان کو مخاطب فرماتے۔ ان کی غیر موجودگی میں ان کو سلام بھجواتے۔ جب بھی فقیر جانے کے لئے اجازت لیتا تو فرماتے محمد مکرم خان کو ہمارا سلام پہنچانا اگر کوئی دوسرا جاتا تو اس کے ہاتھ بھی سلام کہلا بھیجتے ایک بار محمد علی سے فرمایا'' اپنے دادا کو ہمارا سلام پہنچانا یاد رکھنا بھولنا نہیں''

اے عزیز جان لو کہ ایک دن رات میں چوبیس ہزار نفس ملتے ہیں ان میں سے ہر ایک بیش قیمت جواہرات کا بے حساب گنج گراں مایہ خزانہ ہے جو دو جہاں کی دولت سے بہتر ہے لہذا

ان تمام نفوس کو غفلت میں گزارنا اور عمر شریف کو بے ہودہ ضائع کرنا گویا اتنے خزانوں اور جواہرات کو ہاتھ سے چھوڑنا بڑی نامردی اور ناسمجھی ہے۔

ہر یک نفس کہ میرود از عمر گوہری است　　کانرا خراج ملک دو عالم بود بہار

عمر عزیز کا ہر سانس جو گذر رہا ہے اس قدر قیمتی جواہر ہے کہ اس کو خریدنے کیلئے دونوں جہاں کا خراج ادا کرنا ہوگا

افسوس کہ ایں خزانہ وہی رائیگاں باد　　وانکہ روئے بخاک تہی دست و بینوا

افسوس یہ خزانہ بیکار برباد کر کے　　خالی ہاتھ اور بے سہارا جانا ہوتا ہے

اس جہان فانی میں چندروز کی زندگی کو حق تعالی کی یاد میں مشغول رکھنے کی فرصت کو غنیمت سمجھو

عمر معدود شمردہ چوں رہی　　دررہ حق کردہ آں ناخشی

زندگی کے گنتی کے دن بھی راہ حق میں صرف کیے بغیر بتا دیے

بے شمار بے حدو بے عد شود　　عمر دہ روز کہ در طاعت شود

اگر چندروز کی زندگی خدا کی اطاعت وعبادت میں گذر جائے تو اس کا فائدہ بے شمار ہوگا

از یکی دانہ کاری صد ہزار　　دانہ برگیری ز فضل کردگار

ایک دانہ بو کر خدا کے فضل سے لاکھوں دانے مل جاتے ہیں

خود کو بایدر چنیں بازار　　کہ بیک گل بخری گلزار را

میں تجارت کن دریں بازار تو　　صد ہزاراں گل برآر از خار تو

حضرت الحضرات قطب الاقطاب غوث ربانی محبوب صمدانی حضرت مرشد اجل قدس اللہ اسرارہ کے مناقب پر مشتمل یہ نسخہ فردوس العارفین احقر العباد مقدم نشین فعال صاحبان فیض الجلال فقیر محمد بلال کے ہاتھ سے 1199ھ میں مکمل ہوا۔

تمت بالخیر

بود مظہر زنور ذات الہٰ   آمدہ در لباس انسانی
باز خواہش زاصل خویش نمود   زانکہ اوبود نور سبحانی
ماہ ذی قعد راچو چارم بود   خواست نزع لباس جسمانی
آمدہ ہاتف زغیب پدید   گفت اے شاہ جاں جانانی
ہر دو عالم شدہ است عرض بتو   کن قبول از یکے کہ بہ دانی
گفت اورا جواب وہم تاریخ   بہ زہدا وصال عریانی، ۱۱۸۸ھ
مہتدا سائل است بردر تو   از حصول مقام عرفانی